جملہ حقوق طباعت و اشاعت بحق ناشر محفوظ ہیں۔

◎ نوری کتابیں

◎ اچھی کتابیں

باذوق قارئین کیلئے۔

فیض نقشبند ——— ملفوظات شاہ غلام علی نقشبندی دہلوی

بار اوّل ——— ۱۹۹۵ء

حسب الارشاد ——— حضرت الحاج پیر سید محمد حسن شاہ گیلانی مدظلہ

ناشر ——— نوری کتب خانہ لاہور

طابع ——— خادم پرنٹنگ پریس، لاہور

قیمت ——— ۹۹ روپے

بسعی و اہتمام

پیرزادہ سید محمد عثمان نوری

marfat.com

پٹیالہ ہے۔ اگرچہ عمر کی بائیس منزلیں طے کرنے کے بعد آپ ہمیشہ کے لئے دہلی کے ہو رہے تھے لیکن دہلی میں رہتے ہوئے بھی اپنا پنجابی ہونا بھلا نہیں بیٹھے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا تھا: من ہموں یک مرد پنجابی نالائق کہ بودم ہستم[۱]

آپ ۱۱۵۶ھ/۱۷۴۳ء کو بٹالہ میں پیدا ہوئے۔ والدِ محترم نے آپ کا نام علی، والدہ ماجدہ نے عبدالقادر اور عمِ بزرگوار نے عبداللہ رکھا۔ تینوں نام غیبی ہدایات کے مطابق رکھے گئے۔ چنانچہ آپ سے قریبی تعلق رکھنے والے سر سید احمد خان صاحب نے اس سلسلے میں یہ وضاحت فرمائی ہے۔[۲]

"آپ کے پیدا ہونے سے پہلے ایک دفعہ آپ کے والد ماجد نے جناب حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ تمہارے ہاں عنقریب لڑکا پیدا ہونے والا ہے اس کو میرے ہمنام کرنا: اور آپ کی والدہ ماجدہ نے کسی بزرگ کو دیکھا کہ انہوں نے عبدالقادر آپ کا نام رکھا اور آپ کے عم بزرگوار نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اشارت سراپا بشارت سے عبداللہ آپ کا نام رکھا اور اسی سبب سے آپ کا اصلی نام عبداللہ اور عرف غلام علی تھا۔"[۳]

۱؎ رؤف احمد راحت، شیخ: درالمعارف، مطبوعہ ترکی، ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء، ص ۳۵۔

۲؎ حضرت شاہ عبدالغنی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا سالِ ولادت ۱۱۵۸ھ لکھا ہے۔ (ضمیمہ مقاماتِ مظہری، ص ۱۴۰) اور اسی لئے ولادت کا مادۂ تاریخ مظہر جود ۱۱۵۸ھ لکھا ہے لیکن اس ضمیمہ کو صفحہ ۱۳۹ پہ جس جواہر علویہ کی تلخیص بتایا ہے اس کے مصنف حضرت رؤف احمد مجددی علیہ الرحمۃ نے درالمعارف کے صفحہ ۱۵۳ پہ آپ کی ولادت کا سال ۱۱۵۶ ہی لکھا ہے۔

۳؎ سر سید احمد خاں: آثار الصنادید، طبع چہارم، مطبوعہ دہلی، ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء، ص ۴۶۲-۴۶۳

marfat.com

غلام علی علیہ الرحمہ عازمِ دہلی ہوئے۔ ۱۱ رجب سنہ ۱۱۸۰ھ کو دہلی میں وارد ہوئے۔ والد ماجد باغ باغ ہو گئے لیکن یہ خوشی زیادہ دیر نہ رہ سکی کیونکہ چند ساعتوں کے بعد ان کے مرشدِ کامل کا وصال ہو گیا اور انہوں نے جو خواب دیکھا تھا اب اس کے شرمندۂ تعبیر ہونے کی کوئی صورت باقی نہیں رہی تھی۔ اس واقعے کو کاتبِ ملفوظات نے خود آپ کی زبانی یوں نقل فرمایا ہے:

"بعد ازاں حضرت ایشاں فرمودند کہ امروز روزِ وصال حضرت شاہ ناصر الدین قادری ست کہ مرقد مطہر انوار ایشاں در حضرت دہلی بمحلہ حبش پورہ واقع ست بیزارد یتبرک بہ۔ مرشدِ والد بزرگوار ایں ذرۂ بے مقدار بودند کہ در شب گزشتہ ایں روز ازیں سرای فانی رخت بر بستہ بودند و من ہم ہموں روز از وطنِ خود آمدہ بودند۔ چوں دریں مکان کہ حضرت دہلی است رسیدم والدم بسیار خوش شدند کہ مرا از مرشدِ خود بیعت نمایند۔ اتفاقاً بعد از چند ساعات جناب مرشد ایشاں ارتحال فرمودند"[1]

اس کے بعد مرشدِ برحق نے فرمایا کہ آج حضرت شاہ ناصر الدین قادری کا روزِ وصال ہے کہ جن کا مزار پُر انوار دہلی شریف کے محلہ حبش پورہ میں واقع ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے اور جس سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔ موصوف اِس ذرۂ بے مقدار کے والد بزرگوار کے مُرشد تھے کہ اس روز (۱۱ رجب) سے پہلی رات کو اِس سرائے فانی سے رختِ سفر باندھ کر چلے گئے اور مَیں اُسی روز اپنے وطن سے آیا تھا جب اپنے اس مکان میں پہنچا جو دہلی شریف میں ہے تو والد محترم بہت خوش ہوئے کیونکہ مجھے اپنے مرشد سے بیعت کروانا چاہتے تھے۔ اتفاق کی بات ہے کہ چند گھڑیوں کے بعد اُن کے مُرشد رحلت فرما گئے۔

---

[1] رؤف احمد مجددی الشیخ: درالمعارف، مطبوعہ ترکی، ص ۹۷

marfat.com

از بروئے سجدۂ عشق آستانے یافتم
سرزمینے بُود منظورِ آسمانے یافتم

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مندوں میں شامل ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ ایک روز حضرت مرزا صاحب نے اپنے ایک مرید سے ناراض ہو کر، جو کشف و کرامت کا طالب تھا، فرمایا کہ جو ان شعبدوں کا طلب گار ہے اُسے چاہیئے کہ ہماری خانقاہ سے چلا جائے۔ جب شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کو اس بات کا علم ہُوا تو حضورِ مرشد عرض گزار ہوئے کہ کیا آپ نے ایسا فرمایا ہے ارشاد ہوا۔ ہاں میں نے یہی کہا ہے۔ یہ عرض گزار ہوئے کہ اس سے آنجناب کی مرضی کیا ہے؟ فرمایا کہ ہمارے یہاں تو بغیر نمک کے پتھر کی سِل کو چاٹنا پڑتا ہے یعنی استقامت کی پرورش کی جاتی ہے لیکن جو کشف و کرامت کا طالب ہو وہ کسی اور جگہ چلا جائے۔ شاہ غلام علی علیہ الرحمہ عرض گزار ہوئے کہ حضور! میں تو بغیر نمک کے پتھر کی سِل چاٹنا چاہتا ہوں۔ ارشادِ گرامی ہُوا کہ تم اِس خانقاہ میں رہ سکتے ہو۔" [1]

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ ظاہری اور باطنی کمالات سے مالا مال اور یگانۂ روزگار تھے جس علم و فن کی جانب توجہ فرمائی اُسی کے امام بن کر رہے۔ اُردو شاعری کے اندر وہ کمال حاصل تھا کہ ریختہ کے نقاشِ اوّل قرار پائے اور دبستانِ دہلی کے امام کہلائے۔ باطنی استعداد کو دیکھیئے تو آپ پر نقشبند ثانی ہونے کا گمان ہوتا تھا۔ ایسی باکمال ہستی کے ہاتھوں تربیّت پاتے اور سلوک کی منازل طے کرتے ہوئے حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ بے حد مسرور تھے اور قدم قدم پر زبانِ حال سے بے ساختہ یوں پکار اُٹھتے تھے:۔

---

[1] رؤف احمد مجدّدی، شیخ: درالمعارف، مطبوعہ ترکی، ص۔۹۔

marfat.com

"میرے تمام خاندان کو اور خصوصاً جناب والد ماجد کو آپ سے نہایت اعتقاد تھا اور میرے جناب والد ماجد اور میرے بڑے بھائی جناب احتشام الدولہ سید محمد خاں بہادر مرحوم کو آپ ہی سے بیعت تھی اور آپ کی میرے خاندان پر اس قدر شفقت اور محبت تھی کہ میرے والد ماجد کو اپنے فرزند سے کم نہیں سمجھتے تھے۔" [1]

اور اپنے قرب کے بارے میں موصوف یہاں تک رقمطراز ہیں :۔

"مَیں نے اپنے دادا کو تو نہیں دیکھا، آپ ہی کو دادا حضرت کہا کرتا تھا۔" [2]

مولوی رحمان علی (المتوفی ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء) نے شاہ غلام علی دہلوی علیہ الرحمہ کے تذکرے میں لکھا ہے :۔

"مولانا غلام علی دہلوی، علوی بزرگ، مرزا مظہر جان جاناں کے مُرید، عارف کامل اور علوم ظاہر و باطن کے جامع تھے۔" [3]

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسلاف کی مقدس یادگار تھے۔ سارا وقت ذکرِ الٰہی اور تربیتِ سالکین کے لئے وقف تھا۔ اگرچہ ایک جہان آپ کا گرویدہ تھا لیکن آپ کو دنیاوی مال و متاع اور آرام و راحت سے دُور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ اکابر نقشبندیہ کی طرح اتباعِ سنّت کا کمال اہتمام تھا۔ آپ کو دیکھ کر اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ کا مفہوم بخوبی سمجھ میں آجاتا تھا۔ مناسب نظر آتا ہے کہ آپ کے معمولات وغیرہ کا نقشہ سر سید احمد خاں صاحب

---

[1] سر سید احمد خاں صاحب : آثار الصنادید، مطبوعہ دہلی، ص ۴۶۷

[2] " " " " ص ۴۶۸

[3] رحمٰن علی : تذکرہ علماء ہند (اردو ترجمہ) ص۔ ۳۶۴

[4] اقبال احمد مجددی، پروفیسر : مقدمہ ملفوظات شریفہ، ص۔ ۱۷

marfat.com

پڑا رہتا تھا اور وہیں ایک تکیہ چمڑے کا رکھا رہتا۔ آپ دن رات اسی مصلے پر بیٹھے رہتے اور عبادتِ معبود کیا کرتے اور سب طالبین گرداگرد آپ کے حلقہ باندھے بیٹھے رہتے حق یہ ہے کہ ایسا برشتہ جان شیخ دیکھنے میں نہیں آیا اور میں تو اس بات پہ عاشق ہوں کہ باوجود اتنی آزادی اور خود رفتگی کے سرمُو احکامِ شریعت سے تجاوز نہ تھا اور جو کام تھا، وہ بہ اتباعِ سنت تھا۔ لقمۂ مشتبہ سے نہایت پرہیز کرتے اور مال مشتبہ ہرگز نہ لیتے۔ جو شخص خلافِ شرع اور سنت ہوتا اس سے نہایت خفا ہوتے اور اپنے پاس اُس کا آنا گوارا نہ کرتے۔" [۱]

کاش! موجودہ گدی نشین حضرات، جو آج مسندِ رُشد و ہدایت پہ فائز ہیں۔ وہ غور کر سکیں کہ حضرت شاہ غلام علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات سے اُن کے اپنے معمولات کوئی مطابقت رکھتے ہیں یا نہیں؟ —— کیا ان کے اوقات بھی اسی طرح منضبط ہیں؟ کیا تلاوتِ قرآن مجید کا وہ خود ایسا روزانہ اہتمام کرتے ہیں؟ —— کیا حدیث و تفسیر کی تدریس ان کے روزانہ مشاغل میں شامل ہے؟ —— کیا عشقِ رسول ان کے لوگ رُوپے میں اسی سمایا ہوا ہے؟ —— کیا وہ بھی ظاہری اور باطنی علوم کی دولت سے مالا مال ہیں؟ کیا وہ بھی صرف اتنا ہی کھاتے ہیں کہ طاقتِ عبادت آئے اور زندگی قائم رہے؟ —— شب بیداری کا وہ کس حد تک روزانہ اہتمام کرتے ہیں؟ —— دنیاوی آرام و راحت سے وہ کس درجہ کنارا کش ہیں؟ —— ان کی اپنی زندگی میں سادگی کا کس حد تک اہتمام ہے؟ —— اتباعِ سنت کا وہ کس درجہ اہتمام فرماتے ہیں؟ —— لقمۂ مشتبہ کھانے سے وہ کس درجہ گریز کرتے ہیں؟ —— جو کچھ نذرانوں کی صورت میں وصول کرتے ہیں وہ اپنی ذات کے لئے وصول کرتے ہیں یا مخلوقِ خدا کی خدمت اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے؟ —— کتاب و سنت کی خلاف ورزی کرنے والوں سے ان کا تعلق کیسا ہوتا ہے؟

---

[۱] سر سید احمد خاں: آثار الصنادید، مطبوعہ دہلی، ۱۹۶۵ء، ص ۴۶۵ - ۴۶۷

marfat.com

تقرر وظیفہ کی، اُس کے جواب میں آپ نے صرف یہ شعر لکھ بھیجا :۔"

ما آبروئے فقر و قناعت نمی بریم
با میر خاں بگوی کہ روزی مقررست[لے]

خانقاہ میں رہنے والے فقرائے طالبین و سالکین اور خود شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بود و باش، خورد و نوش وغیرہ میں یکسانیت کا ذکر کرتے ہوئے سر سید احمد خان صاحب نے یہ بھی لکھا ہے :۔

حضرت کی خانقاہ میں پانچ سو سے کم فقیر نہیں رہتا تھا اور سب کا روٹی کپڑا آپ کے ذمہ تھا اور باوجودیکہ کہیں سے ایک حبہ مقرر نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ غیب الغیب سے سب کام چلاتا تھا۔ اس پہ فیاضی اور سخاوت اس قدر تھی کہ کبھی سائل کو محروم نہیں پھیرا۔ جو اس نے مانگا وہی دیا۔ جو چیز عمدہ اور تحفہ آپ کے پاس آتی اس کو بیچ کر فقراء پہ صرف کرتے اور جیسا گزی گاڑھا موٹا تمام فقیروں کو میسر ہوتا ویسا ہی آپ بھی پہنتے اور جو کھانا سب کو میسر ہوتا وہی آپ کھاتے بھلا غور کرو کہ بشر کی طاقت ہے کہ ایسی بات کر سکے۔"[ٹے]

کیا ہمارے موجودہ پیرانِ عظام کے پاس جو نذرانے آتے ہیں اور جن ذرائع سے بھی اُنہیں آمدنی ہوتی ہے وہ طالبین ہی کے لئے وقف ہوتی ہے ؟ ——— کیا یہ حضرات بھی اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ کو اپنا سرمایۂ زندگی بنائے ہوئے ہیں ؟ ——— کیا ان کی بود و باش اور خورد و نوش کے اہتمام میں فقیری کی بُو موجود ہوتی ہے ؟ ——— کیا یہ حضرات بھی

لے (ا) سر سید احمد خاں : آثار الصنادید، مطبوعہ دہلی۔ ص ۴۶۴
(ب) محمد ایوب قادری، پروفیسر : (اردو ترجمہ) تذکرہ علمائے ہند۔ مطبوعہ کراچی ص ۳۶۵

ٹے سر سید احمد خاں : آثار الصنادید، مطبوعہ دہلی۔ ص ۴۶۵

marfat.com

(تاشقند و حصار و قندھار و کابل و پیشور (پشاور) و ملتان و کشمیر و لاہور و سرہند و امروہہ و سنبھل و بریلی و رامپور و لکھنو و جالیس و بہرائچ و گورکھپور و عظیم آباد و ڈھاکہ و بنگالہ و حیدر آباد و پونا وغیرہا بطلب حق جل و علا اوطان خود گذاشتہ آمدہ بودند" لہ	حصار، قندھار، کابل، پشاور، ملتان کشمیر، لاہور، سرہند، امروہہ، سنبھل بریلی، رامپور، لکھنؤ، جالس، بہرائچ، گورکھپور، عظیم آباد، ڈھاکہ و حیدر آباد و پونا وغیرھا دیار و امصار سے لوگ حق جل و علا کی طلب میں اپنے اپنے وطن کو چھوڑ کر آپ کی خدمت میں) آئے ہوئے ہیں۔

سرسید احمد خاں صاحب نے آپ کی مرجعیت کے بارے میں اپنا مشاہدہ یوں قلمبند کیا ہے:۔

"آپ کی ذات فیض آیات سے تمام جہان میں فیض پھیلا اور ملکوں ملکوں کے لوگوں نے ان کی بیعت اختیار کی۔ میں نے حضرت کی خانقاہ میں اپنی آنکھ سے روم اور شام اور بغداد اور مصر اور چین اور حبش کے لوگوں کو دیکھا ہے کہ حاضر ہو کر بیعت کی اور خدماتِ خانقاہ کو سعادتِ ابدی سمجھے اور قریب قریب کے شہروں کا مثل ہندوستان اور پنجاب اور افغانستان کا تو کچھ ذکر نہیں کہ ٹڈی دل کی طرح امنڈتے تھے۔" ٢ہ

اس سلسلے میں خود حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا ہے:۔

باطرافِ بعیدہ فیض ما رسید است در حضرت مکہ معظمہ حلقہ ما می نشیند و	دُور دراز ممالک تک ہمارا فیض پہنچ گیا ہے۔ مکہ معظمہ میں ہمارا حلقہ ہوتا ہے اور

لہ روٴف احمد مجددی، شیخ: در المعارف، مطبوعہ ترکی، ص ٦٥

٢ہ سرسید احمد خاں: آثار الصنادید، مطبوعہ دہلی، ص ٣٦٤-٣٦٥

ابوسعید مجددی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۱۲۵۰ھ / ۱۸۳۴ء) کے نام ایک خط میں اس خوش بختی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی نشر و اشاعت کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ مولانا نور بخش توکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء) نے اُس خط سے ایک اقتباس کا ترجمہ یُوں پیش کیا ہے :۔

غریب و مہجور خالد کردی شہر زوری عرض کرتا ہے کہ ایک قلم تمام مملکت روم و عربستان اور دیارِ حجاز و عراق اور عجم کے بعض ملک اور سارا کردستان طریقۂ عالیہ مجددیہ کے جذبات و تاثرات سے سرشار ہے اور حضرت امام ربّانی مجدد الفِ ثانی قدس سرہ السامی کا ذکر اور ان کے محامد رات دِن محفلوں اور مجلسوں اور مسجدوں اور مدرسوں میں ادنیٰ و اعلیٰ کے اس طرح زبان زد ہیں کہ کبھی کسی قرن اور کسی اقلیم میں گمان نہیں کہ گویا زمانہ نے اس زمزمہ کی نظیر نہ دیکھی ہو اور گردش کرنے والے آسمان نے ایسی رغبت اور ایسا اجتماع دیکھا ہو۔" ؎۵

مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۱۱۹۵ھ) کی طرح شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے میں بھی خانقاہِ مظہریہ کو رشد و ہدایت کے لحاظ سے مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ متحدہ ہندوستان کا گوشہ گوشہ آپ کے انوار سے جگمگا رہا تھا۔ اگر علمی لحاظ سے شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت پوری دنیا میں اہلِ علم کے مرجع تھے تو سلوک و تصوّف سے دلچسپی رکھنے والوں کی منزلِ مقصود شاہ غلام علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی تھے۔ آپ نے خانقاہ مظہریہ سے فیض کا ایسا دریا بہایا جس نے ایک دنیا کو سیراب کر کے رکھ دیا۔ رشد و ہدایت کے وہ گہر ہائے آبدار بکھیرے کہ مخلوقِ خدا

؎۵ نور بخش توکلی، مولانا: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، مطبوعہ معارف پریس لاہور ۱۹۷۶ء۔

marfat.com

۳۔ حضرت مولانا خالد کردی رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۴۲ھ / ۱۸۲۶ء)

۴۔ حضرت مولانا سید اسمٰعیل مدنی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی سنہ ھ / سنہ)

۵۔ حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددی (المتوفی ۱۲۵۳ھ / ۱۸۳۷ء)

۶۔ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۴ء)

حضرت شاہ غلام علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کا دریا ہمیشہ جاری رہتا تھا۔ ہر وقت آپ علم و عرفان کے دریا بہاتے رہتے تھے اس لئے طالبین و سالکین کا ہمہ وقت آپ کے پاس جمگھٹا رہتا تھا۔ ایک دنیا آپ کی جانب اُمڈ پڑی تھی۔ لوگ شبانہ روز یوں کشاں کشاں آپ کی جانب لپک رہے تھے جیسے پیاسا پانی کی طرف دوڑتا ہے۔ آپ رشد و ہدایت کے موتی بکھیرتے رہتے اور آنے والے حسبِ استطاعت اپنی اپنی جھولیاں بھرنے میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کے بعض ملفوظات بھی جمع کئے گئے جو دستیاب ہیں۔ جہاں آپ علم و فضل میں اپنی نظیر آپ تھے اسی طرح صاحبِ قلم بھی تھے۔ آپ کی بعض تصانیف اور ملفوظات کے مجموعے حسبِ ذیل ہیں:۔

۱۔ مقاماتِ مظہری:۔ اِس میں اپنے پیر و مرشد مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و کمالات لکھے ہیں۔ پروفیسر اقبال احمد مجددی سلّمہٗ کا غالب گمان ہے کہ یہ ۱۲۱۱ھ / ۱۷۹۶ء میں لکھی گئی تھی۔

۲۔ ایضاح الطریقت:۔ یہ رسالہ ۱۲۱۲ھ کی تصنیف اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اصول، اذکار، اور اصطلاحات کے بیان پر مشتمل ہے۔

۳۔ احوالِ بزرگاں:۔ ۱۲۲۵ھ کے بعد یہ رسالہ لکھا جس میں بعض اولیائے کبار کے مختصر حالات ہیں۔

۴۔ مقاماتِ مجدد الف ثانی:۔ یہ رسالہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے حالات و کمالات پر مشتمل اور بڑی افادیت کا حامل ہے۔ مختلف حضرات کے پاس اس کے قلمی

marfat.com

۱۵۔ مکاتیبِ شریفیہ :۔ یہ آپ کے ایک سو چھبیس مکتوبات کا مجموعہ ہے جنہیں آپ کے جلیل القدر خلیفہ یعنی حضرت شاہ رؤف احمد مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمع کیا تھا۔ یہ مجموعہ ۱۳۳۲ھ میں مدراس سے، ۱۳۷۱ھ میں لاہور سے اور ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء میں استنبول (ترکی) سے شائع ہو چکا ہے۔

۱۶۔ درالمعارف :۔ یہ آپ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جنہیں حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۳۱ھ میں قلمبند کیا تھا۔ آخر میں بعض ملفوظات ایسے بھی شامل کئے گئے ہیں جو بعد میں سُنے گئے تھے۔ یہ مجموعہ صاحبِ ملفوظات اور مرتب کے فضل و کمال کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ مبارک مجموعہ مختلف مقامات سے شائع ہوتا رہا ہے اور ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء میں استنبول (ترکی) سے بھی شائع ہوا ہے جو مجتبائی المطابع دہلی کے مطبوعہ نسخے کا عکس ہے۔

۱۷۔ ملفوظاتِ طیبہ :۔ یہ چہل روزہ ملفوظات ہیں جنہیں آپ کے خلیفہ، مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا تھا اور یہ مجموعہ اُردو ترجمے کے ساتھ ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء میں لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

غرضیکہ شاہ غلام علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے رشد و ہدایت کی جو شمع روشن کی تھی وہ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک روشن رہے گی اور بندگانِ خدا ہمیشہ اس روشنی سے مستفید و مستفیض ہوتے رہیں گے۔ خلفاء اور تصانیف کے لحاظ سے اس مردِ حق آگاہ کا فیض آج کے دن تک پوری آب و تاب سے جاری و ساری ہے۔ اس شمعِ ہدایت سے اکتسابِ فیض کرنے والوں کی آج بھی کمی نہیں ہے۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

زیرِ نظر ملفوظات کے جامع و مرتب حضرت شاہ رؤف احمد رافت رامپوری رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

سجدہ گاہِ عشق ہو مطلوب تھا وہ آستاں ؎
ڈھونڈتا تھا میں زمیں اور مل گیا ہے آسماں (اختر)

حضرت غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مقامات طے کئے اور مطلق اجازت سے نوازے گئے۔ ساتھ ہی دیگر سلسلوں کی اجازت اور طریقہ قلندریہ کی خلافت عامہ سے مشرف ہوئے۔ شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ جیسی یگانۂ روزگار ہستی کی زیرِ نگرانی شاہ رؤف احمد علیہ الرحمہ کی ذاتی استعداد نے اپنے جوہر خوب کھل کر دکھائے اور سلوک و تصوف کے انتہائی مقام کو چھونے میں کامیاب ہو گئے، گویا:-

جلا کندن نے پائی یہ زرِ خالص دمک اُٹھا

مولوی رحمان علی مرحوم آپ کے تذکرے میں یوں رقم طراز ہیں :-

"شاہ رؤف احمد نقشبندی، مجددی، مصطفےٰ ابادی، شاہ ابو سعید دہلوی کے خالہ زاد بھائی تھے۔ فقیہ، محدث اور مفسر تھے۔ ظاہری علوم کی تحصیل مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی سے کی۔ خاندان نقشبندیہ میں خرقہ خلافت شاہ غلام علی دہلوی سے پایا اور بھوپال میں مقیم ہو گئے۔ اُردو زبان میں تفسیر رؤفی لکھی۔ اس کا آغاز ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۴ء میں اس کا اختتام ۱۲۴۳ھ/۱۸۲۷-۲۸ء میں ہوا۔ اپنے مرشد کے ملفوظات دار المعارف کے نام سے ؎ لکھے۔ دیوان رافت ہندی اور فارسی اشعار میں ان کی تصنیف ہے۔ اشعار میں رافت تخلص کرتے تھے۔ بھوپال سے حج بیت اللہ کے ارادے سے روانہ ہوئے تھے کہ جہاز کی سواری میں ۱۲۰۳ھ/۱۷۸۶ء میں فوت ہوئے ؎۔ ؎

؎ ان ملفوظات کے مجموعے کا نام درّ المعارف ہے۔ دار المعارف شاید سہواً لکھا گیا ہے۔

؎ جب تفسیر رؤفی کی ابتدا انہوں نے ۱۲۳۹ھ میں کی اور وہ ۱۲۴۸ھ میں مکمل ہوئی تو مصنف کی وفات ۱۲۰۳ھ میں لکھنا سہواً ہے یا اسے کتابت کی غلطی کہہ سکتے ہیں۔ پروفیسر محمد ایوب قادری نے اس کے حاشیہ میں آپکا سالِ وفات ۱۲۴۹ھ لکھا ہے جبکہ درّ المعارف مطبوعہ ترکی کے آخر میں ۲۷ ذیقعد ۱۲۵۳ھ درج ہے یہی تاریخ درست نظر آتی ہے اور تذکرہ علمائے ہند میں ۱۲۵۳ھ کی جگہ ۱۲۰۳ھ لکھا گیا ہے۔ ؎ محمد ایوب قادری، پروفیسر: تذکرہ علمائے ہند (اُردو ترجمہ) مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء ص ۱۹۸-

marfat.com

شریعت ہے اور اس کا سرچشمہ قرآن و حدیث۔" ؎۱

بزرگانِ دین کے ارشادات عالیہ پڑھنے اور یاد رکھنے باعث سعادت ہیں کیونکہ ان کے ذریعے زندگی گزارنے کا حقیقی شعور حاصل ہوتا ہے اور ساتھ ہی اُن مبارک لفظوں کے باعث بزرگوں کی صحبت کا فائدہ بھی میسر آجاتا ہے۔ اِس سلسلے میں مولانا نور بخش توکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء) یوں فرماتے ہیں:۔

امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اس امر پہ اجماع ہے کہ تفسیر و حدیث کے بعد صوفیہ کرام کے اِرشادات بہترین کلام ہیں اور ان کا پڑھنا یا سُننا صحبت معنوی کا حکم رکھتا ہے۔ اِس لئے اِن حالات کے جمع کرنے میں مشائخ کرام کے کلماتِ قُدسیہ کی تدوین کا خاص خیال رکھا گیا ہے تاکہ وہ سالک کے لئے دستور العمل کا کام دیں...... خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ کے دوسرے خلیفہ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۲۲ھ باوجود کمالات صوری و معنوی کے حضرات خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے رسالوں کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے کیونکہ ان کے کلمات قدسیہ کا ہمیشہ ساتھ رکھنا اور اِن کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ شیخ الاسلام ابو اسمٰعیل عبداللہ انصاری ہروی قدس سرہٗ نے اپنے مریدوں کو وصیت کی کہ ہر ایک پیر کا کوئی کلام یاد کرلو۔ اگر ایسا نہ کرسکو تو ان کا نام یاد رکھو تاکہ اس سے فائدہ اٹھاؤ۔" ؎۲

اولیاء اللہ کے وجود مسعود، سیرت و کردار اور ارشادات و ملفوظات کے بارے میں

؎۱ خلیق احمد نظامی، پروفیسر: تاریخ مشائخ چشت، جلد چہارم، مطبوعہ لاہور۔ ص ۲۱
؎۲ نور بخش توکلی، مولانا: تذکرہ مشائخ نقشبند، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص د۔

marfat.com

جلا سکتی ہے شمعِ کشتہ کو موجِ نفس اِن کی
الٰہی! کیا چھُپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں
تمنّا دردِ دل کی ہو تو کر خِدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھ اِن خرقہ پوشوں کی، اِرادت ہو تو دیکھ اِن کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
ترستی ہے نگاہِ نارسا جس کے نظارے کو!
وہ رونق انجمن کی ہے اِنہیں خلوت گزینوں میں[1]

شاعرِ مشرق نے اسی سِلسلے میں حقیقت کی یُوں بھی ترجمانی فرمائی ہے :-

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کار کشا، کار ساز
خاکی و نوری نہاد، بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی، اُس کا دِل بے نیاز
اس کی امیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دِل فریب، اس کی نگہ دِل نواز
نرم دِل گفتگو، گرم دِل جُستجو!
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دِل و پاکباز
نقطۂ پرکارِ حق، مردِ خدا کا یقین
اور یہ عالم تمام وہم طلسم و مجاز[2]

---

[1] محمد اقبال، ڈاکٹر: کلیاتِ اقبال اُردو، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء، ص ۱۰۴
[2] " " " " ص ۳۸۹

یعنی انعام پانے والے حضرات سے مراد انبیائے کرام، صدیق، شہدا اور صالحین یعنی اولیاء اللہ ہیں۔ اس پُر فتن دَور میں جبکہ نصوصِ دین کی ہر سُو گرم بازاری ہے جبکہ کتنے ہی رہزنوں نے رہبروں کا لباس پہن کر مسلمانوں کو اپنا اپنا گرویدہ کرنا اور اہلِ حق سے اپنا علیحدہ فرقہ بنانا شروع کر رکھا ہے تو ایسے ناگفتہ بہ حالات میں مسلمانوں کے لئے نجات کا صرف ایک ہی راستہ رہ گیا ہے کہ وہ اپنی اپنی ڈفلی بجانے والوں سے منہ موڑ کر، ان کے جمگھٹوں سے ایک طرف ہو کر اس طریقے کو اپنائے رکھیں جس پر اولیائے کرام چلتے رہے ہوں کیونکہ صراطِ مستقیم وہی ہے۔ اسی لئے قرآنِ کریم نے واضح لفظوں میں اولیائے کرام کے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ — اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور
وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ [1] — سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

دوسرے مقام پر یہ حکم اِن لفظوں میں دیا گیا ہے:۔

وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ — اور اس کی راہ چل جو میری طرف
اِلَيَّ ۔ [2] — رجوع لایا۔

غرضیکہ اللہ ربّ العزّت نے کتنے ہی مقامات پر اولیائے کرام کے ساتھ رہنے اور اُن کا اتباع کرنے والوں کی تعریف کی ہے۔ انہیں صراطِ مستقیم اور راہِ ہدایت پر چلنے والا قرار دیا ہے۔ ——— اُن سے جدا رہنے والوں اور ان سے علیحدہ اپنی جماعت اور پارٹی بنانے والوں کو وعیدیں سُنائی ہیں ——— اولیائے کاملین اللہ تعالیٰ کو اس درجہ پیارے ہیں کہ ان کی اداؤں کو عبادتوں کا حصہ بنا دیا گیا ہے چنانچہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام

---

[1] پارہ ۱۱، سُورۂ التوبہ، آیت ۱۱۹

[2] پارہ ۲۱، سُورہ لقمان، آیت ۱۵

marfat.com

اِس لئے اُن کا ہر قول اور ہر فعل بارگاہِ خداوندی سے شرفِ قبولیت حاصل کر لیتا ہے۔

بایں وجہ اس عصیاں شعار کو شوق دامنگیر ہوا کہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے مردِ کامل کے مجموعۂ ملفوظات یعنی درّ المعارف کا اُردو ترجمہ پیش کرے تاکہ فارسی سے نابلد حضرات بھی اللہ والوں کی باتوں سے لُطف اندوز ہو کر اپنی دنیا و آخرت کو سنوار لیں۔ احقر نے بساط بھر آسان اور شگفتہ اُردو میں ترجمہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے جا بجا حواشی میں ضروری وضاحت بھی کر دی ہے۔ اہلِ علم حضرات غلطیوں سے مطلع فرمائیں اور دعواتِ صالحہ میں یاد رکھیں۔ خدائے ذوالمنن اِسے میرے لئے توشۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

گدائے درِ اولیاء

محمد عبد الحکیم خاں اختر

مجددی مظہری شاہجہانپوری

دار المصنفین۔ لاہور

۱۵؍ ذیقعد ۱۳۹۸ھ

۱۹؍ اکتوبر ۱۹۷۸ء

marfat.com

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ
اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

مکمل درُود ہیں اور پاکیزہ سلام ہوں اس کی رُوح پُرفتوح پر جو انبیائے کرام کے سردار، متقیوں کے رہبر، اَوجِ رسالت کے ہما، ربِ جمیل کے خلیل جلیل کی قربت کے قاف کا عنقا ہیں۔ خداوندِ جمیل کے راستے کی دلیل ہیں۔ پہلوں سے پہلے، دلیل کی دلیل انوارِ الٰہیہ کے مبتدا، عروجِ کمالیہ کے منتہا جو احلائے الٰہیہ اور غیر محدود ہیولائے عوالم ہیں جمیع انبیائے کرام کی امتوں کے شافع، تمام امراض و اسقام کے شافی ہیں۔ وہ سرورِ ہردوسرا خواجۂ دین و دنیا، امامِ انبیاء، پیشوائے اولیاء، شفیعِ روزِ جزا، محبوبِ کبریا، مفخرِ اصفیاء احمدِ مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ ہیں، ان پہ اور ان کی آل واصحاب پہ اللہ رب العزت کی جانب سے درُود ہو۔

امّا بعد فقیر رؤف احمد جو نسب اور طریقت کے اعتبار سے مجدّدی ہے، عرض گزار ہے کہ جب اخوت پناہ، والا دستگاہ، کاشفِ اسرارِ شریعت و طریقت، واقفِ انوارِ حقیقت و معرفت، حافظِ کلامِ الٰہی، جناب شاہ ابوسعید سلّمہم اللہ تعالیٰ کہ اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِہٖ[1] کے اسرار جن کی جبین مبین سے ظاہر اور اَلسَّعِیْدُ مَنْ سَعَدَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ کے انوار سے جن کی پیشانی نور بار ہے انہوں نے اس ہیچمدان کے لئے یہ امر تجویز فرمایا کہ حضرت پیر دستگیر، قطبِ دوراں، قیوم زماں، مہرِ سپہرِ ولایت، ماہِ سماءِ ہدایت، نیّرِ بُرجِ اتقا گوہرِ درجِ اجتبا، آفتابِ مطلعِ ارشاد، ماہتابِ افقِ اوزاد، سراجِ محفلِ صفا، چراغِ بزمِ رضا مظہرِ اسرارِ الٰہیہ، مہبطِ انوارِ نامتناہیہ، موردِ فیضِ سبحانی، مصدرِ برکاتِ رحمانی، مروّجِ طریقۂ مجدّدیہ، مکملِ کمالاتِ احمدیہ، سالکِ مسالکِ صراطِ مستقیم شریعت و ایمان، ناہجِ

---

[1] سعادت مند وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) (۴) آپ دردِ دل کی دوا اور تمام بیماریوں کی شفا ہیں۔ وحدت کی دلیل اور علم و ذکا کے باعث دین کی بُرہان ہیں۔

(۵) آپ راہِ خدا میں سفر کرنے والے، شرعِ نبی کی کفالت کرنے والے، انسانوں کے رئیس، فرشتوں کے انیس اور جلیسِ خُدا ہیں۔

(۶) آپ خوبصورتی کے عارض کی صفائی، کمال محبوب، ذاتِ الٰہی کے حبیب اور اہلِ صفا کے محب ہیں۔

(۷) آپ مہرِ ولایت کی روشنی، عروجِ کمال کے چاند اور انتظامی لحاظ سے ساری مخلوق کے لئے چکی کی کیلی کے مانند ہیں۔

(۸) آپ قلبی مرض کے طبیب، باغِ قدس کے پرندے اور رسولوں کی طرح گناہوں سے پاک ہیں۔

(۹) آپ بارگاہِ خداوندی کے فقیر اور انس و ملک کے امیر ہیں۔ آپ کا وجود فیضِ الٰہی اور نیکوں سے نیک تر ہے۔

(۱۰) آپ فیضِ محبت تقسیم کرنے والے، اشتیاق والوں کا قرار اور عظمت و بزرگی کے باعث بارگاہِ کبریا کے خلیل ہیں۔

(۱۱) آپ رازِ خدا کی کتاب، صحیفۂ اسرارِ کریم، عالم، محبوب اور بزرگوں سے بڑھ کر بزرگ ہیں۔

(۱۲) آپ خدا کے ولی، ہر پوشیدہ اور ظاہر کے واقف، وجودِ نور، ظہورِ سرور اور شیرِ وفا ہیں۔

(۱۳) آپ دوجہاں کی ہدایت۔ زمین و زماں کے ہادی، اوجِ صفا کے ہما اور باغِ علا کے پرندے ہیں۔

(۱۴) آپ گودڑی پوش ہیں۔ اطوار میں محبت ہے۔ انداز کلیمانہ ہیں۔ آپ کلیمِ خدا اور تجلّی مولیٰ کا طُور ہیں۔

(۱۵) حضرت غلام علی (رحمۃ اللہ علیہ) زمین و زمان کے بادشاہ، ہر مرض کی شفا اور روزِ جزا کے لئے میرے شفیع ہیں۔

marfat.com

فضل، قاف سے قرب، یاؔ سے یاری اور راؔ سے رحمت درویت خداوندی کو حاصل کرلیا ـــــــ اگر صورت حال اِس کے برعکس ہے تو فاؔ سے فضیحت یعنی رسوائی قاف سے قہرِ الٰہی، یاؔ سے یاس و ناامیدی اور راؔ سے رسوائی حاصل ہوتی ہے ہم ایسی صورت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتے ہیں۔

اسی روز سماع کا ذِکر بھی آیا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ اہلِ سماع وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی جانب پوری طرح متوجہ ہیں اور اس کے ماسوا سے انہوں نے پوری طرح منہ موڑ رکھا ہے۔ وہ جو کچھ سنتے ہیں اُسے حق تعالیٰ کی جانب سے جانتے ہیں۔ ان کی نظر میں غیریّت اُٹھ چکی ہوتی ہے ـــــــ ان کا فرمان ہے کہ حضرت نظام الدّین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ[۱] فرماتے کہ کاش! مَیں سماع کی حالت میں مروں اور یہ بھی فرمایا کہ حضرت نظام الدّین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تازیست یہی حسرت رہی کہ ایک روز حضرت فریدالدّین گنج شکر قدس سرّہٗ[۲] (اُن کے مرشدِ گرامی قدر) نے از راہِ عنایت اور خاص نظرِ کرم کے باعث اِس عاجز سے فرمایا کہ جو کچھ تو چاہتا ہے مجھ سے مانگ لے۔ مَیں نے استقامت طلب کی اور سماع کی حالت میں مرنا نہ مانگا۔ جس کا افسوس ہے کہ وقت ہاتھ سے نکل گیا۔

۱ؔ نامِ نامی محمد بن احمد بن علی البخاری ہے۔ ۶۳۱ھ/۱۲۳۳ء کو بدایوں میں پیدا ہوئے۔ لقب سلطان المشائخ اور نظام الدّین اولیاء ہے۔ آپ خواجہ فریدالدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے نامور خلیفہ، فخرِ خاندان اور نادرِ روزگار تھے۔ ۱۸ ربیع الآخر ۷۲۵ھ/۱۳۲۲ء کو وفات پائی۔ مزار مبارک دہلی کے مضافات غیاث پور بستی نظام الدین میں ہے۔

۲ؔ شیخ فریدالدّین مسعود شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۵۹۵ھ میں ہوئی آپ کے والد ماجد سلطان محمود غزنوی کے بھانجے تھے۔ آپ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد تھے۔ شیخ بہاء الدّین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ آپ خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سب سے نامور خلیفہ تھے۔ ۵ محرم الحرام بروز سہ شنبہ ۶۹۰ھ میں وصال فرمایا۔ مخدوم تاریخ وصال ہے۔ آپ کا مقدس مزار پاک پٹن شریف ضلع ساہیوال میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ آپ کا شمار سلسلہ چشتیہ کے اکابرین میں ہوتا ہے۔

marfat.com

رگیں درختوں کے مانند اور ہر دو آنکھیں مہر و ماہ کی طرح تاباں و درخشاں ہیں اور باقی چیزوں کو بھی اسی پہ قیاس کر لیجیئے۔

اس کے ساتھ ہی شاہ غلام علی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان تمام ممکنات کا جامع اس طور سے ہے کہ باقی کل جہاں اسماٗ و صفات الٰہیہ کا ظہور ہے اور انسان مظہر ذات الٰہی ہے اور ذات تمام صفات کی جامع ہے۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ

قلبِ انسان آئینۂ جہاں نماست	قلبِ انسان آئینۂ جہاں نما ہے لیکن
لکن عارف می بیند کہ ہماں عالم در	عارف دیکھتا ہے کہ تمام جہان میرے
دلِ من ست بلکہ حق جل و علا در	دِل میں ہے بلکہ حق جل و علا میرے
من جلوہ گرست۔ (ص۵)	اندر جلوہ گر ہے۔

اکثر اولیاء اس حالت میں وحدتِ وجود کے قائل ہو جاتے ہیں اور انا الحق، سبحان ما اعظم شانی اور لیس فی جُبتی سوی اللہ کا نعرہ مارنے لگتے ہیں۔ مولانا احمد جام نے فرمایا ہے:

ما[1] آئینۂ جہاں نمائیم ۔۔۔ ما نورِ جمالِ کبریائیم
موجود بجز وجود ما نیست ۔۔۔ در ہرچہ نگہ کُنی تو مائیم
ہر قطرہ کہ بنگری ز دریا ۔۔۔ دریاب کہ قطرہ نیست مائیم

مشہور عارف مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ علیہ الرحمۃ نے اس مقام میں یوں اشارہ فرمایا ہے:

ممکن[2] ز تنگ نامی عدم ناکشیدہ رخت ۔۔۔ واجب ز بارگاہِ قدم نانہادہ گام

---

[1] (۱) ہم آئینہ جہاں نما ہیں۔ ہم جمال کبریائی کا نور ہیں۔
(۲) ہمارے وجود کے سوا اور کوئی موجود نہیں۔ تو جس چیز کو دیکھے تو وہ ہم ہیں۔
(۳) دریا کے جس قطرے کو تو دیکھے تو پائے گا کہ وہ قطرہ نہیں بلکہ ہم ہیں۔

[2] (۱) ممکن نے نیستی کی تنگ گلی سے اپنا سامان نہیں اٹھایا اور واجب نے بارگاہِ قدم سے باہر قدم نہیں نکالا۔

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

marfat.com

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ۔ [1] | اور ڈگمگا دے ان میں سے جس پر تو قدرت پائے اپنی آواز سے۔

اس نصِ قرآنی سے غنا کی حرمت ظاہر ہے۔ مفسّرین نے اس کی تفسیر میں ھُوَ الْغِنَا لکھا ہے

نیز وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ۔ [2] | اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو کھیل کی باتیں خریدتے ہیں۔

یہ آیہ کریمہ بھی اسی قبیل سے ہے اور کتنی ہی احادیث میں غنا کی حرمت وارد ہے جن میں سے ایک یہ ہے کہ سب سے پہلا شیطان ہے جس نے نوحہ کیا اور سب سے پہلا شیطان ہے جس نے غنا کیا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ غنا اس طرح دلوں میں نفاق اگاتا ہے جس طرح پانی سبزہ اگاتا ہے۔ پس علمائے امت کا اختلاف سماع کی حرمت میں ہے نہ کہ غنا کے بارے میں۔ عورتوں اور بے ریش لڑکوں کی آواز سننا بھی اسی قسم (غنا) میں داخل ہے۔ (یعنی اس کا سننا حرام ہے) پس سماع یعنی وہ آواز جو عورتوں اور بے ریش لڑکوں کے ذریعے نہ ہو اور مزامیر کے ساتھ نہ ہو۔ ایسی آواز کا اہلِ دل کے لئے سننا جبکہ وہ ذوق وشوق وجد و بے خودی واضطرابی، انوار و اسرار و تنزلات بخشے۔ تو ان شرائط کے ساتھ جائز ہے جو صوفیہ کرام نے لکھی ہیں جائز ہے۔ بصورتِ دیگر جائز نہیں ہے۔

۲

۱۳ ربیع الآخر ۱۲۳۱ھ ـــــــ بدھ

فقیر حضور فیض گنجور کی محفل میں حاضر ہوا۔ اس وقت وہاں آپ زبان عنبر افشاں سے سورہ الکٰفرون کی تفسیر بیان فرما رہے تھے کہ بات ناسخ و منسوخ کے بارے میں چل نکلی کہ مشرکین تقدیر کے پلٹنے اور اوامر کے بدلنے کی نسبت اللہ جلّ شانہ کی جانب کرتے

---

[1] پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل۔ آیت ۶۴ [2] پارہ ۲۱۔ سورہ لقمان۔ آیت ۶

marfat.com

شک کو دُور کرنے کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

پس مرشدِ گرامی نے فرمایا کہ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو حضرت مجددِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا معتقد ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیروکار ہے اور جو آپ کا منکر ہے وہ فرعون کا پیروکار ہے۔ نعوذ باللہ منہا ——— اور یہ بھی فرمایا کہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خواجہ حسام الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نام ایک خط لکھا اور اس میں تحریر کیا کہ میاں شیخ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں میرے دل کی حالت بدل گئی ہے، میرے دل میں اب کوئی بشری پردہ نہیں رہا بلکہ اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ایسے بزرگوں سے بدگمان نہیں ہونا چاہیئے ——— لفظِ غشاوہ سے معلوم ہوا کہ شیخ محقق علیہ الرحمہ کے اعتراضات حقیقت پر مبنی نہیں تھے بلکہ از راہِ بشریت و نفسانیت تھے۔ یہ نکتہ شیخ محقق کے تمام اعتراضات کا جواب ہے۔

اسی دوران میں خازن الرحمۃ خواجہ محمد سعید[1] رحمۃ اللہ علیہ اور عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم[2] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر آگیا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ:

اولادِ شیخ احمد پارہ ہائے جواہر اند — شیخ احمد سرہندی کی اولاد جواہر پارے ہیں۔

---

[1] ولادت ۱۰۰۵ھ میں ہوئی۔ آپ کو سلسلہ نقشبندیہ میں اپنے والد ماجد یعنی حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت و خلافت حاصل ہوئی۔ علم و فضل میں یگانۂ روزگار اور اسرارِ والد کے آئینہ دار تھے۔ ۲۷ جمادی الآخری ۱۰۷۰ھ کو وصال ہوا۔

[2] ولادت ۱۱ شوال ۱۰۰۷ھ میں ہوئی۔ پیدائشی ولی تھے۔ اپنے والد محترم حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ کے جانشین ہوئے۔ ۱۰۶۸ھ میں شہنشاہ اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ آپ سے بیعت ہوا اور اگلے سال روشن آرا بیگم اور دوسرے شاہی خاندان کے افراد بھی۔ فضل و کمال میں اپنے والد محترم کا نمونہ تھے۔ آپ کے باعث دین کو بڑی تقویت پہنچی۔ ۹ ربیع الاوّل ۱۰۷۹ھ کو وصال ہوا۔

marfat.com

۳

۱۴ ربیع الآخر ۱۲۳۱ھ ——— جمعرات

حضورِ پُر نور میں حاضر ہو کر آستان بوسی کے شرف سے مشرف ہُوا۔ مرشدِ برحق کے خلفاء سے شاہ گل محمد غزنوی نے طریقۂ توجہ کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا طریقہ جو ہم تک پہنچا ہے اور جسے میں بیان کرتا رہتا ہوں، وہ اس طرح ہے کہ سب سے پہلے ارواحِ طیبہ کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے یعنی حضرت امام الانبیاء، سید الاصفیاء۔ احمدِ مجتبےٰ، محمدِ مصطفےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ من الصلوٰۃ افضلہا ومن التسلیمات اکملہا، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے پیرانِ کبار اور صاحبانِ اسرار خصوصاً خواجہ بہاء الدین نقشبند[1]، خواجہ عبید اللہ احرار، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اور حضرت مرزا صاحب مظہرِ اسرار و مصدرِ انوار، قطبِ زماں حضرت جانِ جاناں رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم اجمعین کے لئے فاتحہ خوانی کرے۔ اس کے بعد بارگاہِ خداوندی میں دستِ دعا دراز کر کے عاجزی پیش کرے اور اپنے مشائخ سے مدد طلب کرنے کے بعد قلبِ طالب کی جانب متوجہ ہوتا ہوں۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے قلب کو قلبِ طالب کے سامنے کر کے توجہ ڈالتا ہوں اور ذکر کا نور جو اپنے مشائخ عظام کے ذریعے اس عاجز کے دل میں آیا ہے۔ اُسے طالب کے دل میں القاء کرتا ہوں، یہاں تک کہ طالب کا قلب ذاکر (جاری) ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں سابقہ طریقے کے مطابق لطیفۂ روح، لطیفۂ سِر، لطیفۂ خفی اور لطیفۂ اخفیٰ کے ذریعے ذکر القاء

---

[1] اسمِ گرامی محمد، کنیت بہاء الدین اور لقب نقشبند ہے۔ آپ امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ ۴، محرم ۷۱۸ھ کو بخارا کے نزدیک قصرِ عارفاں میں ولادت ہوئی۔ آپ صاحبِ طریقہ اور امام سلسلہ ہیں۔ تہتر سال کی عمر میں دوشنبہ مبارکہ کے روز ۳، ربیع الاول ۷۹۱ھ میں وصال ہوا۔ قصرِ عارفاں سالِ وصال ہے۔

marfat.com

کے لئے تشریف لے گئے جس کے چہرے پہ ورم تھا۔ آپ نے توجہ فرمائی تو اس کا ورم آپ کے چہرۂ مبارک پہ آگیا۔

حضرت قیومِ زماں، مرزا جانِ جاناں، قلبی و روحی فداہٗ قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ السامی ازالۂ مرض کے لئے اس طرح توجہ فرماتے کہ مریض کے سامنے بیٹھتے، اپنے اور مریض کے درمیان پانی کا پیالہ، سفید چادر یا کوئی اور چیز رکھ لیتے۔ پھر مریض سے مرض سلب کرنے پہ ہمت لگاتے اور اس چیز پہ مرض ڈال دیتے ——— اس کے بعد مرشد برحق نے فرمایا کہ میں مریض کے جسم سے مرض کو سلب کر کے اُس کی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیتا ہوں۔[۱]

اس کے بعد مولوی شیر محمد صاحب خدمتِ عالی میں عرض گزار ہوئے کہ حصولِ کشف کے لئے کس طرح توجہ فرمائی جاتی ہے۔ مرشد برحق نے فرمایا کہ طالب کی جانب متوجہ ہو کر اپنا قلبی نور اس کی آنکھوں کی پتلیوں میں القاء کرتے ہیں نیز حضورِ والا نے یہ بھی فرمایا کہ ازالۂ جہل کی خاطر بھی اسی طریقے سے توجہ ڈالی جاتی ہے یعنی طالب کے قلب کا جہل رفع کر کے اس میں ادراک القاء کیا جاتا ہے۔

حضرت مرشدی و مولائی نے یہ بھی فرمایا کہ طفرہ کا طریقہ ہمارے طریقہ یعنی سلسلہ نقشبندیہ ہی میں ہے۔ یہ بزرگ جس کو چاہتے ہیں چشم زدن میں مقاماتِ عالیہ تک پہنچا دیتے ہیں اور وہاں کے انوار و اسرار طالب پہ القاء کر دیتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ خود اس مقام میں داخل ہو کر اس مقام کے انوار طالب کے دل پہ ڈالتے ہیں۔ اس وقت مولوی شاہ محمد عظیم صاحب جو شریکِ محفل تھے، وہ عرض گزار ہوئے کہ اس مقام کے انوار طالب پہ ڈالے جاتے ہیں یا طالب کو اُس مقام میں داخل کرتے ہیں؟ مرشدِ گرامی قدر

---

[۱] جو حضرات تصرفاتِ انبیاءِ کرام و اولیائے عظام کے منکر ہیں انہیں اِن تصرفات کو مدِ نظر رکھ کر اُن مقدس بارگاہوں کا گستاخ بلکہ دشمن بننے اور اپنے ساتھ مسلمانوں کے دین و ایمان کو برباد کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

marfat.com

ما برائے استقامت آمدیم
نے پئے کشف و کرامت آمدیم[1]

مرشد برحق نے حضرت قیوم زماں، قطب جہاں، عارف بلند سیر، قبلۂ عالم، خواجہ محمد زبیر[2] رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بتایا کہ وہ اپنا سر مبارک طالب کے دل پہ رکھ کر توجہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ حضرت قبلۂ عالم کی بہت تعریف کرتے تھے ——— قبلۂ عالم کے خلیفہ، حضرت خواجہ محمد ضیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں فرمایا کہ جو مجددی نسبت کو مجسم دیکھنا چاہے، اُسے چاہیئے کہ خواجہ محمد ضیاء اللہ کو دیکھے ——— اور یہ بھی فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد ضیاء اللہ رات کے پچھلے حصے میں گریہ وزاری کیا کرتے تھے اور لوگوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر جگایا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے کہ تم پر افسوس ہے۔ محبت الٰہی کا دعویٰ کرتے ہو لیکن تمہارا دوست اور محبوب تو بیدار ہے، تمہاری جانب متوجہ ہے اور تم سوئے پڑے ہو، خواب غفلت کے مزے لے رہے ہو۔ اس حالت میں تمہارا دعویٰ محبت جھوٹا قرار پاتا ہے حالانکہ سچے عاشقوں کا تو یہ حال ہوتا ہے۔

مجنوں[3] بخیال زلف لیلیٰ در دشت — در دشت بجستجوئے لیلیٰ می گشت
میگشت بدشت و بر زبانش لیلیٰ — لیلیٰ میگفت تا زبانش می گشت

---

[1] ہم استقامت کے لئے آئے ہیں نہ کہ کشف و کرامت کے لئے۔

[2] آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے:۔ خواجہ محمد زبیر بن خواجہ ابوالعلیٰ بن خواجہ محمد نقشبند بن خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ آپ کی پیدائش ۵ ذلقعدہ ۱۰۹۳ھ بروز دوشنبہ ہوئی۔ قیوم رابع کا منصب پایا۔ ۴ ذیقعدہ ۱۱۵۲ھ کو دہلی میں وصال فرمایا۔ مزارِ مبارک سرہند شریف میں ہے۔

[3] (۱) مجنوں زلف لیلیٰ کے خیال میں لیلیٰ کو جنگل میں تلاش کرتا پھرتا۔
(۲) جنگل میں پھرتا اور اس کی زبان پہ نام لیلیٰ ہوتا۔ لیلیٰ کہتا رہا جب تک زبان رہی۔

marfat.com

کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے طریقے عالیہ نقشبندیہ میں حضورِ قلب و آگاہی، جو توجہ الی اللہ سے عبارت ہے، شروع میں پیدا ہو جاتی ہے نیز جمیعّتِ خاطر، بے خطرہ اور کم خطرہ ہونا حاصل ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ سالک وہاں تک جا پہنچتا ہے کہ غیر کا خطرہ ہرگز دِل میں نہیں آتا۔ اگر بالفرض ہزار سال کی عمر پائے تب بھی ماسوا کا خطرہ دِل میں نہیں آتا۔ یہی دوسروں کی انتہا ہے ——— معناً یہ کلام یوں بھی ہے اِس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) میں سلوک پر جذبہ مقدّم ہے جبکہ دوسرے طریقوں میں جذبہ آخر میں ہے۔ پھر حضورِ والا یہ شعر پڑھتے ہیں:۔

از قتلِ من مترس کہ دیوانیانِ حشر
مجرم کنند بہرِ تو صد بے گناہ را[۱]

۴

۱۵ ربیع الآخر ۱۲۳۱ھ ——— جمعہ

یہ غلامِ محفلِ عالی مقام میں حاضر ہوا۔ مرشد برحق نے فرمایا کہ آدمی کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ رہنا چاہیئے اور اوقات میں سے ہر وقت اور افعال میں سے ہر فعل کے انوار و اسرار اور فیوض و برکات کی تمیز کرنی چاہیئے۔ مثلاً جب نماز پڑھے تو دیکھے کہ انوار و برکات کس کیفیت کے ساتھ آتے ہیں اور تلاوتِ قرآنِ کریم کے وقت کس طرح وارد ہوتے ہیں۔ درُود شریف پڑھتے وقت کیا فیض پہنچتا ہے اور کلمہ طیبّہ کا وِرد کرنے سے کونسی برکتیں حاصل ہوتی ہیں اور کتبِ احادیث کا مطالعہ کرنے سے کونسے اسرار منکشف ہوتے ہیں اور اسی طریقے سے نقصان دینے والی چیزوں کا خیال رکھنا چاہیئے کہ منہیات اور شبہ والی چیزوں کے کیا اثرات مرتّب ہوتے ہیں مثلاً شبہ کے لقمے سے کیا ظلمت آتی ہے اور غیبت سے باطن کو کیا نقصان پہنچا اور جھوٹ سے دِل پر کیسی ظلمت چھاتی ہے

---

[۱] میرے قتل سے نہ ڈر کہ حشر کے دیوان تیری خاطر سَو بے گناہوں کو مُجرم ٹھہراتے ہیں۔

marfat.com

چاہیئے، یعنی پہلے اسم پر ضمہ اور دوسرا ساکن رکھے (اللہُ، اللہْ) اور یہ خیال رکھے کہ قلب یہ ذِکر کر رہا ہے، جس کا مقام بائیں پستان سے دو انگشت نیچے ہے۔ اس طرح کہے گویا لفظ مبارک اللہ دِل میں آیا ہے۔ اس کے بعد تئیس مرتبہ یُوں کہے ——— اے خدا میرا مقصود تو ہے اور تیری رضا ہے۔ مجھے اپنی محبت و معرفت عطا فرما۔ اسی طریقے سے ذکر پر مداومت کرنی چاہیئے۔

اِس کے بعد کوئی دوسرا شخص عرض گذار ہُوا کہ ایک صاحب علم ہے جو آپ سے بیعت ہونے کا متمنی ہے لیکن کہتا ہے کہ مَیں نے چند مقامات پر بزرگوں کے زیر سایہ حبس و ریاضت کی ہے لیکن اب میرے اندر اس کی طاقت نہیں رہی ہے۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ میرے طریقے میں مجاہدہ نہیں ہے، ہاں وقوفِ قلبی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دِل کو ہمیشہ ذاتِ باری تعالیٰ کی جانب متوجہ رکھے اور گزشتہ و آئندہ قلبی خطرات کی نگہداشت کرے۔ خیالات کی ہر لمحہ نگہبانی کرنی چاہیئے۔ گزشتہ و آئندہ خطرات کی نگہبانی اس طرح کرنی چاہیئے کہ جب دِل میں یہ خیال آئے کہ فلاں کام ماضی میں یوں ہُوا تھا تو اُسی وقت اس خیال کو دِل سے نکال دے کہ وہ پورا قصہ دِل میں نہ آنے پائے اور اگر خیال آئے کہ مَیں فلاں جگہ جاؤں گا وہاں اِس قسم کے کام کرونگا اور اس کام میں یہ فائدہ ہے۔ ایسے خیالات کو دِل سے دُور کر دے۔ غرض خدا کے سوا جو بھی خیال دِل میں آئے اُسے فوراً دفع کر دے اور اسے پُوری طرح دِل میں نہ آنے دے۔

اِسی دوران مَیں توبہ کا ذِکر شروع ہو گیا۔ حضورِ والا نے فرمایا کہ سریع التاثیر توجہ اسی صورت ہوتی ہے کہ اپنی صورت کو مرشد کی صُورت میں تصوّر کرکے اور مراقبہ معیّت کا لحاظ رکھتے ہوئے طالب کے قلب پر ہمّت کی توجہ ڈالے اور طالب کو ذوق و شوق سے مالامال کرے۔ ع تا یارِ[1] کرا خواہد و میلش بکہ باشد

---

[1] یار کس کو چاہتا ہے اور اس کی توجہ کس کی جانب ہے۔

marfat.com

قطب المحققین، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی رُوحِ مُبارک سے بھی فیض حاصل کیا ہے اور حضرت غوث الواصلین، خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کرنا تو ظاہر و باہر ہے۔

اس کے بعد آپ کے حضور توجہ کی تیزی کا ذکر آیا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک روز میاں کرامت اللہ صاحب کے پہلو میں شدت کا درد ہُوا۔ مَیں نے اس جگہ ہاتھ رکھ کر توجہ ڈالی تو فوراً درد رفع ہو گیا۔ اس وقت میاں کرامت اللہ بھی محفل میں موجود تھے۔ انہوں نے اس بات کی تصدیق کر دی۔ علاوہ بریں مُرشدِ برحق نے فرمایا کہ ایک روز مَیں نے چلتی ہوئی کشتی پر توجہ ڈالی تو وہ ٹھہر گئی۔

۵

۱۶ ربیع الآخر ۱۲۳۱ھ —— ہفتہ

فقیر حضورِ پُرنُور میں حاضر ہُوا اور عرض کی کہ طریقۂ نقشبندیہ میں کیا چیز فرض ہے؟ ارشاد فرمایا کہ (۱) وقوفِ قلبی (۲) خیالات کی نگہداشت —— اسی طرح آپ کے حضور زکوٰۃ کا مسئلہ شروع ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ زکوٰۃ کا ادا کرنا ایک سال بعد لازم ہوتا ہے لیکن میرے پاس جب روپے آتے ہیں مَیں اُسی وقت زکوٰۃ ادا کر دیتا ہوں —— یہ بھی فرمایا کہ کسی شخص نے حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ[۱] سے مسئلہ زکوٰۃ پُوچھا۔ حضرت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) آپ کے ذریعے دنیا میں ایک اسلامی انقلاب آگیا تھا۔ آسمانِ علوم و معرفت کے آپ نیرِ تاباں ہیں۔ جمادی الاخریٰ ۵۶۱ھ / ۱۱۶۵ء کو بغداد میں وصال فرمایا۔

۱؎ شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نامور خلیفہ تھے۔ آپ اکابر صوفیہ سے ہیں۔ تحصیل علم اور ریاضت و مجاہدے میں بڑی مشقت اُٹھائی۔ ۸۷ سال کی عمر میں ۳۳۴ھ / ۹۴۵ء میں وصال فرمایا۔

marfat.com

۶

۱۷ ربیع الآخر ۱۲۳۱ھ ——— اتوار

فقیر نے مُرشدِ برحق کی محفلِ فیض منزل میں حاضر ہو کر آستاں بوسی کا شرف حاصل کیا۔ آپ کے حضور نکاح کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ صوفی کے لیے نکاح کرنا زیبا نہیں اور عورتوں سے صحبت نہیں رکھنی چاہیئے اور یہ بھی فرمایا کہ آدابُ المریدین کتاب میں حضرت ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ ہمارے زمانے میں نکاح نہیں کرنا چاہیئے پس اس صوفی پر افسوس ہے کہ اس زمانے میں دست درازی کرے یعنی نکاح کرے۔ (یہ حضرات صُوفیہ کا اپنا مخصوص معاملہ ہے اسے عوامی سبق نہیں سمجھنا چاہیئے)۔

مرشدِ برحق نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی، سیّد محیّ الدّین ابو محمّد عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے جب نکاح کیا تو اس وقت کے صُوفیا کرام متعجب ہوئے۔ حضرتِ والا نے فرمایا کہ مَیں نے یہ کام حکمِ خداوندی سے کیا ہے یہ بھی فرمایا کہ صوفی کو ترک و تجرید، دنیا سے رُوگردانی۔ ماسوی اللہ سے انحراف اور امیروں کی صحبت سے دُور رہنا چاہیئے اور نکاح اِن چیزوں سے مانع ہے کیونکہ عورتوں میں صبر و توکّل اور قناعت کہاں؟ اِلاّ ما شاءَ اللہ۔

چنانچہ منقول ہے کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، زادِ راہ، سواری اور خدّام کے بغیر زیارتِ کعبہ کے لئے روانہ ہوئے۔ راستے میں اچانک ایک شخص ہم سفر مل گیا۔ آپ نے

ھ جو لوگ انبیاء و اولیاء کی استمداد کے منکر اور شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو غوثِ اعظم کہنے پر شرک کے فتوے لگاتے اور سچے مسلمانوں کو مشرک ٹھہراتے ہیں وہ غور کریں کہ صرف اسی ایک ملفوظ میں حضرت شیخ کے لئے تین ۳ مرتبہ غوث الثقلین اور دُو مرتبہ غوثِ اعظم لکھا ہے۔ کیا حضرت شاہ غلام علی نقشبندی اور شاہ رؤف احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا جیسے آسمان رشد و ہدایت کے شمس و قمر بھی مشرک تھے؟ دیدہ باید۔

marfat.com

نیز ایک شخص آپ کی خدمت میں بیعت ہونے کی غرض سے حاضر ہوا۔ مرشد برحق نے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے دست مبارک میں پکڑا اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ تین بار پڑھا پڑھایا۔[1] اس کے بعد اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ـــــــ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ بِاَسْمَآئِہٖ وَصِفَاتِہٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ پڑھا اور پڑھایا۔[2] اس کے بعد ایک مرتبہ کلمہ شہادت اور تین مرتبہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تک پڑھا اور پڑھایا بعدہٗ اس شخص سے پوچھا کہ آپ کون سے طریقے میں بیعت ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ وہ شخص عرض گزار ہوا کہ خاندان قادریہ میں ـــــــ مرشدِ برحق نے حضرت غوث اعظم اور سلسلہ عالیہ قادریہ کے تمام اولیاء اللہ کی ارواح کو فاتحہ پڑھ کر ثواب نذر کیا اور ذکر قلبی کی تلقین فرمائی جو حضرات نقشبندیہ کا معمول ہے۔ اس وقت مجلس میں بہت سے فیوض و برکات ظاہر ہوئے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) عاشق کے عدد ۱۱۷۱ہیں جبکہ آپ کی پیدائش ۱۱۰۸ھ میں ہوئی، وصال کا سِنِ معشوقِ الٰہی سے ۱۱۶۲ھ معلوم ہوا اور عمر مبارک لفظ کامل سے اکانویں سال ظاہر ہوئی۔

[1] میں اللہ سے جو میرا رب ہے ہر گناہ کی معافی چاہتا اور اسی کی طرف توبہ کرتا ہوں۔

[2] میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور آخری دن (قیامت) پر اور تقدیر پر کہ اس کی برائی اور بھلائی اللہ کی طرف سے ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر ـــــــ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اس طرح جیسا وہ اپنے ناموں اور اپنی صفات کے ساتھ ہے اور میں نے اس کے تمام احکام کو قبول کیا۔

marfat.com

توجہ یا آگاہی در حضور کہتے ہیں اور دوسرے طریقوں میں اسے شہود کہتے ہیں اور یہ دِل کی اس بینائی کا نام ہے جس کا رُخ اللہ سُبحانہٗ کی جانب ہوتا ہے۔

جب یہ چیز حاصل ہو جائے تو اس کی نگہداشت ضروری ہے یہاں تک کہ وہ دِل کا ملکہ ہو جائے تو دائمی حضور حاصل ہو جاتا ہے اور غفلت قریب نہیں پھٹکتی۔ اگرچہ ایسا شخص ظاہری طور پر کسی دنیاوی کام میں مصروف نظر آتا ہے لیکن اس کا باطن اللہ تعالیٰ کی جانب مائل ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے:۔

ع ہاتھ کار دبار میں اور دِل بسوئے یار ہے

حضرت محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے نزدیک یہ دائمی حضور اس وقت حاصل ہوتا ہے جب بحالت خواب بھی اللہ رب العزت سے غافل نہ رہے لیکن ہمارے نزدیک اس وقت یہ حضور حاصل ہوتا ہے جب نیند سے بیدار ہو تو دِل کو آگاہ پائے جبکہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ چیز اس وقت حاصل ہوتی ہے کہ جب بھی دِل کی طرف متوجہ ہو اور دِل کو مشاہدۂ ذات میں مصروف پائے تو یہ حضور دائمی ہے۔

مرشدِ برحق نے فرمایا ہے کہ مرتبۂ ولایت میں خطرات نقصان پہنچاتے ہیں لیکن کمالات نبوت کے مرتبے میں نیک خطرات مضر نہیں ہیں، چنانچہ حضرت امیر الاولیاء، امام الاصفیاء، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہٗ، عین نماز میں دشمنانِ خدا کے ساتھ لڑائی کی تدبیریں اور صفوں کی درستی فرمایا کرتے اور ان خیالات سے اُن کے حضورِ قلب میں فرق نہیں آتا تھا چنانچہ آفتاب کا مشاہدہ جو دِل کے تخیلات سے ہو۔

اور یہ حضورِ قلب کا کمال اور مشاہدۂ حق ہے، اللہ تعالیٰ میسّر فرمائے:۔

دادیم ترا ز گنج مقصود نشاں
گر ما نرسیدیم تو شاید برسی[1]

---

[1] میں نے تجھے مطلوبہ خزانے کا پتہ بتا دیا ہے۔ اگرچہ میں اس تک نہیں پہنچ سکا لیکن شاید تو پہنچ جائے۔

marfat.com

یہ بھاگتے ہیں اور میرے اشارے پہ حاضر ہو جاتے ہیں۔

اِس کے بعد احمد سبتی رحمۃ اللہ علیہ کسی دوسرے شہر میں چلے گئے۔ روانگی کے وقت ان کی والدۂ محترمہ نے ایک لعل ان کے بازو سے باندھ دیا اور تلاوت کے لئے قرآن کریم کا ایک نسخہ دے دیا تھا۔ جب دوسرے شہر پہنچے تو معماروں کے ساتھ مزدوری کرتے یعنی اینٹیں اٹھا کر لاتے تھے۔ اِس طرح ہفتے کے روز مزدوری کرتے اور باقی چھ روز صحرا کی ایک مسجد کے اندر خلوت میں گزارتے۔ مزدوری کے روز کام کرنے میں ذرا سستی اور کمی نہ آنے دیتے حالانکہ عام مزدوروں کی یہی حالت ہوتی ہے۔ وہ امیر جو اس جگہ کا مالک تھا جب اس نے آپ کے طرزِ عمل کا مشاہدہ کیا تو اِن کا معتقد ہو گیا کہ یہ عجیب آدمی ہے کہ مزدوری کے وقت کام میں کمی نہیں آنے دیتا اور باقاعدگی سے پانچوں وقت نماز پڑھتا ہے۔

قصہ مختصر ایک دفعہ اپنی پُرانی عادت کے مطابق احمد سبتی رحمۃ اللہ علیہ مزدوری کے لئے ہفتے کے روز نہ آئے تو اس امیر نے مزدوروں سے پوچھا کہ فلاں آدمی کیوں نہیں آیا ہے؟ وہ کہاں رہتا ہے؟ ایک شخص بولا کہ وہ فلاں مسجد میں رہتا ہے لیکن آجکل وہ بیمار ہے۔ امیر اُن کے پاس گیا، عیادت کی اور بڑے خلوص و محبت کا اظہار کیا۔ احمد سبتی رحمۃ اللہ علیہ سخت بیمار تھے، فرمانے لگے کہ اگر پُوری کر دو تو میری تین وصیتیں ہیں۔ امیر عرض گذار ہُوا کہ جو ارشاد ہوگا ضرور اس کی تعمیل کرونگا ________ فرمایا۔ مَیں ہارون رشید کا بیٹا ہوں۔ مَیں نے اُن سے کوئی چیز کبھی نہیں لی مگر یہ لعل زبردستی میرے بازو میں باندھ دیا گیا اور یہ کلامِ مجید کا ایک نسخہ میں خود لے آیا تھا، اِس وقت یہ دونوں چیزیں میرے پاس موجود ہیں۔ پس :-

پہلی وصیت : یہ ہے کہ یہ دونوں امانتیں خلیفہ ہارون رشید کو پہنچا دی جائیں۔

دوسری وصیت : یہ ہے کہ مَیں نے ساری عمر کوئی کام حق سبحانہٗ تعالیٰ کی رضا کے مطابق نہیں کیا اور ماسوائے تقصیر اور گناہ کے مجھ سے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا۔ پس ضروری ہے کہ مرنے کے بعد میرا منہ سیاہ کر دیا جائے۔ میری گردن میں رسّی ڈال کر پورے شہر کے

marfat.com

فضلِ خداوندی سے توجّہ الی اللہ اور اس کے غیر سے انحراف کلی میرے اندر موجود ہے نیز حق تعالیٰ جل وعلا اور اس کی رضا کے سوا کسی کو اپنا مقصود و مطلوب شمار نہیں کرتا لیکن لقائے یار سے مست اس کے دیدار میں ایسا مدہوش ہوں کہ دنیا و آخرت سے مجھے کوئی سروکار نہیں ہے۔

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم!	خاکے شوم و بزیرِ پائے توزیم!
مقصود من خستہ زکونین توئی!	از بہرِ تو میرم و برائے توزیم!

مرشدِ برحق بعض اوقات کمال شوقِ الٰہی جل جلالہٗ میں یہ رُباعی جوشِ عشق کے تحت بے اختیار پڑھنے لگتے ہے

حُوراں بنظارۂ نگارم صف زد	رضوان ز تعجب کف خود برکف زد
یک خال سیاہ براں رُخِ مطرف زد	ابدال ز بیم چنگ بر مصحف زد

اُسی روز اِس بندۂ خدا (حضرت مولانا رؤف احمد رأفت رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے حالات پر مشتمل ایک درخواست آپ کی خدمتِ عالی میں پیش کی تو مرشدِ برحق نے جواباً جو چند سطریں ارقام فرمائیں انہیں تبرک کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ لیجئے وہ جواب یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آپ کا رقعہ شریفہ موصول ہوا، اس کے مضامین مندرجہ نے مسرور کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے آباؤ اجداد کے علوم و معارف تک پہنچائے۔ سیرِ قلبی کے دوران

لہ مَیں چاہتا ہوں کہ ہمیشہ تیری طلب میں زندہ رہوں۔ مٹی ہو کر تیرے پیروں تلے زندگی گزاروں۔ کونین سے مجھ خستہ کا مقصود صرف تُو ہے۔ مَیں تیرے لئے مرتا ہوں اور تیرے لئے جیتا ہوں۔

لہ حوروں نے دیدارِ معشوق کی خاطر صف باندھی۔ رضوان (داروغۂ بہشت) نے تعجب سے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔ اُسکے چہرے کا ایک سیاہ خال (تِل) ابدال نے خوف سے مصحف پر پنجہ مارا۔

marfat.com

چند روز اس پر مداومت کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ صبر کا مقام حاصل ہو جائے گا اور اسی طرح سے بے توکلی اور بے قناعتی وغیرہ کی نفی کرے۔

مرشدِ برحق نے یہ بھی فرمایا کہ خلوت در انجمن سے مراد حضور، توجہ، آگاہی، یادداشت اور شہود ہے کیونکہ ان پانچوں لفظوں کا مطلب و معنی ایک ہے۔ تمام اکابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے نزدیک مرتبۂ ولایت یہ ہے کہ ماسوا کا خطرہ دل میں نہ آئے اور حق تعالیٰ جل و علا کی توجہ اور شہود کا دل کو ملکہ ہو جائے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک مفہوم اس سے بھی بلند ہے۔ حق تعالیٰ وہ نصیب فرمائے۔ مرشدِ برحق نے یہ بھی فرمایا کہ سینے سے سر تک میں صاف تختی کے مانند ہوں کہ ہرگز غیر کا خطرہ نہیں گزرتا اور خدا کے سوا کسی کا خیال دل میں نہیں آتا اور اگر ظاہری طور پر میں کسی کی جانب متوجہ نظر آتا ہوں تو میری مثال مولانا روم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے اس خطاب کی طرح ہوتی ہے۔

قافیہ[1] اندیشم و دلدارِ من
گویدم میندیش جز دیدارِ من

مرشدِ برحق نے ساتوں لطائف کا ذکر بھی فرمایا کہ ان میں سے پانچ عالمِ امر سے ہیں اور دو عالمِ خلق سے ——— عالمِ امر کے پانچ لطائف قلب[1]، روح[2]، سر[3]، خفی[4] اور اخفی[5] ہیں اور وہ دونوں لطائف جو عالمِ خلق سے ہیں وہ نفس[6] اور قالب[7] ہیں ——— لطیفۂ قلب کا مقام بائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر ہے اور لطیفۂ روح دائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر ہے اور لطیفۂ سر کا مقام بائیں پستان کے برابر وسط سینہ کے نزدیک ہے اور لطیفۂ خفی دائیں پستان کے نزدیک وسط سینہ سے دو انگشت کے فاصلے پر ہے اور لطیفۂ اخفیٰ کا مقام وسط سینہ ہے اور لطیفۂ نفس کا مقام پیشانی میں

---

[1] میں قافیہ (شعر کے لئے) تلاش کرتا ہوں لیکن میرا دلدار کہتا ہے کہ میرے دیدار کے سوا اور کچھ نہ سوچ۔

marfat.com

خواجگان، بہاء الملت والدین، خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ سے اکابر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے ظاہر ہوتا ہے اور وہ کمال جو آپ کے اسم مبارک محمد علیہ صلوٰۃ اللہ الملک الصمد سے ظاہر ہوتا ہے، وہ ایک ہزار سال کے بعد حضرت مجدد الف ثانی قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم کے ذریعے جلوہ گر ہوا۔ غرضیکہ کاملوں سے جو کمال ظاہر ہوا وہ پیغمبر علیہ صلوات اللہ الملک الاکبر کے کمالات کا عکس اور پرتو ہے کیونکہ آپ جمیع کمالات کے جامع ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے:۔

ع آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری[1]

اے ذاتِ تو از صفات ما پاک	کنہِ تو بروں نہ حدِّ ادراک[2]
ہم از تو منیر شمعِ انجم	ہم از تو بلند قصرِ افلاک
آدم ز تو شد منور از مہ	پیداست مقام ذرۂ خاک

اسی اثنا میں اطمینانِ نفس اور مقامِ رضا کے حصول کا ذکر آیا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ ہمارے طریقے میں سب سے پہلے دل کی صفائی فرماتے ہیں جو ماسوا کو بھول جانے اور دائمی حضور و آگاہی سے عبارت ہے اور یہ چیز توجہ۔ کثرتِ ذکر اور مراقبہ کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔ اس کے ذریعے چاروں لطائف کو تہذیب حاصل ہوتی ہے اور اس کے بعد لطیفۂ نفس کے تزکیہ میں مشغول ہوتے ہیں جو انانیت کے استہلاک، اضمحلال اور شکستگی سے عبارت ہے کیونکہ سالک اپنی ذات کو انا کے اطلاق سے معذور سمجھتا ہے۔ اس وقت

۱؎ جو خوبیاں سارے معشوقوں کے پاس ہیں فقط آپ کی تنہا ذات میں موجود ہیں۔

۲؎ تیری ذات ہماری صفات سے پاک ہے اور تیری حقیقت ہمارے ادراک کی حد سے باہر ہے۔
ستاروں کی شمع تجھ سے منور ہے اور قصرِ افلاک بھی تیرا بلند کیا ہوا ہے۔
آدم علیہ السلام تجھ سے منور ہوئے۔ چاند سے خاک کے ذروں کا مقام پیدا ہوتا ہے۔

marfat.com

کعبہ و دیر و بتکدہ ساختہ ساخت یار ساخت کافر و رند و پارسا کرد کہ کرد یار کرد

اور لطیفۂ قلبی کی سیر میں ذوق و شوق، آہ و نعرہ، استغراق و بیخودی اور وجد و رقص وغیرہ چیزیں بھی سالک کو حاصل ہوتی ہیں، توحید وجودی منکشف ہوتی ہے اور اَنَا الحق وَ سُبْحَانِیْ کا نعرہ مارتا اور بے اختیار کہنے لگتا ہے:۔

مَن[1] نمی گویم انا الحق یار می گوید بگو

چوں نمی گویم مرا دِلدار می گوید بگو

جب غیریت نگاہوں سے اوجھل ہو جاتی ہے تو ایسا شخص اپنے آپ کو اُس (خدا) کا عین جانتا اور زبانِ حال سے ترنم کے ساتھ یہ کہنے لگتا ہے:۔

ما[2] ز دریائیم و دریا ہم زماست

ایں سخن داند کسی کو آشناست[3]

اور سوائے ایک وجود کے اور کچھ نظر نہیں آتا:۔

---

[1] میں انا الحق نہیں کہتا بلکہ یار کہتا ہے کہ یوں کہہ۔ جب میں یہ نہیں کہتا تو محبوب مجھ سے کہتا ہے کہ یوں کہہ۔

[2] ہم دریا سے ہیں اور دریا بھی ہم سے ہے۔ اِس بات کو وہی سمجھ سکتا ہے جو آشنا ہو۔

[3] اِس سخن یعنی توحید وجودی یا وحدت الوجود کے آشناؤں میں سے ایک مجدد مائۃ حاضرہ، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) بھی ہیں۔ قصیدہ معراجیہ میں آپ نے اسی نظریہ کا یوں اظہار فرمایا تھا:۔

ہوا نہ آخر کو ایک بجرا تو ج بحر ھُو میں ابھرا

دنیٰ کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اٹھا دیئے تھے

کسے ملے گھاٹ کا کنارا، کدھر سے گزرا، کہاں اتارا

بھرا جو مثلِ نظر طرارہ، وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے

marfat.com

اور کبھی خلعتِ بقا پاتا اور یہ ظاہر کرتا ہے۔

نقّاش ہر نقشم عیاں، من عاشقِ دیرینہ ام | دیگر کسی نے درمیاں، من عاشقِ دیرینہ ام
من ہم زمینم، ہم سما، من با تو ہستم جملہ جا | ہم آفتابم، ہم ضیا، من عاشقِ دیرینہ ام

اور لطیفۂ قلب میں سب سے پہلے مراقبۂ احدیت کرتے ہیں یعنی دل میں اسمِ مبارک اللہ کے مسمّیٰ کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اس کے بعد مراقبۂ معیّت کیا جاتا ہے، جس میں وَھُوَ مَعَکُمۡ (اور وہ تمہارے ساتھ ہے) کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ اور توحید وجودی اس مراقبے سے منکشف ہوتی ہے۔ جب سالک لطیفۂ قلب کی سیر مکمل کر لیتا ہے تو لطیفۂ رُوح میں عروج واقع ہوتا ہے اور اس کے دوران اللہ تعالیٰ کی صفاتِ ثبوتیہ کی تجلّی منکشف ہوتی ہے کہ سالک اپنی صفات کو اور تمام جہان کی صفات کو صفاتِ الٰہیہ کا متلاشی دیکھتا ہے۔

اس کے بعد لطیفۂ سِر میں سیر واقع ہوتی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے شیونات ذاتیہ کی تجلّی ہوتی ہے۔ اس کے بعد لطیفۂ خفی کی سیر ہوتی ہے۔ اور اس کے دوران اللہ تعالیٰ کی صفات سلبیہ منکشف ہوتی ہیں اس کے بعد لطیفۂ اخفیٰ کی سیر ہوتی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی جامع شان کی تجلّی کا انکشاف ہوتا ہے اور اس کے بعد لطیفۂ نفس کے تزکیہ میں مشغول ہوتے ہیں۔

اس سلسلے میں یہاں تک جو کچھ کہا گیا وہ حضرت امام ربّانی، مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) (۲) میں اسکا ظاہر و پوشیدہ ہوں۔ میں اسکا گنج رواں ہوں۔ میں اسکی کان کا گوہر ہوں۔ میں نہیں ہوں، نہ میں میں ہوں۔ (۳) میں سورج ہوں میں چاند ہوں، میں سمندر ہوں، میں موتی ہوں۔ میں سیم و جوہر ہوں۔ میں نہیں ہوں، نہ میں میں ہوں۔

لے (۱) نقاش ہر نقش سے ظاہر ہے میں دیرینہ عاشق ہوں۔ درمیان میں کوئی نہیں ہے۔ میں دیرینہ عاشق ہوں۔
(۲) میں زمین بھی ہوں میں آسمان بھی ہوں۔ میں ہر جگہ تیرے ساتھ ہوں۔ میں سورج ہوں اور روشنی بھی میں دیرینہ عاشق ہوں۔

marfat.com

مَنْ یَّشَآءُ ـــــــ اس کے بعد مرشد برحق نے فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہزار سالہ اولیاء اللہ کے ہم وزن ہیں۔

۱۲

۲۳، ربیع الآخر ۱۲۳۱ھ ـــــــ ہفتہ

یہ غلام بارگاہِ قبلۂ عالم میں حاضر ہوا۔ اس وقت حلال روزی تلاش کرنے کا ذکر آیا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ مسلمانوں پر حلال رزق تلاش کرنا فرض ہے اور اسی طرح عارفوں کے لئے ترک حلال ضروری ہے۔ اسی اثنا میں نفسانی خواہشات کو ترک کرنے کا ذکر آیا۔ آپ نے فرمایا جو خواہشات کی پیروی میں لگا ہوا ہے وہ خدا کا بندہ کب ہے۔ اے عزیز! تو جس کی قید میں ہے اُسی کا بندہ ہے۔

اِس کے بعد صوفیہ کی بے نفسی کا ذکر آیا۔ آپ نے فرمایا کہ شیخ ابوالعباس ابن قصاب رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں ایک شخص بیعت ہونے کے لئے آیا۔ اُس نے استنجا کے لئے پانی کا لوٹا مانگا۔ ایک صوفی نے پانی سے بھرا ہوا لوٹا اس کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس آدمی نے وہ لوٹا توڑ دیا اور دوسرا مانگا۔ دُوسرا لوٹا دیا اُس نے وہ بھی توڑ دیا اور تیسرا لوٹا مانگا حتیٰ کہ خانقاہ کے تمام توڑ دیئے اور کہنے لگا کہ اپنے شیخ سے کہو کہ میرے استنجے کے لئے وہ اپنی داڑھی لائے۔ حضرت ابوالعباس علیہ الرحمۃ کو خبر ہوئی تو اپنی داڑھی ہاتھ میں پکڑے ہوئے اس کے پاس آئے اور فرمانے لگے کہ قصاب کے بیٹے کی یہ سعادت مندی ہے کہ اس کی داڑھی ایک مسلمان کے استنجا کے کام آئے۔ وہ شخص آپ کے مبارک قدموں میں گر گیا۔ بیعت ہوا اور کہنے لگا کہ مَیں تو حضرت کی بے نفسی دیکھ رہا تھا۔

اس کے بعد آپ کے سامنے صبر کا ذکر آیا۔ مرشدِ برحق نے ارشاد فرمایا کہ ایک صابر بزرگ تھے جن کا سارا بدن مبارک زخمی تھا۔ یہاں تک کہ سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخن تک کیڑے پڑے ہوئے تھے اور وہ جسم کے گوشت کو کھاتے تھے۔ ایک روز اس

marfat.com

سے منع کر کے ہم کم ہمت لوگوں پر بڑا احسان فرمایا ہے۔ اس طریقہ عالیہ میں بغیر محنت کے پیرانِ عظام کی توجہ سے فیض آتا ہے اور سالک ہر مقام سے منع حاصل کرتا ہے۔ سُبحان اللہ خواجۂ خواجگان کی شان عجیب ہے کہ زبان اُن کے وصف سے قاصر ہے۔

سکہ[ل] کہ در یثرب و بطحا زدند
نوبت آخر بہ بخارا زدند

۱۴

۲۵ ربیع الآخر ۱۲۳۱ھ ——— پیر

حضورِ پُر نور میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ میں جو کچھ فقراء کو راہِ خدا میں خیرات دیتا ہوں۔ اس وقت دل میں اُس کے ثواب کے تین حصّے کر دیتا ہوں۔ ایک حصّہ حضرت سید الاوّلین والآخرین علیہ افضل صلوٰۃ المصلین کی رُوح کے لیے اور ایک حصّہ اپنے پیر و مرشد قلبی و رُوحی فداہ کے لیئے کہ وہ جانتے ہیں اور ان کے پیرانِ عظام جس طرح سمجھتے ہیں اور ایک حصّہ اپنے والدین شریفین کی نذر کرتا ہوں۔

اسی اثنا میں درویشوں کے مقامات کا ذکر آیا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ خواجہ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور ایک دوسرے بزرگ حضرت ابوالعباس قصاب علیہ الرحمۃ کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کہ دائمی خوشی بہتر ہے یا ہمیشہ کا غم؟ ابنِ قصاب نے فرمایا کہ الحمدللہ۔ میں ان دونوں سے بالاتر ہوں۔ مَیں اس مقام پر ہوں کہ خوشی و غم دونوں کا وہاں کوئی دخل نہیں ہے

از[۲] وصل و فصل رافت در منزلی در آئیم
شادی و غم نگنجد در محفلے کہ مائیم

ل وہ سکہ جو یثرب و بطحا میں ڈھالا گیا۔ آخر کار اس کی نوبت بخارا تک آئی۔

۲ اے رافت! ہم وصل و فصل سے ایسی منزل میں آگئے ہیں کہ ہماری محفل میں شادی و غم نہیں سماتے۔

marfat.com

حالانکہ راہِ الٰہی میں یہ چیزیں چنداں کام نہیں آتیں اور یہ (طریقۂ نقشبندیہ) عین راستہ ہے اور اولیائے عظام کا یہ طریقہ انیقہ تو صحابۂ کرام کے طریقہ کی طرح ہے کہ اس میں حضور و جمعیت ہے نہ کہ کشف و کرامت۔

ماؐ برائے استقامت آمدیم
نے پئے کشف و کرامت آمدیم

۱۵

۲۶ ربیع الآخر ۱۲۳۱ھ ــــــ منگل

یہ بندہ محفل فیض منزل میں حاضر ہوا۔ مرشد برحق نے فرمایا کہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں دو چیزیں اختیار کی جاتی ہیں، (۱) اتباع سنت (۲) دلی توجہ چنانچہ یہی طریقہ صحابۂ کرام کا ہے اور صحابۂ کرام تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ صحابۂ کرام کے کمالات اصول ہیں اور اولیاء کے کمالات فروع و ظلال ہیں۔ پس وہ طریقہ جو صحابۂ کرام کے طور طریقوں سے مطابقت رکھتا ہے وہ باقی جملہ طریقوں سے افضل ہو گا۔

اس کے بعد آپ کے حضور جمعیت اور بے خطرگی کا ذکر آیا۔ مرشد برحق نے فرمایا کہ جب دل سے خطرات زائل ہو جاتے ہیں تو دل کے اندر نہیں آتے بلکہ دل کے ارد گرد ٹھہر جاتے ہیں۔ چاہیئے کہ انہیں وہاں سے بھی دور کرے اور جب وہاں سے ہٹ جاتے ہیں تو پیشانی کی حس مشترک میں جمع ہو جاتے ہیں۔ جب خطرات کو اس مقام سے بھی ہٹا دیا جاتا ہے تو وہ دماغ کی قوت متخیلہ میں جا وارد ہوتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور پیران عظام کی نظر عنایت سے یہاں سے بھی چلے جاتے ہیں تو پھر کسی جگہ نہیں آتے لیکن خطرات کا اس درجہ زائل ہونا بہت مشکل ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

ؐ ہم استقامت کے لئے آئے ہیں۔ کشف و کرامت کے لئے نہیں آئے۔

marfat.com

شاہ رؤف احمد مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ افسوس! صد افسوس یا عاشق جس قدر روتا ہے معشوق اتنا ہی ہنستا ہے۔ جب عاشق غمگین و مہجور ہوتا ہے تو وہ خوشیاں مناتا ہے۔ عاشق کا اضطراب معشوق کے لئے آرام دِہ ہے۔ عاشقِ شیدا کی مصیبت و آفت معشوق کی فرحت و رعنائی ہے۔

جس قدر تڑپا کیا بسمل مرا
دیکھ کر ہنستا رہا قاتل مرا

مرشدِ برحق نے یہ بھی اسی مجلس میں فرمایا کہ عقل مند آدمی دو چیزیں ٹوٹی ہوئی اور دو صحیح سالم رکھتا ہے۔ ٹوٹی ہوئی دو چیزوں سے مراد شکستہ دِل اور شکستہ پاؤں ہیں اور صحیح و سالم دو چیزوں سے درست دین اور درست یقین مراد ہیں ——— دِل شکستہ سے مراد یہ ہے کہ دِل میں اپنے حقائق و مالک کے سوا کسی کی آواز و تمنّا نہ ہو اور پا شکستہ کا مطلب یہ ہے کہ ماسوا اللہ کی جستجو میں بھاگ دوڑ نہ کی جائے۔ درست دین وہی ہے جو شریعت مطہرہ و سنّت سنیہ کے مطابق ہے اور درست یقین وہی ہے جو حقیقت و معرفت کے مطابق ہو۔

۱۷

۲۸ ربیع الآخر ۱۳۳۱ھ ——— جمعرات

یہ فدوی حضرت پیر و مرشد کی محفلِ مقدس میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا فرض ہے اور اس بات کے تین مطلب بیان فرمائے ——— (۱) اللہ جلّ و علیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانا۔ (۲) ہر کام جو واقع ہوتا ہے اُس کے متعلق یہ یقین رکھنا کہ اللہ ربّ العزّت کی قضا و قدرت سے واقع ہوتا ہے۔ (۳) ہر مسرّت و شادمانی اور رنج و الم جو بھی آئے اسے برحق جاننے اور حق تعالیٰ کی جانب سے یقین کرے۔ جب رنج و غم سے واسطہ پڑے تو مسرّت کا اظہار کرے اور مصائب و آلام کا خندہ پیشانی سے استقبال

marfat.com

ہاں جو ایسا نہیں وہ کوچۂ عاشق سے ناواقف ہے۔ بیچارے عاشق کو تو آوارہ وغمگین ہونا چاہیئے اور وہ تو بیچارگی کے غم سے لذت یاب ہوتا آوا آوارگی میں فرحت پاتا ہے کیونکہ وہ تیر کے ہر زخم میں فرحت کا کرشمہ دیکھتا ہے اور ابرو کے غمزہ سے اُسے کمال مسرت ہوتی ہے۔ کسی شخص نے کیا خوب کہا ہے ؎

خوباںؔ دِل وجان مبتلا می خواہند	زخمی کہ زنند مرحبا می خواہند
این قوم، این چشم بد دُور، این قوم	خون می ریزند وخوں بہامی خواہند

اس کے بعد مرشدِ برحق کے حضور سماع اور اہلِ سماع کا ذکر آیا۔ مرشدِ گرامی نے فرمایا کہ حضرت پیرِ طریقت، ہادیٔ حقیقت، قطبِ بحری وکوہی، حضرت خواجہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے سماع کی حرمت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ سماع کے حرام ہونے کا یہ سبب ہے کہ سماع میں قلب کا رجحان فسق وفجور کی جانب ہو جاتا ہے جبکہ ہمیں حق کی جانب رجوع ہونا چاہیئے۔ پس جب سبب ہی ختم ہو جائے تو مسبّب کا وجود کہاں رہے گا۔ کیونکہ شرط کے فوت ہونے سے مشروط فوت ہو جاتا ہے۔

مرشدِ برحق نے یہ بھی فرمایا کہ ولایتِ قلبی میں سماع ترقی دیتا ہے اور ولایتِ عالیہ میں تلاوتِ قرآن پاک کثرت سے درُود پاک پڑھنا اور کثرتِ نوافل سے درجاتِ ولایت کے فرق کے لحاظ سے ترقی بخشتے ہیں۔ ـــــــ مرشدِ گرامی نے یہ بھی فرمایا کہ سلسلہ نقشبندیہ مجدّدیہ کی نسبت جو ہلکے بادل کی شکل میں ہمارے اوپر سایہ فگن رہتی ہے، وہ سماع ونغمہ اور سُرود کی آواز کو جو کسی وقت کانوں تک آ پہنچتی ہے تو اُسے پھاڑ کر پھینک دیتی ہے اور قلب کی جانب متوجّہ کر دیتی ہے نیز ذوق وشوق پیدا کر کے بیتاب بنا دیتی ہے۔

ؔ معشوق دِل وجان کو مبتلا چاہتے ہیں اور جو زخم پہنچاتے ہیں اس پر داد چاہتے ہیں۔ یہ قوم چشم بد دُور ایسی قوم ہے کہ (عشاق کا) خون بہاتے ہیں اور (خلافِ معمول) خون بہا بھی طلب کرتے ہیں۔

marfat.com

ہوں۔ اور نہ تو بلی سے کمتر ہے۔ پس غور تو کر کہ بلی کس طرح چوہے کی جانب متوجہ ہے جبکہ تو غیر سے ہم آغوش ہو رہا ہے (یعنی غیر کا خیال اپنے دل میں لا رہا ہے) اور مجھے فراموش کر رہا ہے۔

مرشدِ برحق نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حضور وجمعیت اور توحید وجودی لطیفۂ قلب کی سیر میں ہوتی ہے لیکن انانیت کی فنا اور اضمحلال واستھلال کا وقوع لطیفۂ نفس کی سیر میں ہوتا ہے اور اس وقت سالک کو شکستگی، نابودگی اور نیستی حاصل ہوتی ہے،

چنانچہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

چیست معراجِ فنا، این نیستی ؎[1]

عاشقاں را مذہب و دیں نیستی

اس کے بعد آپ کی بارگاہ میں یہ ذکر شروع ہوا کہ صحابۂ کرام کے بعد تابعین عظام میں سب سے افضل کون بزرگ ہیں۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ بعض حضرات نے نسب اور عبادت کے باعث امام العارفین حضرت امام زین العابدین[2] رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی سنہ ۹۵ھ) کو سب سے افضل قرار دیا ہے۔ بعض بزرگوں نے فقر و زہد، ترک و تجرید اور

---

[1] کیا ہے معراجِ فنا، ہستی مٹا ؎

عاشقوں کا دین و مذہب نیستی

[2] آپ کا اسم گرامی علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور لقب سجاد و زین العابدین ہے۔ عبادت گزاری میں اپنی مثال آپ تھے۔ تابعین میں فضیلت کے لحاظ سے آپ سرِفہرست ہیں۔ حادثۂ کربلا کے وقت آپ موجود تھے لیکن مشیتِ ایزدی کے تحت مسلسل بیمار رہے۔ واقعۂ کربلا کے بعد آلِ نبی، اولادِ علی کے سردار اور گلشنِ زہرہ کے باغبان آپ ہی تھے۔ آپ نے ۹۹ھ/۷۱۷ء کو وفات پائی جبکہ داراشکوہ نے سنہ ۹۵ھ/۷۱۳ء وصال کا سن لکھا ہے۔

marfat.com

سے رحلت فرما گئے ہیں اور حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرطِ غم سے آنسوؤں کی لڑیاں پرو رکھی ہیں۔ یہ خواب دیکھنے سے مَیں بھی رونے لگا اور شدتِ غم کے باعث بیدار ہو گیا۔ اِس خواب کی تعبیر میں حیران و پریشان ہوں۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ آپ نے امر بالمعروف کو ترک کیا ہوا ہے یا آئندہ ترک کریں گے اور اسی کے مانند تعبیر کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۱۸ھ ر ۱۷۰۷ء) نے خواب میں دیکھا کہ جہانِ فانی میں سرورِ کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم وفات پا گئے ہیں۔ اسی روز شاہ علیم اللہ رائے بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ ارتحال واقع ہوا تھا۔

اُسی مجلس میں ایک شخص حاضر ہُوا اور کہنے لگا کہ شیخ احمد نے اپنے مکتوب میں یہ بات لکھی ہے۔ مرشدِ برحق نے پوچھا، شیخ احمد کون ہے۔ اس آدمی نے جواب دیا کہ شیخ احمد سرہندی۔ فرمایا میری مجلس سے چلے جاؤ۔ میرے رُوبرُو میرے پیر کی اِس درجہ بے ادبی کرتے ہو۔ الغرض اس آدمی کو مجلس سے نکال دیا گیا۔

بعد ازاں آپ کی مبارک محفل میں سفرِ حجاز کا ذکر آیا۔ مرشدِ گرامی نے فرمایا کہ بیت اللہ کا نام لینے سے انوارِ الٰہیہ مجھے گھیر لیتے ہیں اور میرا دِل شوقِ طواف میں بے اختیار ہو جاتا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ ایک دفعہ میں خانۂ کعبہ تک پہنچنے کے ارادے سے کھڑا ہو رہا تھا کہ الہام ہُوا۔ تیرے لئے اسی جگہ رہنا زیادہ بہتر ہے یہ مخلوق کا فائدہ اسی میں ہے۔

یہ بھی فرمایا کہ کعبہ معظمہ میں دو رکعت پڑھنا دوسری جگہ ایک لاکھ رکعت پڑھنے کی طرح ہے جبکہ اطمینان کے ساتھ قومہ و جلسہ وغیرہ کیے ہوں۔ اسی دوران صوفیہ کے احوال کا تذکرہ شروع ہُوا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ صوفی دنیا و آخرت کو پسِ پشت ڈال کر اللہ جل مجدہٗ کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور حق جل و علا کے غیر سے کوئی سروکار نہیں رکھتا۔

مِلّتِ عشّاق ہے سب سے جُدا
کیونکہ اِن کا دین و مذہب ہے جُدا

marfat.com

مرشدِ برحق ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی کے مکتوبات شریفہ کا درس دے رہے تھے۔ ایک مقام پر تامل کرتے ہوئے متوجہ ہوئے اور ایک لمحہ کے بعد سرِ مبارک کو اٹھا کر ارشاد فرمایا کہ عصائے پیر بھی پیر کی جگہ ہوتی ہے۔ اس کے بعد مکتوبات قدسی آیات (یعنی مکتوباتِ امام ربانی) کی جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ این ہم بجائے پیر است یعنی یہ بھی پیر کی جگہ ہے اور یہ مصرعہ پڑھا۔

ع گفت انساں پارۂ انساں بود

اس کے بعد آپ کے حضور میں اولیاء اللہ کے صبر کا تذکرہ شروع ہوا۔ مرشدِ گرامی قدر نے ارشاد فرمایا کہ حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۶۴ھ) کے فرزند کا انتقال ہو گیا۔ جب لوگوں نے وفات حسرت آیات کی خبر حضرت گنج شکر علیہ الرحمہ کو پہنچائی تو آپ نے فرمایا کہ اس پلّے کو کسی جگہ زمین میں چھپا دو ——— اس کے بعد احوال وحدت الوجود کے اکابر کا ذکر ہونے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ اس مقام کے مجتہد، اس کان کے گوہرِ یکتا اور بحرِ فردیت کے دُرِّ بے بہا اور جوہر و گوہر حضرت محی الدین ابنِ العربی قدس سرہٗ بھی چنانچہ انہوں نے فرمایا ہے:-

---

لے آپ کا اسمِ گرامی احمد اور لقب امام ربانی و مجدد الف ثانی ہے۔ ولادت باسعادت ۱۴ شوال المکرم ۹۷۱ھ کو سرہندِ شریف میں ہوئی۔ پیدائش کا سال خاشع (۹۷۱ھ) سے نکلتا ہے۔ آپ مذہباً سُنی، مسلکاً حنفی مشرباً نقشبندی، نسباً فاروقی اور مولداً سرہندی تھے۔ ۲۷ واسطوں سے آپکا سلسلۂ نسب حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد کا اسمِ گرامی شیخ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۰۷ھ) ہے تصوف میں آپکا پایہ بلند اور اولیائے متاخرین میں آپ نائبِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ کے باعث سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کو پوری دنیا میں جو عروج حاصل ہوا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اکبر بادشاہ کے دورِ الحاد میں آپ جیسے صاحبِ کمال ہی کی ضرورت تھی جو اولوالعزم پیغمبروں کا نائب بن کر گمراہی کے بھیڑیے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

اور مولانا احمد جام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے :-

ما ز دریا ہیم و دریا ہم زماست[1]
ایں سخن داند کسے کو آشناست

اور مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ فرماتے ہیں :-

چیست می دانی صدائے چنگ و عود
انت حسبی انت کافی یا ودود

بست بے صورت جناب قدس عشق
لیک در ہر صورتے خود را نمود

در لباس حسن لیلیٰ جلوہ کرد
صبر و آرام از دل مجنوں ربود

پیش روئے خود ز عذرا پردہ بست
صد در غم بر رخ وامق کشود

در حقیقت خود بخود می باخت عشق
وامق و مجنوں بجز نامے نبود[2]

پس مرشد برحق نے فرمایا کہ ان جملہ بزرگوں کو اگر حضرت مجدد الف ثانی قدسنا اللہ تعالیٰ باسرار السامی کامل توجہ دیتے تو یقیناً انہیں اپنے اس مقام سے عروج[3] حاصل ہو جاتا ہے

---

[1] ہم دریا ہیں اور دریا ہم سے ہے۔ اس بات کو وہی سمجھ سکتا ہے جو دانائے راز ہے۔

[2] (۱) کیا تو جانتا ہے کہ سارنگی اور ڈھولکی کی آواز یہ کہتی ہے کہ اَنْتَ حَسْبِی اَنْتَ کَافِی یَا وَدُوْدُ۔

(۲) عشق کی وہ پاک جناب بے صورت ہے اس کے باوجود ہر صورت میں جلوہ گر ہے۔

(۳) حسن لیلیٰ کے لباس میں بھی اسی نے جلوہ دکھایا، جس سے مجنون کے دل کا صبر و قرار چھین لیا۔

(۴) اپنے چہرے کے سامنے عذرا کا پردہ ڈال لیا اور وامق کے چہرے پر سینکڑوں غموں کے راستے کھول دیئے

(۵) حقیقت میں خود ہی اس نے عشق اختیار کیا ہے ورنہ وامق اور مجنون تو محض نام ہیں اور کچھ بھی نہیں۔

[3] توحید وجودی لطیفۂ قلب کی سیر میں حاصل ہوتی ہے اور توحید شہودی اس کا انتہائی مقام ہے جیسا کہ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی سنہ ۱۰۱۲ھ) نے فرمایا ہے کہ میاں شیخ احمد سلمہٗ کی بدولت ہم پر یہ منکشف ہوا کہ توحید وجودی ایک تنگ کوچہ ہے اور شاہراہ توحید شہودی ہے —— اکثر اکابر کا عروج

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

پر آنے سے مجبور ہیں لیکن امید ہے کہ انہیں بھی اس مقام سے عروج ہو سکتا ہے حضرت مرشدِ برحق نے مشاہدۂ حق کے بارے میں یہ شعر پڑھا۔

چو غلامِ آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم[1]
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیثِ خواب گویم

۲۱

۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۲ھ ـــــ پیر

احقر محفل فیض منزل میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ بقول امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۰۵ھ) فنا خصائل کے گم ہونے کو کہتے ہیں اور بقا سے مراد رذائل کی جگہ حسنات کا پیدا ہونا ہے اور حضرت محبوب سبحانی، غوث صمدانی، سید محی الدین، ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک فنا کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ فنائے خلق یعنی مخلوق سے کوئی امید و بیم نہ رہے۔

۲۔ فنائے ہوا یعنی غیر حق تعالیٰ و تقدس سے دل میں قطعاً کوئی آرزو نہ ہو۔ اس سلسلے میں مرشدِ برحق کا یہ شعر بھی ہے۔

من نہ آں مستم کہ جامم می ہوس باشد مرا[2]
گردش از ساغرِ چشمِ تو بس باشد مرا

۳۔ فنائے ارادہ یعنی دل میں کوئی ارادہ باقی نہ رہے۔ ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ اُریدُ

---

[1] جب میں سورج کا غلام ہوں تو سب کچھ سورج کے فیض سے کہوں گا کیونکہ میں شب یا شب پرست نہیں ہوں کہ خواب کی بات کہوں۔

[2] میں ایسا مست نہیں ہوں کہ جامِ شراب کی ہوس باقی رہ جائے۔ (اے محبوب) میرے لیے تو بس تیری آنکھ کے پیالے کی گردش ہی کافی ہے۔

marfat.com

تجلی منکشف ہوتی ہے جو تمام صفات کی اصل ہے جیسا کہ شعاعیں حالانکہ اصل نور آفتاب ہے لیکن وہ آفتاب سے بہت قریب ہیں اور اس لطیفہ میں تجلی ذاتی بجلی کی طرح جلوہ گر ہوتی ہے مرشدِ برحق نے یہ بھی فرمایا کہ لطیفۂ رُوح کی سیر میں اپنی ذات سے صفات کا سلب ہونا اور حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے نسبت اور لطیفہ ستر کی سیر میں اپنی ذات کا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات میں مضمحل ہونا اور لطیفۂ خفی میں اللہ تعالیٰ کی تمام مظاہر قدرت سے تعزید اور لطیفہ اخفیٰ میں سالک کو اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے تخلق حاصل ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد صُوفیہ کے کسب کا ذکر آیا۔ مرشدِ گرامی قدر نے فرمایا کہ بعض صوفیہ حلال روزی کمانے کی غرض سے تجارت بھی کرتے تھے لیکن صبح کی نماز سے نمازِ ظہر تک اس کام میں مشغول ہوتے تھے اور باقی وقت کو اپنے اصحاب میں حلقہ و مراقبہ اور ذکرِ الٰہی و توجہ الی اللہ کے لئے رکھتے تھے ـــــ یہ بھی فرمایا کہ صوفیہ نے خواہ کوئی کسب بھی اختیار کیا لیکن جب وہ اذان کی آواز سنتے تو کام چھوڑ کر نماز ادا کرنے کا ارادہ کر لیتے۔

ایک بزرگ کپڑا بننے کا کام کرتے تھے۔ ایک روز جب وہ کپڑا بُن رہے تھے اور صرف چند دھاگے بننے تک نماز کے لئے توقّف کیا اور اذان کے اتنی سی دیر بعد وضو کے لئے پانی حاصل کرنے کی غرض سے کنوئیں میں ڈول لٹکایا۔ جب ڈول اُوپر کھینچا تو اس میں درہم بھرے ہوئے تھے۔ انہیں زمین پر پھینک کر پانی کے لئے دوبارہ ڈول کنوئیں میں لٹکایا تو اس دفعہ طلائی دیناروں سے بھرا ہوا ڈول آیا۔ انہیں بھی پھینک کر پھر تیسری مرتبہ ڈول لٹکایا تو وہ جواہرات سے لبالب بھرا ہوا باہر آیا۔ انہیں بھی پھینک دیا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض گزار ہوئے کہ یا الٰہی! یہ کیا ماجرا ہے؟ مَیں اس دولت کو کیا کروں؟ مجھے تو وضو کے لئے پانی درکار ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا ہے کہ مَیں نے نماز میں تاخیر کی ہے لیکن تیری مغفرت میرے گناہ سے وسیع تر ہے۔ میرے حال پہ نظرِ رحمت فرما اور میرے احوال پہ کرم فرما اور مجھے وضو کے لئے پانی عنایت ہو جائے کیونکہ اے اللہ!

marfat.com

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں نور اللہ مرقدہٗ نے کسی کام کے لئے دُعا فرمائی۔ انوار آئے اور اشارہ کیا کہ قبولیتِ دعا کی امید ہے۔ مَیں نے دل میں کہا کہ یہ کام نہیں ہوگا۔ خدا کے حکم سے وہ کام نہ ہو سکا۔

یہ بھی فرمایا کہ ایک روز حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ء) کے ایک کام کے لئے مَیں نے دُعا کی تو معلوم ہوا کہ دعا قبول نہیں ہوئی ہے۔ دوبارہ دعا کی تو عدم اجابت ہی معلوم ہوئی۔ مَیں نے کہہ دیا کہ قبول نہیں ہوئی ہے لہٰذا پھر دُعا کرتا ہوں۔ پس دل میں مجھے انبساط محسوس ہوئی تو مَیں نے کہا کہ دعا قبولیت سے ہم آغوش ہو گئی ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ یہ کام ہو جائے گا ——— اس کے بعد اللہ جل شانہٗ کے سوا دُوسروں سے دُعا مانگنے کا ذکر آیا۔ اس پر مُرشدِ برحق نے فرمایا کہ خدا کے سوا کسی سے دُعا مانگنا اور اُسے پکارنا شریعتِ مطہرہ میں درُست نہیں ہے۔

اما استمداد خواستن از دوستانِ خدا اگر بسبب تقربِ خدا است روا است۔ راقم گوید عفی عنہٗ کہ کارے از بزرگان خواستن خطا است و نا مرضی خدا است وحل مشکلے از حق تعالیٰ طلب نمودن بتوجہ بزرگان بجا است و عین رضا ست آدمی را باید کہ استمداد از مقربانِ حق تعالیٰ بایں طور نماید کہ یا حضرت	لیکن خدا کے دوستوں (انبیاءؑ و اولیاءؒ) سے تقربِ خدا کے باعث مدد طلب کرنا جائز ہے۔ راقم عفی عنہٗ (شاہ رؤف احمد) کہتا ہے کہ بزرگوں سے کسی کام کے کرنے کو کہنا غلطی ہے اور خدا کی مرضی کے خلاف ہاں مشکل کو حق تعالیٰ سے حل کروانے کی غرض سے بزرگوں کی طرف متوجہ ہونا بجا ہے اور عین اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ مقربینِ بارگاہ الٰہیہ (انبیائے کرام و اولیائے عظام) سے اس

؎ اس مسئلے میں امام الوہابیہ، مولوی محمد اسماعیل دہلوی (المقتول ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء) نے بڑی دھاندلی مچائی اور فتنہ و فساد کا دروازہ کھول کر مسلمانوں کو بے دھڑک کافر و مشرک قرار دیا ہے۔ شاہ رؤف احمد مجددی

marfat.com

مرشدِ برحق نے یہ بھی فرمایا کہ ایک روز میں نے کہا۔ یا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی شیأ للہ۔ غیب سے سمع لاریب میں یہ آواز آئی کہ یوں کہو۔ یا اَرحَمَ الرّٰحِمِینَ شَیأ لِلّٰہِ

مرشدِ گرامی قدر نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ بازار میں کاروبار کرنے کا مضائقہ نہیں ہے جبکہ مخلوق کی حاجت پوری کرنے کی نیت ہو کہ لوگوں کو اس امر میں اس کی ضرورت پڑتی ہے لہٰذا میرے ذریعے ان کا مقصد حاصل ہو جائیگا اور کسب واسباب کو مؤثرِ حقیقی نہ جانے اکثر اولیاء اللہ قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم نے اسباب و تعلقات کو ترک کرکے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے گوشہ نشینی اختیار کرلی تھی۔ راقم عفی عنہ ارشاد رؤف احمد مجددی کا کہنا ہے کہ اسباب کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ اسبابِ قطعیہ جس طرح کھانا بھوک دُور کرنے کا سبب ہے، اگر کوئی اس کو ترک کرگیا تو گنہگار ہوگا۔ مثلاً ایک شخص کے سامنے کھانا موجود ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ میں نے خدا پر توکل کیا ہے لہٰذا وہی میرا پیٹ بھریگا، یا وہ اپنے ہاتھ سے نہیں کھاتا اور کہتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کھلائیگا تو کھاؤں گا۔ ایسا کہنے والا گنہگار ہے علیٰ ہٰذا القیاس۔

۲۔ اسبابِ ظنیہ جس طرح تجارت یا ملازمت کرنا یا روزی کمانے کے لئے کوئی اور پیشہ اختیار کرنا یا علاج معالجہ کرنا۔ ان کے اختیار کرنے میں بہتری ہے لیکن ان اسباب کا اگر ممکن ہو یا استطاعت رکھے تو انہیں ترک کرنا اور توکل کرکے بیٹھ رہنا اَولیٰ ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ ارشاد موجود ہے کہ وکان ابن عمر یراہم شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الیٰ اٰیاتٍ نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المؤمنین۔ (اور ابن عمر خوارج کو بدترین مخلوق سمجھتے اور فرماتے کہ انہوں نے وہ آیتیں جو کفار کے حق میں نازل ہوئیں انہیں مسلمانوں پر چسپاں کر دیا) اس کے باوجود اگر کوئی مولوی محمد اسماعیل دہلوی کی تصدیق کرے تو اس پر ساری امتِ محمدیہ کا کافر و مشرک ماننا لازم آتا ہے اور امتِ محمدیہ کو مرحومہ ماننے تو امام الطائفہ کو ملتِ اسلامیہ کا دشمن اور دین میں تحریف کرنے والا ماننا لازم آتا ہے۔

marfat.com

کے کلام سے کبھی بات کو بھی سمجھ نہ سکا۔ حضرت بُو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے۔ اُن کے حق میں دُعا فرمائی کہ تو اچھی طرح جیئے گا۔ اچھی طرح مرے گا اور اچھی طرح اُٹھے گا۔

۲۳

۴ جمادی الاُولیٰ ۱۲۳۱ھ ——— بُدھ

احقر بحضورِ والا حاضر ہوا۔ چند حضرات برائے حصولِ فیض و شرف آستاں بوسی کے سمرقند سے حضرت کی بارگاہِ عالی میں آئے ہوئے تھے۔ مرشدِ برحق نے بارگاہِ خداوندی میں تضرع و زاری پیش کی اور اس کے بعد حضرت قبلہ دین و ایمان، مظہرِ انوارِ رحمٰن، مرزا جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُرانوار کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے میرے قبلہ و کعبہ حضرت مرزا صاحب! میں اس لائق نہیں ہوں کہ ایسے اکابر اتنی دُور دراز جگہ سے سفر کر کے، منزلیں طے فرما کے، میرے نزدیک آئیں۔ یہ سب کچھ آپ کی عنایت ہے۔ یہ سب آپکی خدمت میں آ رہے ہیں میں تو وہی نالائق پنجابی آدمی ہوں۔ جیسا کہ پہلے تھا۔ یہ آپ ہی کی نظرِ کرم ہے کہ اس جگہ کی خاک کو آنکھوں کا سُرمہ بنا دیتی ہے۔ آپ کی نگاہِ کیمیا اثر نے میرے جسم کے تانبے کو سونے کا مرتبہ عطا فرما دیا ہے:۔

نیاوردم از خانہ چیزے نخست
تو دادی ہمہ چیز و من چیز تست ؎۵

میرا رتبہ تو یہی ہے کہ زمین پر بیٹھا ہوا ہوں۔ پھر آپ نے یہ شعر ارشاد فرمایا:۔

خاک نشینی است سلیمانیم
عار بُود افسرِ سلطانیم ؎۶

؎۵ میں گھر سے کوئی چیز لے کر نہیں آیا۔ سب کچھ آپ نے دیا ہے اور میں بھی آپ کا ہوں۔

؎۶ میرے لئے زمین پہ بیٹھنا ہی سلیمانی ہے۔ مجھے بادشاہی تاج پہننے سے شرم آتی ہے۔

marfat.com

قرب کا عالمِ مثال میں کشفِ صحیح کے ذریعے معائنہ مریح کیا ہے اور اُن مقامات کو دائرہ سے تعبیر کرنا مناسب سمجھا کیونکہ وہ مقامات بے جہت اور بے چون ہیں جبکہ دائرے کی بھی جہت ہوتی ہے اور اس سے قطع نظر جہاں خدا ہے وہاں دائرہ کہاں؟ پہلا دائرہ، دائرہ امکان ہے اس کے نچلے نصف حصے میں سیر آفاقی میسر آتی ہے اور یہ انوار کو باطن کے باہر سے مختلف رنگوں میں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے اور اوپر والے نصف میں سلوک انفسی کی سیر ہے اور یہ انوار و تجلیات کا اپنے باطن میں مشاہدہ کرنا ہے۔ نیند اور دوسرے واقعات کا اعتبار نہ کرتے ہوئے دوامی حضور و آگاہی کے حصول کی خاطر جد وجہد کرنی چاہیئے۔ اس جگہ اسم ذات اور نفی اثبات کا ذکر نیز کلمہ طیبہ کا وِرد ترقی بخشتا ہے۔

مراقبۂ احدیت کا تعلق ذاتِ باری تعالیٰ کے اسم مبارک اللہ سے ہے۔ اس میں وقوف قلبی بھی ہوتا ہے۔ یعنی دلی توجہ سے معنی کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کے سوا میرا اور کوئی مقصود نہیں ہے۔ ذکر صحتِ الفاظ کے ساتھ کیا جائے اور دل کی ہر وقت خطرات سے حفاظت کی جائے اور کثرت سے ذکر کئے بغیر دل کو کشادگی حاصل نہیں ہوتی دل کی جانب توجہ رہے اور حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی جانب متوجہ ہو کر خطرات کا خیال رکھا جائے ذکر صحتِ الفاظ اور لحاظِ معنی کے ساتھ کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد بازگشت ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدسہ کے سوا میرا کوئی مقصود نہیں ہے یا اس طرح کہ اے خداوندا! میرا مقصود تُو ہے اور تیری رضا ہے۔ اپنی نیستی کو دیکھتے ہوئے انکساری اور تضرع کے ساتھ خداوند قدوس کی ذاتِ پاک کا اثبات کرنا چاہیئے تاکہ یہ حالت دائمی ہو جائے۔ جب بےخطرگی یا کم خطرگی حاصل ہو جائے تو اس حالت پر چار گھڑی ٹھہرا رہے کیونکہ خطرات ہی توجہ اور کیفیت کے راستے میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

مراقبۂ معیت یعنی تم جس جگہ کیوں نہ ہو خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اس معنی پر ہر لحظہ اور ہر لمحہ توجہ رہے اور زبان سے کلمہ طیبات کا ورد بھی کرتا رہے۔ یہ مراقبہ ولایت

marfat.com

کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔

یہ پانچواں دائرہ ہے اور تجلیاتِ ذاتیہ اس کے درجے رکھتی ہیں۔ پہلا درجہ کمالاتِ نبوت کا ہے۔ اس مقام میں ذاتِ باری تعالیٰ کا اعتبارات کے لحاظ سے مراقبہ کیا جاتا ہے اور عنصر خاک کا لطیفہ اس جگہ موردِ فیض ہوتا ہے۔ قرآنِ مجید کی تلاوت اس مقام میں ترقی بخشتی ہے۔ اس مقام میں حالاتِ باطن کی اصلاح اور بے رنگی و بے کیفی میسر آتی ہے اور نیت و عقائد میں قوت پیدا ہو جاتی ہے اور قوتِ استدلال بدیہی ہو جاتی ہے اور اس درجے کے محققین کو قرآنِ کریم کے حروفِ مقطعات کے اسرار معلوم ہو جاتے ہیں۔

دوسرا درجہ کمالاتِ رسالت کا دائرہ ہے جبکہ تیسرا درجہ کمالاتِ اولوالعزم کا دائرہ ہے یہ دونوں دائرے سالک کی ہیئتِ وحدانی کے موردِ فیض ہیں کیونکہ تصفیہ اور عالمِ امر کے لطائف وحدانی کے موردِ فیض ہیں اور تلاوتِ قرآنِ مجید، خصوصاً نمازوں میں ترقی کا باعث ہوتی ہے۔ بعض اکابر نے حصولِ کمالاتِ ثلاثہ کے بعد انبیائے کرام علیہم السلام کے حقائق کی سیر مقرر فرمائی ہے۔

دائرۂ خلت، حقیقتِ ابراہیمی ہے (علیہ السلام) اس جگہ ذاتِ باری تعالیٰ کا مراقبہ کیا جاتا ہے کیونکہ حقیقتِ ابراہیمی اسی جگہ سے تعلق رکھتی ہے اور درودِ ابراہیمی کثرت سے پڑھتے ہیں ـــــــ محبتِ ذاتیہ کے دائرے کا تعلق حقیقتِ موسیٰ علیہ السلام سے ہے۔ اس جگہ ذاتِ باری تعالیٰ کا مراقبہ کرتے ہیں جو حقیقتِ موسوی ہے اور اس درودِ پاک کا ورد کرتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اِخْوَانِهٖ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ خُصُوْصًا عَلٰى كَلِيْمِكَ مُوْسٰى وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

محبتِ ذاتیہ کا دائرہ جو محبوبیتِ ذاتیہ سے ملا ہوا ہے۔ حقیقتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ اس مقام میں ذاتِ باری تعالیٰ کا اس لحاظ کے ساتھ مراقبہ کرتے ہیں کہ یہ منشائے حقیقتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اور حقیقتِ احمدی کہ خالص محبوبیت

marfat.com

بے رنگی میں فرق کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ـــــــــ یہاں حضرت پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہو گیا۔

۲۵

۶ر جمادی الاُولیٰ ۱۲۳۱ھ ـــــــــ جمعۃ المبارک

حضور فیض گنجور میں حاضر ہوا۔ میرے حاضر ہونے سے پہلے مرشد برحق نے چند باتیں برائے ہدایت ارشاد فرمائی تھیں۔ برادرِ محترم چونکہ اس وقت مبارک محفل میں حاضر تھے لہٰذا وہ باتیں ان کی زبانی ضبطِ تحریر میں لا رہا ہوں ـــــــــ مرشدِ گرامی قدر نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی کسی بزرگ کی زیارت کے لئے جائے تو چاہیئے کہ پہلے دو رکعت نماز ادا کرے اور اس کے بعد اپنے قلب کو اس بزرگ کی جانب متوجہ کر کے راستہ طے کرے اور اسی انداز میں حاضرِ خدمت ہونا چاہیئے تاکہ اس کے فیض سے بہرہ ور ہو سکے۔ اس بزرگ کی صحبت میں خاموش بیٹھنا چاہیئے، بموجب:۔

ع خموشی کے فوائد ہو نہیں سکتے بیاں ہرگز

یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے کہ تم بازاروں کی بیٹھک سے بچو۔ ـــــــــ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دہنِ مبارک میں چند سنگریزے رکھا کرتے تھے تاکہ منہ سے اونچی آواز نہ نکلے ـــــــــ نیز قبلۂ عالم، خواجہ محمد زبیر[1] قدّسنا اللہ تعالیٰ بسر

---

[1] خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلۂ نسب یہ ہے:۔ خواجہ محمد زبیر بن خواجہ ابوالعلی بن خواجہ محمد نقشبند قیوم ثالث بن خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی بن حضرت مجددالف ثانی قیوم اوّل رحمۃ اللہ علیہم۔ آپ کو قیومیت رابع کا منصب مرحمت ہوا تھا۔ ولادت ۵ ذیقعدہ ۱۰۹۳ھ میں ہوئی۔ یکم صفر ۱۱۱۴ھ کو مسندِ قیومیت و ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔ جب علم و عرفان اور رشد و ہدایت کا نور پھیلاتے ہوئے اڑتیس ۳۸ سال گزر گئے تو ۴ر ذیقعدہ ۱۱۵۲ھ کو دہلی میں فوت ہوئے۔ مزار پُر انوار سرہند شریف میں ہے۔

marfat.com

۲۶

۷ رجمادی الاولیٰ ۱۳۲۱ھ ـــــ ہفتہ

یہ بندہ حضور فیض گنجور میں حاضر ہوا۔ مرشد برحق نے فرمایا کہ حضرت شیخ یحییٰ منیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ آدمی جب کسی مرض یا بلا میں مبتلا ہو جاتا ہے تو شدتِ درد کے باعث گریہ وزاری کرتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ اس کی تکلیف کو اور بڑھا دو۔ کیونکہ مجھے اس کا نالہ و بکا بہت پیارا ہے اس کے بعد یہ شعر پڑھا۔

چنداں کہ طپید بسمل ما
خنداں تر گشت قاتل ما

اس کے بعد بصد عاجزی کہا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ الْعَافِیَۃَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ الْعَافِیَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ دَوَامَ الْعَافِیَۃِ ـــــ اس کے بعد آپ کی خدمت میں توڑ اور جوڑ کا ذکر آیا مرشدِ برحق نے فرمایا کہ بعض اکابر نے توڑ کو جوڑ پر مقدم شمار کیا ہے اور بعض عارف جوڑ کو توڑ پر مقدم جانتے ہیں۔ یعنی جب حق تعالیٰ سے وصل ہو گیا تو ماسوی اللہ سے خود ہی فصل ہو گیا۔ یا جب ماسوی اللہ سے جدائی ہو گئی تو حق تعالیٰ سے وصل ہو گیا ـــــ راقم الحروف عفی عنہ، کہتا ہے کہ مذکورہ دونوں اقوال درست ہیں کیونکہ جب عشقِ الٰہی کی آگ دل میں شعلہ زن ہوتی ہے تو جسم کا ایندھن جل بجھ کر رہ جاتا ہے۔ نیز جب دل کا آئینہ کدورتوں اور ماسویٰ کے خطرات سے صاف مصفّیٰ ہو جاتا ہے تو مانند آئینہ رخسارِ یار کے انوار کا جلوہ نما ہو جاتا ہے۔

لہ اے اللہ! میں تجھ سے عافیت مانگتا ہوں۔ اے اللہ میں تجھ سے دین، دنیا اور آخرت میں عافیت مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے دائمی عافیت مانگتا ہوں۔

لہ اے اللہ! میں تجھ سے عافیت مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے دین، دنیا اور آخرت میں عافیت

marfat.com

ہیں تگ و دَو کر رہا ہے اور مارا مارا پھر رہا تھا۔ اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے مَیں خود (اس کی محبت میں) گم ہو گیا۔ راقم عفی عنہ (حضرت رؤف احمد رافت رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ خود کو گم کر دینا ہی تو محبوب کو پا لینا ہے۔

رفتم از خویشتن نگارم آمد[1]
بیخودی طرفہ بکارم آمد!!

خودی کا پردہ معشوق ابدی کے چہرے کا حجاب ہے، جو اس پردے کو پھاڑ دیتا ہے وہ یار کا دیدار کر لیتا ہے۔

نقاب چہرہ ندارد نگار دلکش ما![2]
تو خود حجاب خودی حافظ از میاں برخیز

یہ بھی مرشد گرامی قدر نے فرمایا کہ خودی[3] خدا کی دشمن ہے یعنی خودی سے خدا کو عداوت ہے۔ جب تک تو خودی کو جڑ سے نہیں کاٹے گا۔ واصل باللہ نہیں ہو سکتا جب تک تو خودی سے دُور نہیں ہو گا اس وقت تک خدا کے وصل سے مسرور نہیں ہو سکتا ہاں ہاں اس راہ میں ہے۔

خودی کفر اور بیخودی دین ہے

---

[1] جب مَیں اپنے آپ سے گزر گیا تو محبوب تشریف لے آیا۔ بیخودی عجیب انداز سے میرے کام آئی۔

[2] ہمارا دِلکش محبوب چہرے پر نقاب نہیں رکھتا۔ حافظ! تو خود حجاب ہے، تو درمیان سے اُٹھ جا۔

[3] خودی یہاں انانیت کے معنی ہے جو صوفیہ کے نزدیک نہایت معیوب چیز ہے۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے خودی کی اپنے کلام میں بہت تعریف کی ہے لیکن وہ فلسفیانہ اصطلاح ہے اور اس کا معنی جُدا ہے۔ دونوں جگہ اگرچہ لفظ ایک ہے لیکن معنی جُدا ہیں کیونکہ یہ تصوّف کی اصطلاح اور وہ فلسفے کی۔ دونوں میں فرق شبیر اور شبّر کا ہے۔

marfat.com

اگر صاف چوں آئینہ دِل شود
پس البتہ تاثیرِ کامِل شود

کہ بیند بدل عکسِ روئے نگار
نماند بعکسش بود گر غبار

ہمہ وقت نزدیکِ آں باصفا
شدی حاضر آں طالبِ کیمیا

یکے روز از آنحضرت آں نیک خُو
بصد از روی و ادب عرض کرد

کہ اے گوہرِ نہر ذاتِ خدا
سوالم شنو بہر ذاتِ خدا

دِل پُر تمنای من شاد کُن
مرا کیمیا زود ارشاد کُن

بگفت آں ولی خوب نزدم بیا
زمن یاد کن نسخۂ کیمیا

کہ انیست وانیست وانیست و ایں
بنا کُن تو ایں نسخۂ ایں چنیں

مگر خطرۂ شکل میموں بدل!
نیاری بداں وقت اے مشتغل

پس آں مردِ گفت ای ولیٔ زماں
ز تو فیض یاب است جملہ جہاں

لہ اگر دِل آیئنے کی طرح (اغراض سے) صاف ہو جائے تو کامِل آدمی سے البتہ فیض حاصِل ہو جاتا ہے
اس وقت وہ دِل میں محبوب کا عکس دیکھنے لگتا ہے۔ اگر غبار ہو تو عکس نظر نہیں آتا۔
وہ طالبِ کیمیا ہر وقت اس بزرگ کی خدمت میں حاضر رہتا۔
ایک روز وہ آدمی بڑی آرزو اور ادب کے ساتھ اس بزرگ کی خدمت میں عرض کرنے لگا۔
کہ اے ذاتِ خدا کے دریا کے گوہر! خدا کے لئے میرا سوال سُنیئے۔
میرے تمناؤں سے بھرے ہوئے دِل کو اس طرح شاد فرمائیے کہ مجھے کیمیا گری سکھا دیجئے۔
اس ولی نے فرمایا کہ میرے بالکل نزدیک آیئے اور کیمیا کا نسخہ مجھ سے (سُن کر) یاد کر لیجئے۔
کہ یہ فلاں فلاں چیزیں اس نسخے میں ہیں اور اس طریقے سے یہ نسخہ تیار کر لیجئے۔
لیکن اے مشتغل! (تیار کرتے وقت) دِل میں میموں کی شکل کا خیال نہ آئے۔
اس آدمی نے کہا کہ اے ولیٔ زماں! آپ سے تمام دنیا فیض حاصِل کر رہی ہے۔

marfat.com

بس این نکتہ کافیست راقت خموش | مکن ظاہر این رازہا را بپوش

مرشدِ برحق نے یہ بھی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بھی مزاح فرمایا کرتے تھے لیکن ایسا مزاح جس میں جھوٹ کا شائبہ بھی نہ ہو چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک بوڑھی عورت بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! میں نے سنا ہے کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی۔ یہ درست ہے یا غلط؟ سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے بطورِ مزاح فرمایا کہ جنت میں جوان عورتیں جائینگی نہ کہ بوڑھی عورتیں۔ وہ بڑھیا غمگین ہو کر اپنے گھر کو لوٹنے لگی تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس سن رسیدہ محترمہ سے فرمایا کہ بوڑھی عورتیں کو اللہ تعالیٰ نوجوانی کی خلعت عطا فرما کر جنت میں داخل کرے گا۔ پس جنت میں کوئی بوڑھا نہیں ہوگا بلکہ سب جوان ہوں گے ——— مرشدِ گرامی قدر نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اس سے پہلے میرا مزاج بھی مزاح کی جانب مائل رہتا تھا لیکن ایک روز مجھے الہام ہوا کہ مزاح نہ کیا کر۔

۸ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۱ھ ——— اتوار

حضور فیض گنجور میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نے میر قمر الدین سمرقندی کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنا وقت ضائع نہ کرے کیونکہ اس سے درجات میں نقصان ہوتا ہے ——— اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ پیغمبرِ خدا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تہجد کی تیرہ ۱۳ رکعتیں پڑھتے تھے جن میں لمبی قراءت پڑھتے اور قومہ وجلسہ میں کافی دیر ٹھہرتے تھے۔ کبھی آپ نو ۹ اور کبھی پانچ رکعتیں

ل راقت اپنا موش ہو جا کیونکہ یہی نکتہ کافی ہے۔ اِن رازوں کو ظاہر نہ کر بلکہ چھپا۔

marfat.com

اس کے بعد جب سورج مشرق کی جانب اتنا بلند ہو جائے جتنا مغرب کی جانب سے ظہر کی نماز کے وقت ہوتا ہے تو آپ نمازِ چاشت ادا فرماتے۔ اس کے بعد زوال کے وقت (بعد زوال) طویل قرأت کے ساتھ نماز فی الزوال پڑھتے اور عصر سے پہلے چار رکعت اور مغرب کے بعد چھ رکعت نماز اوابین پڑھتے اور عشاء سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے ــــــ یہ بھی مرشدِ برحق نے فرمایا کہ زاہدوں کے سرمایۂ افتخار شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نمازِ تہجد میں ساٹھ مرتبہ سورۂ لیسین پڑھتے تھے۔ اس کے بعد مرشدِ گرامی قدر نے فرمایا کہ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنی چاہیئے اور کلمہ تمجید (تیسرا کلمہ) و دیگر ادعیائے ماثورہ اور استغفار جس قدر میسر آئے پڑھنا چاہیئے اور شب و روز کے باقی اوقات میں ذکر قلبی، کلمہ طیبہ کا ورد اور مراقبوں میں مشغول رہنا چاہیئے اور قرآن کریم کی ایک منزل بھی پڑھنی چاہیئے۔

۲۸

۹ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۱ھ ــــــ پیر

خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نے مولوی شیر محمد صاحب سے پوچھا کہ تمہارے جذبات کس لطیفے سے پیدا ہوتے اور کس مقام سے فیض حاصل ہوتا ہے۔ مولوی صاحب عرض گزار ہوئے کہ آنجناب کی نگاہِ کرم کے صدقے جذبات ہر لطیفے سے ظاہر ہوتے ہیں اور فیض پہلے لطیفۂ نفس سے آتا ہے اور اس کے بعد سینہ کی جانب متوجہ ہو کر مضمحل و مستہلک بنا دیتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کرے اور مجھے اس میں برکت دے اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لئے دینی، معاشی، اخروی لحاظ سے اور انجام کار بُرا ہے تو اسے مجھ سے دُور رکھ اور مجھے اس سے دُور رکھنا اور میرے لئے بھلائی مقرر فرما، خواہ وہ کہیں ہو پھر مجھے اُس کے ساتھ راضی کر دے۔

marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پُر انوار پہ حاضر ہُوا اور ان سے توجہ وامداد طلب کی اور عرض کی کہ خدا کے لیئے کچھ عطا فرمایئے ، خدا کے لیئے کچھ مرحمت فرمایئے ۔ مَیں نے مشاہدہ قلبی کے ذریعے دیکھا کہ ایک حوض ہے جو لبا لب پانی سے بھرا ہُوا ہے اور پانی اس کے کناروں سے باہر نکل رہا ہے اور اس وقت یہ بات اُلقاء ہوئی کہ تیرا سینہ عرفانِ مجددی کے انوار سے اس درجہ بھرا ہُوا ہے کہ دوسرے کسی نور کی گنجائش نہیں رکھتا ۔

مرشدِ گرامی قدر نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ایک روز میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کے روضۂ منورہ پہ حاضر ہُوا اور درخواست پیش کی کہ میری جانب توجہ فرمائی جائے ۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تجھے تمام کمالاتِ احمدی (طریقہ مجددیہ) حاصل ہیں ۔ مَیں نے عرض کی کہ اپنی نسبت بھی عطا فرمایئے ۔ انہوں نے توجہ فرمائی اور اپنی نسبت سے مالا مال کر دیا ۔ جس کے آثار میں اپنے اندر دیکھتا ہوں اور مشاہدہ کرتا ہوں کہ ان کے چہرے کے زنگ اور میری شکل میں جلوہ نما ہُوا اور میرا چہرہ ان کے چہرۂ مُبارک کی شکل میں ہو گیا ۔

ع ۔ بزرگانِ دین کا طریقہ یہ ہے کہ مزاراتِ اولیاء اللہ پہ حاضری دی جاتی ہے جبکہ وہابیوں کی تینوں جماعتیں (اہلِ حدیث ، دیوبندی اور جماعتِ اسلامی) اس کی منکر اور اس سعادت کو منکرات سے شمار کرتی ہے ۔ نیز وہابیہ اس نداء استمداد کو کفر و شرک قرار دے کر اس طریقے پر عمل کرنے والوں کو بے دھڑک کافر و مشرک ٹھہراتے اور یوں ساری اُمّتِ محمّدیہ کو غیر مسلم قرار دے کر اپنی اسلام دشمنی کا ثبوت دیتے اور فتنہ و فساد کی آگ بھڑکاتے رہتے ہیں ۔ حالانکہ بزرگانِ دین بعد وفات سنتے دیکھتے اور متوسلین کی مدد کرتے ہیں ۔ اس ملفوظ کے یہ دونوں واقعات بزرگوں کے افادہ و استفادہ کا بہترین ثبوت ہیں ۔ وہابی حضرات کو اہلِ حق کی جماعت اور بزرگوں کے طریقے سے انحراف نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ جو بزرگانِ دین کا طریقہ ہے صراطِ مُستقیم وہی ہے ۔

marfat.com

اور پوری قوت سے اُٹھ بیٹھتے اور احباب کو توجہ دیتے۔ مرشد برحق نے میر
قمرالدین سمرقندی سے فرمایا کہ آپ متوجہ ہو جائیں کیونکہ میں ہمت (توجہ ڈالنا) کرتا ہوں کہ
عالمِ امر کے لطائفِ خمسہ اور لطیفۂ نفس اور تمہارے عناصر ثلاثہ ایک ہو جائیں۔ اس کے بعد
مولوی شیر محمد، مولوی محمد عظیم، مقبول النبی کبروی کشمیری اور میاں جان محمد سے فرمایا کہ تم
چاروں حضرات متوجہ ہو جاؤ کہ میں تم پر توجہ ڈالنے لگا ہوں تاکہ تمہارے لطائفِ خمسہ لطیفہ
نفس سے متحد ہو جائیں اور درمیان میں کوئی فاصلہ نہ رہے۔

راقم عفی عنہ (شیخ رؤف احمد رافت مجددی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ لطائف کے ایک
ہونے کا مطلب مکمل ہونا ہے ہر لطیفے کی سیر کا، یعنی لطیفہ آخرین دوسرے کے ساتھ متحد ہے
یعنی لطیفہ قلبی کی انتہا لطیفہ رُوحی کی ابتداء سے چسپاں ہے اور ان دونوں پر باقی لطائف
کو ترتیب کے لحاظ سے قیاس کرنا چاہیئے۔ پس ہر سالک جو ایک لطیفہ طے کرتا ہے وہ دُوسرے
لطیفے میں قدم رکھ دیتا ہے اور اس کی سیر شروع کر دیتا ہے۔

مقامات کا سلوک دو قسم پر ہے۔ ایک سلوک تو یہ ہے کہ ہر مقام کو پورے طور پر دیکھے
یعنی مرشد کی توجہ کے ساتھ ایک مقام کی ابتدائی سے سیر شروع کرے اور آخر تک طے کر جائے
اس کے بعد دوسرے لطیفے کی سیر میں مشغول ہو جائے۔ مقامات کا دوسرا سلوک انعامی ہے
اور وہ یہ ہے کہ مرشد جس کے لئے چاہے کہ جلد اپنے مقصد کو حاصل کرے تو لطیفہ اوّل
کی جانب توجہ کرتا ہے اور ابھی اس کی سیر مکمل نہیں ہوتی کہ دوسرے لطیفے کے انوار اس
کے اندر القا کرنے شروع کر دیئے جاتے ہیں اور اسی طرح ابھی دوسرے لطیفے کی سیر مکمل
نہیں ہوئی ہوتی کہ تیسرے لطیفے کی جانب توجہ فرماتے ہیں۔ علیٰ ہٰذا القیاس مرشد اپنی توجہ
کے سبب ہر مقام اور ہر جگہ کا فیض، انوار اور کیفیت سالک میں القا فرماتے ہیں۔ پس وہ
سالک ظفرہ کہلاتا ہے کیونکہ ہر مقام کو اجمالی طور پر دیکھتا ہے۔ اس کے بعد عنایتِ خداوندی
سے ہر مقام کی تفصیل حاصل ہو جاتی ہے اور مرشد برحق کہ چار ساتھیوں پر لطائف کے ایک

marfat.com

اِس کے بعد آپ کے حضور میں حضرت مجدد الف ثانی قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ السامی کی اولاد کے فضائل کا ذکر آیا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ حضرت محبوب سُبحانی، مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری نسبت تمام اُولاد میں جاری و ساری ہے اور قیامت تک رہے گی لیکن بعض کی زندگی میں ظاہر ہو جاتی ہے اور بعض کی وفات کے وقت جلوہ گر ہوتی ہے اور اِس نسبتِ شریفہ سے محروم کوئی نہیں رہے گا۔

مرشدِ برحق نے یہ بھی فرمایا کہ میری دلی خواہش ہے کہ حضرت مرشدنا و قبلنا مولانا مظہر رحمٰن، حضرت جانِ جاناں قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ الاقدس کی خانقاہ کو وسیع کیا جائے۔ اس کے بعد فرمایا کہ:-

من اہل و عیال ندارم کہ برائے آں میخواہم مگر خواہشِ من محض للہ ست کہ مردمان برائے طلب حق جلّ و علا از اوطانِ خود می آیند و جائے استقامت نمی یابند۔ برائے ایہا وسعت مکان می خواہم۔ (ص ۲۶)

میں اہل و عیال نہیں رکھتا کہ ان کی وجہ (خانقاہ کی وسعت) چاہتا ہوں بلکہ میری یہ خواہش محض اللہ کے لئے ہے کیونکہ کتنے ہی آدمی حق جلّ و علا کی طلب میں اپنے دلیں کو چھوڑ کر یہاں آتے ہیں لیکن یہاں رہنے کے لئے (خاطر خواہ) جگہ نہیں پاتے ہیں اُن کی تنگی کے پیشِ نظر مکان کی وُسعت چاہتا ہوں۔

اِس کے بعد مرشدِ گرامی قدر نے یہ ارشاد فرمایا کہ:-

بعد از من دریں مکان میاں ابوسعید نشینند و بحلقہ و مراقبہ و بدرسِ حدیث و تفسیر مشغول شوند۔ پس ازاں فرمودند کہ خداوندا بعد از من چہ طور شود بطورِ من مانند یا بنہج دیگر۔ بعد ازاں فرمودند کہ بعضے

میرے بعد اس مکان (خانقاہ) میں میاں ابوسعید بیٹھیں گے اور حلقہ، مراقبہ اور حدیث و تفسیر کے درس میں مشغول ہوں گے۔

اس کے بعد فرمایا کہ بارِ الٰہا! میرے بعد کیا طریقہ ہوگا؟ میرے ہی مطابق یا کسی دوسرے طریقے پر؟ بعدہٗ فرمایا کہ بعض

marfat.com

۳۱

۱۲؍ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۱ھ ——— جمعرات

یہ بندہ بارگاہِ عالی میں حاضر ہوا۔ میر قمرالدین سمرقندی مدظلہ العالی نے بارگاہِ عالی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) (۲) بخارا میں سے ایک گاؤں کا نام ہے۔ حضرات القدس میں ہے کہ آپ نے ۶۱۶ھ میں وفات پائی۔

(۳) خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بخارا کے نزدیک انجیر فغنہ نامی گاؤں میں ہوئی۔ آپ خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ و جانشین تھے۔ ۱۷؍ ربیع الاول ۷۱۵ھ کو وفات پائی۔

(۴) خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب حضرت عزیزان ہے۔ آپ کی پیدائش بخارا کے نزدیک رامیتن نامی قصبے میں ہوئی۔ ۲۸؍ ذی قعدہ ۷۱۵ھ کو وفات پائی۔ مزار پُرانوار خوارزم میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

(۵) خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ رامیتن کے نزدیک سماس نامی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپ خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ و جانشین ہوئے۔ ۱۰؍ جمادی الاخریٰ ۷۵۵ھ کو وفات پائی۔ مزار مبارک سماس میں ہے۔

(۶) خواجہ شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ صحیح النسب سید اور سماس کے نزدیک موضع سوخار میں رہتے تھے۔ آپکا پیشہ کوزہ گری تھا جس کو فارسی میں کلال کہتے ہیں۔ ایام جوانی میں آپکو پہلوانی کا شوق بہت تھا۔ خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس جوہر قابل کو دیکھ کر مرتبۂ کمال کو پہنچا دیا تھا۔ ۸؍ جمادی الاولیٰ ۷۷۲ھ کو وفات ہوئی۔ مزار مبارک سوخار میں ہے (۷) خواجہ بہاءالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت بخارا کے نزدیک قصرِ عارفاں میں ہوئی۔ آپ کی بشارت پیدائش سے پہلے حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے دی تھی اور اپنے خلیفہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی روحانی تربیت پورے طور پر کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ دیگر کتنے ہی بزرگوں سے اکتساب فیض کیا اور اویسیت کے طریقے پر بھی مختلف بزرگوں سے بہت کچھ حاصل کر کے کمال کے انتہائی درجے کو پہنچے اور صاحب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قرار پائے۔ گروہِ اولیاء اللہ میں آپ کی شان بہت بلند ہے۔ آپ نے ۳؍ ربیع الاول ۷۹۱ھ کو بروز دوشنبہ مبارک وفات پائی۔ مزار پُرانوار قصرِ عارفاں میں ہے۔

marfat.com

وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَ لَا یُقْضٰی عَلَیْکَ وَ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَ لَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَیْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ ۔

(الحدیث)

اُن لوگوں میں جن کو تُو نے دوست رکھا اور مجھے برکت دے اُس چیز میں جو تُو نے عطا فرمائی اور مجھے اس چیز کے شر سے بچا جس کا تُو نے فیصلہ فرمایا۔ بیشک فیصلہ تو کرتا ہے تیرا فیصلہ نہیں کیا جاتا اور جسے تو دوست رکھے وہ ذلیل نہیں ہوتا اور جسے تو دشمن رکھے وہ عزت نہیں پاتا۔ اے ہمارے رب تو برکت والا اور بلند ہے۔ مَیں تجھ سے گناہوں کی معافی چاہتا اور تیری جانب رجوع کرتا ہوں

مذکورہ دونوں حدیثوں کی روایت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے آئی ہے اس کے بعد مرشدِ برحق نے فرمایا کہ حضرت فاطمۃ الزہرہ[۱] رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث کی کم روایتیں آئی ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد وہ چھ مہینے سے زیادہ زندہ نہیں رہی تھیں اور کاشفِ اسرارِ تحقیق، حضرت ابوبکر صدیق[۲] رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے

۱ے اسمِ گرامی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، زہرہ اور بتول لقب اور خاتونِ جنت منصب ہے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی سب سے چھوٹی بیٹی اور جگر گوشہ تھیں۔ فضل و کمال، علم و عرفان اور عزت و حرمت کی منہ بولتی تصویر تھیں۔ علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے آپ کا نکاح ہوا۔ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی والدہ محترمہ تھیں۔ سالہ میں وصال فرمایا۔

۲ے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا اسمِ گرامی عبد اللہ اور لقب صدیق و عتیق تھا۔ آپ سرورِ کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت مبارکہ کے تقریباً دو سال بعد پیدا ہوئے۔ مردوں میں سب سے پہلے آپ ایمان لائے اور رفاقت کا حق ادا کیا۔ یارِ غار تھے کیا اب بھی پہلو میں آرام فرما ہیں۔ خلیفۂ اوّل مقرر ہوئے اور ۲۲ جمادی الاُخریٰ ۱۳ھ میں وصال فرمایا۔

marfat.com

خطرہ نہ آیا۔

حضورِ فیض گنجور میں شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی سنہ ۱۰۴۰ھ / ۱۶۳۰ء) کا ذکر آیا جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء سے تھے۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ شیخ طاہر رحمۃ اللہ علیہ شانِ عظیم اور رتبۂ فخیم رکھتے ہیں۔ اکثر اوقات انہیں الہام ہوتا کہ اے طاہر! کہہ دے کہ میرا قدم اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔

اس کے بعد مرشدِ گرامی قدر نے فرمایا کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی قدس سنا اللہ تعالیٰ بسرہ السامی حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ از راہِ مکاشفہ آپ پر شیخ طاہر کے احوال ظاہر ہوئے فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس حلقہ کے حاضرین میں سے کسی ایک کی گردن میں طوقِ ضلالت ڈالا جائے گا اور وہ راہِ ہدایت و صراطِ ارشاد سے برگشتہ ہو کر خود کو کفر کے بیابان میں پھینک دے گا۔ عیاذاً باللہ سبحانہٗ عن ذالک ۔۔۔ اور میں نے اس کی پیشانی پر لفظ "ہو الکافر" لکھا ہوا دیکھا ہے۔ پس وہ یارانِ حلقہ جنہوں نے گوشِ اخلاص میں حلقۂ بندگی ڈالا ہوا تھا اور وہ مرید جنہوں نے ارادت مندی کے میدان میں تابعداری کے گھوڑے دوڑا رکھے تھے، وہ اس سرکش مرید کے انجام سے ڈرے اور ایمان ضائع ہونے کی سخت وعید سے کانپ اُٹھے۔

آخر کار عرض گزار ہوئے کہ ہم میں سے ہر ایک اس بات کو سن کر سخت خوف زدہ ہے اور اس رنج و الم سے غمناک ہے۔ ہر ایک چشم براہ ہے کہ نگاہِ عنایت فرماتے ہوئے اس ناامیدی کے بھنور سے ساحلِ امن و امان پہ لگایا جائے۔ ہم میں سے جس کا انجام بُرا ہے اور دریائے بلا کی گہرائی میں پڑا ہوا ہے۔ اور جو آدمی ہم میں سے ناسزا کردار کے باعث مصیبت کی گہرائی میں غوطہ زن ہے ارشاد فرمائیں کہ وہ بدبخت کون ہے اور اس کا نام کیا ہے؟ جب اس کا انجام بتایا ہے تو نام بھی بتا دیجیے۔

پس واقفِ اسرارِ رحمانی، حضرت مجدد الف ثانی قدس سنا اللہ تعالیٰ بسرہ السامی نے فرمایا کہ وہ

marfat.com

امیدوار ہوں کہ میرے واسطے سے اس مصیبت کو دور فرمادے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور شیخ طاہر کو نہ صرف دوبارہ اسلام کا شرف بخشا بلکہ ولایتِ خاصّہ سے مشرف فرما دیا اور اپنا خاص امتیازی قربِ رحمت فرما دیا۔

اس کے بعد مرشدِ برحق نے فرمایا کہ تقدیر کی تین قسمیں ہیں:۔ ایک تقدیرِ معلّق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دعا یا دوا کے ساتھ معلّق رکھا ہوا ہے۔ دوسری تقدیرِ مبرم ہے کہ وہ کسی بات پر موقوف نہیں ہے۔ جس طرح لکھا ہوا ہے اسی طرح واقع ہوگا۔ تیسری قسم وہ ہے جو علمِ الٰہی جلّ شانہٗ میں ہے لیکن لوحِ محفوظ میں اس کا معلّق یا مبرم ہونا نہیں لکھا اس میں اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کو عرض کرنا روا ہے اور قول اَلرَّجُلُ مَنْ یُّنَازِعُ الْقَدَرَ لَا مَنْ یُّوَافِقُہٗ (جو شخص تقدیر کے بارے میں جھگڑتے ہیں وہ اُس کے مانند نہیں جو موافقت کرتا ہے) اسی تیسری تقدیر کے بارے میں ہے۔

مرشدِ گرامی قدر نے یہ بھی فرمایا کہ ایک روز میں حضرت پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ منورہ میں بیٹھا تھا کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کی نسبت کی جانب متوجہ ہوا۔ دیکھا کہ جناب حضرت امام ربّانی مجددِ الفِ ثانی قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہ السامی تشریف لے آئے اور فرمایا کہ اے صاحب! جو نسبت حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے پہنچی ہے اس کی جانب متوجہ ہونا چاہیئے اور اسی کے ساتھ مشغولیت رکھنی چاہیئے۔

مُرشدِ برحق نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت قبلہ مرزا صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت غوثِ اعظم[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے چار حضرات سے بیعت کی تھی جن میں سے

---

[1] حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس جگہ بار بار غوث الاعظم کا لفظ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے استعمال کیا ہے۔ اس کتاب میں اور بھی کتنے ہی مقامات پر یہ لفظ ان کی شان میں استعمال کیا گیا ہے اور دیگر بزرگانِ دین نے اپنی تصانیفِ عالیہ میں ایسا ہی لکھا ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

مرشدِ برحق نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ایک روز حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پُر انوار پر بیٹھے تھے کہ اچانک ان کے چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا اور انہوں نے دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھا کر بارگاہِ خداوندی میں تضرّع وزاری کے ساتھ مانگنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ کا چہرۂ مبارک اپنی اصلی حالت پر آ گیا اور آپ نے حضرت حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رُوحِ پُر فتوح پر فاتحہ پڑھی۔

ایک شخص نے اس واقعے کے انکشاف کی درخواست کی حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے فرمایا کہ ایک روز حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سخت سردی کے دنوں میں مجھے ایک پانی سے بھرے ہوئے حوض میں دھکیل دیا تھا۔ ٹھنڈے پانی کے باعث میرا جسم بہت ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ میرے ہاتھ میں ایک کتاب تھی جو اوپر ہاتھ اٹھا کر مَیں نے بھیگنے سے بچا لی تھی جب مَیں پانی سے باہر نکلا تو حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے فرمایا کہ میں تمہاری تمکنت دیکھنا چاہتا تھا اور اسی امتحان کی وجہ سے تمہیں پانی میں دھکیلا تھا ——— آج حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس ہاتھ سے مَیں نے تمہیں پانی میں دھکیلا تھا وہ خشک ہو گیا ہے۔ تم دُعا کرو کہ میرا ہاتھ درست ہو جائے۔ میں نے ان کے حق میں دُعا کی اور پانچ سو اَولیاء اللہ نے بھی دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے۔ الحمدللہ کہ دعا کو شرفِ قبولیت حاصل ہُوا اور ان کا ہاتھ درست ہو گیا ہے۔

لے اللہ اللہ، اولیاء اللہ کی نگاہوں کا یہ عالم ہے کہ مزار پر بیٹھ کر صاحبِ مزار کی حالت دیکھ لیتے ہیں گفتگو کر لیتے ہیں۔ ان سے بھی مدد مانگتے ہیں اور ضرورت پڑنے تو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اُن کی مشکل کشائی بھی کر دیتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی روحانیت کا انکار کرنیوالے چشمِ بصیرت سے محروم اور اس کوچے سے نابلد ہیں۔ نیز تصرف واستمداد وغیرہ کا انکار بھی وہ اسی محرومی کے باعث کرتے ہیں، کیونکہ:

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا نظر آئے، کیا دیکھے

marfat.com

قلبی اور نگہداشت پر اکتفا فرمائی تھی۔ لیکن چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات شریفہ میں اسمِ ذات کی تلقین واضح طور پر فرمائی گئی ہے تو میرا معمول بھی یہی ہو گیا ہے اور یہ سالک کے لئے مفید ہے نیز اس میں جذبے کا حصول زیادہ ہے۔

مرشدِ گرامی قدر نے یہ بھی فرمایا کہ بچوں کو ابتدا میں حروف مفردات سے پڑھانا شروع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ الف زبر آ، الف زیر اِ، الف پیش اُ ——— اس کا مطلب یہ ہے کہ بالا اس طرح ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کے حضور زیر یعنی پست ہو جائے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اپنی انانیت چھوڑ کر بالا ہو جا کیونکہ خدا کے حضور انانیت نہیں چلتی جب تک اپنے آپ کو فنا نہیں کرے گا۔ اس وقت تک بارگاہِ قدس میں باریابی نہیں ہوگی۔ جب تک ہستی باقی ہے تو اسے نیستی سمجھنا چاہیئے اور جب نیستی حاصل ہو جائے تو وہ عین ہستی ہے۔

۳۲

۱۴ / جمادی الاولیٰ ۱۲۳۱ھ ——— ہفتہ

یہ غلام اپنے قبلۂ انام کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نے ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ کو حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز کے لئے بیدار کیا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ آپ کو میری نماز سے کیا سروکار ہے؟ حضرت خضر نے فرمایا کہ آپ اُٹھ کر میرے لئے دُعا فرمائیں۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ آپ میرے حق میں دُعا کریں۔ پھر میں دُعا کرونگا۔ حضرت خضر نے کہا کہ آپ ہی دُعا فرمائیں۔ اُس بزرگ نے دُعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اس میں آپ کا نصیبہ (حصّہ) زیادہ فرمائے۔

ے
یہاں ہونا نہ ہونا ہے نہ ہونا عین ہونا ہے
جسے ہونا ہو کچھ، خاکِ درِ جاناں ہو جائے (بیدم)

marfat.com

آیۂ کریمہ سے یہ مشرب ثابت نہیں ہوتا کیونکہ سرورِ کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو بھی (احکامِ خداوندی کے سلسلے میں) ارشاد فرمایا۔ خواہ وہ اوامر ہوں یا نواہی، سب خداوندِ قدوس کی طرف سے نازل ہوئے۔ پس رسول کی اطاعت کرنا عین خدا کی اطاعت ہے (کیونکہ احکام سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے آئے ہیں اور اُن کی اشاعت زبانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہوئی ہے)

لیکن جو احکام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر نازل فرمائے گئے۔ اُن کی دو قسمیں ہیں۔ بعض احکام وحی جلی کے ذریعے نازل فرمائے گئے اور وہ قرآن کریم کی آیاتِ مبارکہ ہیں اور بعض احکام وحی خفی کے ذریعے قلبِ مصطفےٰ پہ نازل فرمائے گئے جبکہ اُن کو حدیث قدسی کہتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ بھی (متعلقہ دین) ارشاد فرمایا وہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا فرمایا ہوا ہوتا ہے

اِس مقام پر آپ نے یہ واقعہ بھی بیان فرمایا کہ ایک روز حضرت سلطان ابُو سعید ابُوالخیر قدس سرہٗ کی مجلس میں اہلِ شہر کا مجمع لگا ہوا تھا۔ اس مجمع میں اولادِ رسول سے ایک سید صاحب تشریف فرما تھے۔ اسی اثنا میں ایک مغلوب الحال مجذوب آ گئے۔ حضرت شیخ نے اُس مجذوب کو سید صاحب پر مقدم رکھا۔ سید صاحب کو اُن کی یہ حرکت ناپسند ہوئی۔ حضرت شیخ نے اُن سید صاحب کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ کی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے باعث ہے اور اس مجذوب کی تعظیم اللہ تعالیٰ کے سبب ہے (چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ذاتِ باری تعالیٰ مقدم ہے) لہٰذا بایں وجہ مجذوب کو آپ سے مقدم رکھا ہے ——— مُرشدِ برحق (حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے تو یہ توجیہ پسند نہیں کیونکہ اس مجذوب نے جتنا بھی کمال حاصل کیا آخر وہ سب کچھ حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ ہے اور بغیر توسطِ سرورِ کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کسی شخص کے لئے ذاتِ باری تعالیٰ تک پہنچنے کی کوئی راہ

marfat.com

خواستند و بسیار دعا در حق ایشاں نمودند۔ (ص ۵۴)	اپنے پیروں سے استمداد کی (مدد مانگی) اور اِن کے حق میں خوب دُعا کی۔

اسی اثنا میں مرشد برحق نے فرمایا کہ سلسلہ عالیہ مجددیہ میں اجازت دینے کا ادنیٰ محل تصفیۂ قلب کے بعد ہے یعنی جب دِل میں حضور و آگاہی اور بے خطرگی پیدا ہو گئی تو سالک تلقین طریقہ کی اجازت کے قابل ہو گیا۔ اس کے بعد لطیفۂ نفس کے تزکیہ کے بعد درمیانے درجے (محل اوسط) میں اجازت ہے۔ چنانچہ میں اکثر سالکوں کو تزکیۂ نفس کے بعد طریقے کی اجازت دے دیتا ہوں۔ اس کے بعد جب سالک کمالات کی نسبت پیدا کر لیتا ہے تو خلافت کے قابل ہو جاتا ہے۔

پس اجازت کا پہلا محل قلب ہے اور دوسرا نفس اور تیسرا نسبت کے کمالات کا حصول بعض اوقات کامل مرشد اُن سالکوں کو بھی طریقے کی اجازت مرحمت فرما دیتے ہیں جو درجۂ کمال کو نہ پہنچے ہوں۔ چنانچہ خواجۂ خواجگان خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا نے حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو طریقے کی اجازت عطا فرما دی تھی اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ایسے اعمال ہیں جو اللہ والوں میں ہمیشہ رائج رہے ہیں۔ جو اولیاء اللہ کو اپنے بزرگ اور ولی نعمت مانتے ہیں وہ ان سے مانگتے رہے ہیں اور ہمیشہ مانگتے رہیں گے لیکن جن لوگوں کی اولیاء اللہ سے بنتی ہی نہیں ہے وہ مانگیں بھی تو کس منہ سے مانگیں اور کفر و شرک ٹھہراتے ہوئے اگر با دلِ ناخواستہ مانگ بھی بیٹھیں تو اپنے مخالف کو دیتا کون ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مقبول بندوں کے طریقے پر ہی ثابت قدم رکھے اور ان کے ساتھ ہی ہمارا حشر و نشر فرمائے، آمین۔

۲؎ خواجہ محمد یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اصحاب میں ہے لیکن آپ کی تکمیل چونکہ خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ذریعے ہوئی اس لئے ان کے ہی خلفاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ پیدائش غزنی کے نزدیک موضع چرخ میں ہوئی۔ ظاہری و باطنی کمالات سے متمتع ہو کر جلوہ گر ہوئے۔ ۵ صفر المظفر ۸۵۱ھ میں وفات پائی۔

marfat.com

کے ساتھ اس بزرگ کے پاس چلتا ہوں اور ایسا مسئلہ پُوچھونگا کہ اُن سے جواب بن نہیں پڑیگا۔

جب حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اُن دونوں کے ساتھ اس بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس مردِ حق آگاہ نے فرمایا کہ یہ دونوں شخص جنہیں آپ میرے پاس امتحان کے لئے لائے ہیں تو تمہارا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ دونوں میں سے ہر ایک کا سوال بھی خود بتا دیا اور جواب بھی۔ اس کے بعد ایک آدمی سے فرمایا کہ تو دنیا کی محبت میں غرق ہو کر رہ جائے گا۔ پس یہی کچھ ہوا اور دوسرے سے فرمایا کہ تیرا ایمان سلب کر لیا گیا ہے اتفاقاً اس شخص نے ایک مالدار نصرانی کی لڑکی سے عقد کر کے نصاریٰ کا مذہب اختیار کر لیا۔ بوقتِ نزع اس سے پوچھا گیا کہ تُو عالمِ دین اور حافظِ کلام الٰہی تھا۔ کیا تجھے اس میں سے کچھ یاد ہے؟ کہنے لگا سب کچھ میرے دِل سے نکل چکا ہے، ہاں ایک آیت یاد رہ گئی، جو یہ ہے رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ۝ (بڑی تمنا کریں گے اس روز کافر کاش! ہم مُسلمان ہوتے) اس کے بعد اُس بزرگ نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے فرمایا کہ تم رضائے الٰہی کے لئے یہاں آئے ہو، تمہارا مرتبہ بہت بلند ہوگا اور میں دیکھتا ہوں کہ تم منبر پر بیٹھ کر یہ کہو گے۔ قَدَمِیْ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ اَوْلِیَآءِ اللّٰہِ (میرا قدم سب اولیاء اللہ کی گردن پر ہے) اور مرشدِ برحق نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت حمّاد دباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضرت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۳ء) بلکہ اُن کا پورا خاندان بھی فاتحہ خوانی کا قائل تھا اور یہ ان حضرات کا معمول تھا جیسا کہ ان کی تصانیف عالیہ سے صاف ظاہر ہے بلکہ خود بانی وہابیت یعنی مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی (المقتول ۱۲۴۶ھ ۱۸۳۱ء) بھی اس کے عامل اور مبلغ تھے جیسا کہ انہوں نے صراطِ مستقیم کتاب میں کئی مقامات پر اس کا تصریحاً ذکر کیا ہے۔ فاتحہ خوانی کے منکروں کو کم از کم اِن حضرات کا خیال تو رکھنا چاہیئے کہ وہ فاتحہ کے باعث اہلسنت کو بدعتی بتا کر کہیں اپنے امام یعنی مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی پر بھی بدعتی کا لیبل تو نہیں لگا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سارے مدعیانِ اسلام کو سچی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

لہ قربان جائیں اللہ والوں کے علوم و معارف پر، جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی سچی غلامی کے (بقیہ حاشیہ صفحہ)

marfat.com

کی مثال آئینہ کی مانند ہے جو مختلف رنگوں کے ہوں۔ مثلاً چار آئینے ہوں جن میں ایک سُرخ دُوسرا سبز، تیسرا زرد اور چوتھا سفید۔ ہر ایک میں سُورج کا عکس اپنی تجلّی دکھا رہا ہو اور ایک ہی سُورج کی چمک اُن میں جلوہ گر ہو۔ پس آفتاب کے عکس میں سارے برابر ہیں۔ فرق ہے تو رنگوں میں ہے لیکن آفتاب سے فیض لینے میں ہر ایک دوسرے کے برابر ہے۔

مرشدِ برحق نے یہ بھی فرمایا کہ جملہ انسانوں کی چار قسمیں ہیں :-

(۱) وہ نامرد جو دنیا کے طالب ہیں۔

(۲) وہ مرد جو دنیا اور آخرت کے طالب ہیں۔

(۳) وہ مرد جو آخرت اور دیدارِ الٰہی کے طالب ہیں۔

(۴) وہ جوانمرد جو صرف دیدارِ الٰہی کے طالب ہیں۔

یہ حضرات دُنیا و آخرت سے کوئی سروکار نہیں رکھتے چنانچہ ایک بزرگ نے فرمایا ہے:۔

ما در دو جہاں غیر خدا کار نداریم[1] | ما یار بجز حضرتِ جبار نداریم
مستانۂ خدائیم سر و پائے برہنہ | حاجت بکسی جُبّہ و دستار نداریم

مرشدِ برحق نے یہ بھی فرمایا کہ ایک روز مَیں نے مشاہدے کے دوران دیکھا کہ خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مکان میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مکان کے راستے میں تشریف رکھتے ہیں۔ مَیں چاہتا تھا کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ جب حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو ادب کے باعث ان کے حضور کھڑا ہو گیا اور (انہیں چھوڑ کر) حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچنا مناسب خیال نہ کیا۔ جب حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[1] حق کے سوا کسی سے سروکار نہیں ہے | اور اس کے سوا اپنا کوئی یار نہیں ہے
مَیں اس کی محبت میں اگرچہ ہوں برہنہ | مطلوب مجھے جُبّہ و دستار نہیں ہے

marfat.com

اسی طرح رُوح کا معاملہ ہے کہ جسم کو قائم رکھتی ہے اور اس کا ہونا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اس کا وجود ہی نہیں ہے جبکہ جسم جو کچھ بھی نہیں ہے وہ نظر آتا ہے اور جسم کا ہر عضو رُوح کی حرکت ہی سے متحرک ہے، ورنہ جسم تو بیکار محض ہے اور رُوح کی جسم کے ہر حصّے سے معیّت ثابت ہے۔ اسی طرح اللہ جلّ شانہٗ، واجب الوجود کی ذات کا معاملہ ہے کہ وہ تمام ممکنات کا قائم رکھنے والا ہے۔ اس واجب تعالیٰ کی تحریک کے بغیر ناممکن ہے کہ ممکنات کا کوئی ذرّہ حرکت کر سکے چونکہ سارے عالم کا قائم رکھنے والا اللہ تعالیٰ ہے، پس اُس کے ساتھ معیّت ذاتی ثابت ہوگئی اور اللہ جلّ مجدہٗ ہی تمام امور کے حقائق کو بخوبی جاننے والا ہے۔

۳۸

۱۹ر جمادی الاولیٰ ۱۲۳۱ھ ـــــ جمعرات

یہ فقیر اُس محفلِ فیض اکسیر میں حاضر ہُوا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ ایک شخص پیر ہونے کے قابل اور مسندِ ارشاد پر بیٹھنے کے لائق اس وقت ہوتا ہے کہ ضروری مسائل کا علم رکھتا ہو اور صوفیہ کے مقاماتِ عشرہ کا علم اُسے حاصل ہو، جو توکّل، قناعت، زُہد اور صبر وغیرہ ہیں اور دنیا دار لوگوں کی صُحبت سے اجتناب کو ضروری قرار دے اور مشائخ کرام کی صُحبت کا فیض یافتہ ہو اور صاحب کشف ہو یا ماسوی اللہ کے خطرے سے پاک ہونے کا ادراک رکھتا ہو۔ اس کا ظاہر شریعتِ مطہرہ سے آراستہ اور باطن طریقت سے پیراستہ ہو۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں اپنا کیا حال ظاہر کروں جو عرفی کے اس مقولہ کے مطابق ہے[۱]۔

بزمین چو سجدہ کردم ز زمین ندا برآمد	کہ مرا خراب کردی تو بسجدہ ریائی
بطوافِ کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند	کہ برونِ در چہ کردی کہ درونِ خانہ آئی

۱ؔ۔ جب مَیں نے زمین پر سجدہ کیا تو زمین سے یہ ندا آئی کہ تو نے ریاکاری کے سجدے سے مجھے خراب کیا ہے۔ جب میں کعبہ کا طواف کرنے گیا تو مجھے حرم کی راہ نہ دکھائی گئی کہ گھر سے باہر تو کیا کرتا رہا ہے۔ اب گھر میں آ کر کیا کرے گا۔

marfat.com

قرآنِ کریم کی تلاوت کرتا ہے تو دیواریں تیرے قدموں پہ گرتی ہیں یا نہیں؟ میں نے خواب کی حالت میں ہی جواب دیا کہ قرآنِ کریم پڑھتے وقت فیوض و برکات کا نزول تو ہوتا ہے لیکن دیواریں گرنے کا معاملہ نہیں ہوتا۔ نیز دیواریں گرنے کی بات پہلے اکابر سے بھی مروی نہیں ہے۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ آیۂ کریمہ ا۔ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا سے بھی یہی معنی سمجھ میں آتا ہے۔

مرشدِ گرامی قدر نے اس واقعۂ خواب کی تعبیر یوں ارشاد فرمائی کہ دیوار سے مراد سالک کی اپنی ہستی ہے۔ پس چاہیئے کہ تلاوت کرتے وقت قاری اپنی ہستی اور انانیت سے خالی ہو جائے اور بشریت و انانیت کی دیوار کو بیخ و بُن سے اکھاڑ کر پھینک دے اور مذکورہ آیۂ کریمہ کے معنی کی یوں تاویل کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب آخرت میں اُن لوگوں کو مرحمت فرمایا جاتا ہے جنہوں نے بشریت کے تکبّر اور انانیت کے عُلو کا اپنے وجود کی زمین میں ارادہ نہیں کیا ہوتا اور فساد، بُری عادتیں اور کمینہ اخلاق کو اختیار نہیں کیا ہوتا۔

مرشدِ برحق نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ صوفیائے خانقاہ کے حالات معلوم کرنے چاہئیں کہ ان میں سے ہر شخص کہاں تک وقوفِ قلبی کرتا ہے اور معانی پر نظر رکھتے ہوئے زبان سے کس قدر کلمہ طیبہ کا وِرد کرتا ہے اور اسمِ ذات کی قلبی و زبانی لحاظ سے کس حد تک ہمیشگی رکھتا ہے اور درود و استغفار اور تلاوتِ کلام اللہ کا کہاں تک وِرد رکھتا ہے اور اس کے روز و شب کو کس طرح گزارتا ہے اور اپنے اوقات کی تقسیم کار کس طرح کی ہوئی ہے۔ پس جو اس کام میں مصروف اور اذکار میں مالوف نظر آئے اُسے خانقاہ میں رہنے دیں ورنہ باہر نکال دیا جائے کہ وہ فقیروں کی صحبت کے قابل اور اولیاء اللہ کی ہمت کے لائق نہیں ہے۔

رافتا ہر کس[۱] کہ در لیل و نہار	نیست در ذکرِ خدا مصروفِ کار

[۱] اے رافت! جو شخص شب و روز ذکرِ خدا میں مصروف نہیں ہے۔

marfat.com

ازاں تیغی کہ آبش شست جرم کشتگانش را
ربودم دل نشین زخمے کہ می بوسم دہانش را

۴۲

۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۱ھ ـــــــ پیر

جب میں اپنے برادرِ محترم کے ہمراہ تخت شریف کی زیارت سے واپس لوٹا اور حضور فیض گنجور میں حاضر ہوا تو مرشدِ برحق نے دریافت فرمایا کہ تخت شریف میں مراقبہ کیا تھا۔ عرض کی کہ ہم تخت شریف میں ہمہ تن گوش ہو کر حاضرِ خدمت رہے تھے اور بے انتہا برکات وانوار کا مشاہدہ کیا تھا۔ مرشدِ برحق نے ارشاد فرمایا کہ اس جگہ کے فیوض و برکات بیان سے باہر ہیں حضرت قبلۂ عالم، قطبِ ارشاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عہدِ کرامت عہد میں ان کا اسمِ گرامی عبدالملک تھا۔ جس کا منصب یہ ہے اس کا نام یہی ہوتا ہے۔

اس کے بعد مرشدِ گرامی قدر نے ارشاد فرمایا کہ اس فقیر کے پیروں میں جب تک چلنے کی طاقت اور جسم میں توانائی رہی تو خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس کی محفل میں پیدل سفر کر کے حاضر ہوتا تھا۔ ایک روز جب میں عرس شریف میں حاضر تھا تو حضرت قبلۂ عالم (خواجہ محمد زبیر) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ عبادت کی کثرت کرو کیونکہ یہ راہِ عبادت سے اور اس سے تصرف واختیار کے دروازے کھلتے ہیں۔

اس کے بعد آپ کے حضور حضرت امام ربانی، مجدد الف ثانی قدسنا اللہ تعالیٰ باسرار السامی کے مکتوبات شریف کا درس شروع ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ معارف (جو مجددِ اعظم نے بیان فرمائے) بہت بلند ہیں جو عارفوں کے فہم اور عقلمندوں کی عقل وخرد سے بھی وراء الورا ہیں۔

؎ وہ تلوار کہ جس کی ادب نے قتل ہونے والوں کے جرم کو دھو ڈالا۔ مجھے بھی اس کا دلنشین زخم پہنچا ہے (اس لئے) اس کے منہ کو بوسہ دیتا ہوں۔

marfat.com

ہندوستان میں رونق افروز ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں حد سے زیادہ قبولیت حاصل ہوئی اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہندوستان کے بادشاہ سے وہ اپنی املاک کے لئے زمین مانگنے آئے تھے، یہ بات سراسر خلافِ عقل معلوم ہوتی ہے کیونکہ دلبعید ہے کہ) ایسا تارکِ دنیا دولت مندوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرے۔ بھلا وہ اراضی کے قبضے سے کس طرح راضی ہو سکتا ہے۔

ہر کہ زمینِ خودی قطع کند بہر دوست[۱]
او چہ کند ملک را، ملکِ خدا ملکِ اوست

گیرم کہ سریرت از بلور و لیشم ست[۲] | سنگے داند ہر آنکہ او را چشم ست
ایں مسندِ قاقم و سمور و سنجاب | در دیدۂ بوریہ نشیناں پشم ست

یہ بھی فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ وہ معین الدین نامی شخص اور تھا جو سلطانِ ہند کی خدمت میں زمین حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوا تھا ——— آپ نے یہ بھی فرمایا کہ عارفِ کامل حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ جس شخص کا ہاتھ پکڑتے اور مصافحۂ بیعت کرتے تو اس وقت اسے فنائے قلبی کے مقام پر پہنچا دیتے تھے۔ ایک روز ان کی خدمت میں ایک فاسق آدمی آیا اور کہنے لگا کہ مجھے بیعت فرما لیجیے۔ انہوں نے فرمایا کہ پہلے تم اپنا ظاہر تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شریعتِ مطہرہ سے آراستہ کرو اور اس کے بعد ہماری خدمت میں حاضر ہونا۔ وہ بددل ہو کر لوٹ گیا۔ حضرت شیخ کو الہام ہوا کہ یہ تم نے کیا کیا کہ ہمارے طالب کو اپنے دروازے سے خالی ہاتھ لوٹا یا اور

---

[۱] جس نے دوست کی خاطر اپنا ملک قطع کر دیا ہو وہ ملک لیکر کیا کرے گا جبکہ خدا کا ملک اُس کا ملک ہے۔

[۲] مَیں نے فرض کیا کہ تیرا تخت بلّور اور ریشم کا ہے: صاحبِ نظر اسے پتھر گردانتا ہے۔ یہ قاقم، سمور اور سنجاب کی مسندِ بوریہ نشینوں کی نظر میں بے وقعت ہے۔

marfat.com

کہ شیخ کامل ایک ولایت سے دوسری ولایت میں پہنچا دیتا ہے جیسا کہ خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فرزندِ اکبر یعنی مظہر تصدیق، مورد تحقیق کاشف اسرار دقائق، واقف اسرار حقائق، وارث الانبیاء والمرسلین، سید الاصفیا والصدیقین، عالم و عامل، فارق الحق والباطل، مفخر الخلائق شیخ محمد صادق رحمۃ اللہ الخالق کی جانب توجہ اور ہمت فرمائی تو ولایتِ موسوی سے ولایتِ محمدی علی صاحبہا الصلوات والتحیات میں پہنچا دیا تھا۔

مرشدِ گرامی قدر نے یہ بھی فرمایا کہ میرے دادا یعنی قطب الاقطاب، غوث الشیخ والشاب عارف آگاہ، مجاہد فی سبیل اللہ، سیاحِ بحارِ لاہوت، طیارِ جوِّ لاہوت، قطب رحی الوجود، سالک صراط المقصود، مرکزِ دائرہ خلت و قیومیت، مورد فیض محبت و محبوبیت، العابد الزاہد شیخ محمد عابد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وارضاہ عنا نے جناب قیومِ زماں محبوب رحمٰن، شمس فلکِ ولایت، نجم سماء ہدایت، غواصِ لجۂ ہویت، سیار معارج الوہیت، عنقار قافِ قربت، طاؤس ریاضِ محبت، منظہر برکات یزداں حضرت مولانا و قبلتنا و ملا دینا مرزا جانِ جاناں علیہ الرضوان کو توجہ فرما کر ولایتِ موسوی سے ولایتِ محمدی علی مصدرہا الصلوٰۃ والسلام میں پہنچا دیا اور حضرت پیر و مرشد نے یہ بھی مشاہدہ فرمایا کہ ہم جناب سید البشر علیہ الصلوٰۃ اللہ الملک الاکبر کے حضور بیٹھے تھے۔ اس کے بعد دیکھا کہ جس جگہ میں ہوں وہاں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں اور جہاں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں وہاں میں بھی ہوں۔ اس کے بعد دیکھا کہ دونوں جگہ وہ بدر الدجیٰ علیہ صلوات اللہ الملک الاعلیٰ جلوہ افروز ہیں۔ میں کسی جگہ نہیں۔ اس کے بعد مشاہدہ کیا کہ دونوں جگہ یہ میں ہوں۔

۴۴

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۱ھ بدھ

یہ گنہگار محفلِ فیض بار میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ جو طالب شیخ کی خدمت میں

marfat.com

اس کے بعد ذکرِ قلبی، نگہداشتِ خاطر، وقوفِ قلبی اور مراقبۂ احدیت کی تلقین فرمائی کہ طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کا معمول ہے اور مرشدِ برحق کا یہی معمول ہے کہ طالب جس طریقے میں بیعت ہونا چاہے اسی میں کر لیتے ہیں لیکن اذکار و مراقبات اُسے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے مطابق تلقین فرمائے جاتے ہیں اور طریقہ عالیہ مجددیہ کی خصوصیت ہی یہ ہے کہ اس میں ہر طریقے کے اندر بیعت کر سکتے ہیں لیکن سلوک کی منازل طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے مطابق طے کرائی جائیں گی۔

اس کے بعد مرشدِ برحق نے ایک دوسرے شخص کو نقشبندی طریقے کے اندر بیعت فرمایا اور حسبِ سابق شیرینی پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں کی ارواح کو ثواب پیش کرنے کی غرض سے فاتحہ پڑھی اور صرف تین مرتبہ اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ۔ پڑھ کر دُعا کی کہ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔ اور یہ بھی دُعا کی کہ یا الٰہی! حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت شریفہ سے اس شخص کو وافر حصہ مرحمت فرما۔ اس شخص نے اسی وقت اس نسبت شریفہ کا پورا پورا اثر اپنے اندر محسوس کیا اور بہت سے فیوض و برکات محسوس کیے۔ کیوں نہ ہو۔

ع نگاہِ پاکبازاں کیمیا ہست

۴۶

۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۱ھ ـــــ جمعۃ المبارک

یہ فدوی حضورِ پُرنور میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق ایک شخص کو نماز کی ادائیگی کے بارے میں نصیحت فرما رہے تھے کہ نماز خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھنی چاہیئے اور قومہ و جلسہ اطمینان کے ساتھ ادا کیے جائیں جو امام اعظم ابو حنیفہ[۱] رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے مذہب میں

[۱] آپ کا اسمِ گرامی نعمان بن ثابت اور کنیت ابو حنیفہ ہے۔ آپ امتِ محمدیہ کے سراج ہیں صحابۂ کرام کے بعد ساری امت میں اتنے فضائل و کمالات کی جامع دوسری ہستی نظر نہیں آتی۔ علومِ دینیہ میں آپ کے فکر کی پرواز اتنی بلند ہے کہ نظر کی کوتاہی کے باعث کتنے ہی لوگ آپ کے خصائص کا انکار ہی کر بیٹھے۔
(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

marfat.com

مرشدِ برحق نے زبانِ گوہر فشاں سے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ایک روز اچانک میرے مشامِ جان تک ایسی خوشبو پہنچی کہ مَیں مست اور بے ہوش ہو گیا اور سارا مکان معطر ہو گیا جب اس ہوش رُبا اور فرحت افزا حالت سے باہر آکر میں نے اُوپر کی جانب دیکھا تو مشاہدہ کیا کہ میرے اوپر ایک منوّر و مطہر و معطّر رُوح جلوہ نما ہے اور اس کے انوار آفتاب کی کرنوں کے مانند گرد و پیش کو منور کیے ہوئے ہیں۔ وہ جلوۂ بالا و زیبا فیوض و برکات کے زیور سے جگمگا رہا تھا۔ مَیں حیران ہوا کہ یہ کیا ہے اور متعجب ہُوا کہ یہ کون ہے۔ اس بھید سے آگاہ نہ فرمایا اور نام و نشان سے مطلع نہ کیا۔ اس کے بعد دِل میں خیال گزرا کہ اس قدر جمال شاید جناب سیّد البشر علیہ صلوٰۃ اللہ الملک الاکبر کی رُوح پُر فتوح کے ظہور کا ہو یا یہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی رُوحِ پاک ہو۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ مرشدِ برحق کی یہ خصوصیت ہے کہ اکثر اوقات سارا دولت خانہ معطّر ہو جاتا ہے اور اہلِ مجلس بھی اس خوشبو کو سونگھتے تھے جو عطر خس کے مانند ہوتی ہے

اس روز خانقاہ عرش اشتباہ میں بعض لوگوں کے درمیان ایک جھگڑا ہو گیا تھا مرشدِ برحق نے فرمایا کہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی رُوحِ پاک تشریف فرما ہوئی اور ارشاد فرمایا ہے کہ جو خانقاہ میں جھگڑا کرے اُسے باہر نکال دیا جائے۔

۴۷

۲۸ جمادی الاُولیٰ ۱۳۲۱ھ ——— ہفتہ

یہ غلام قبلہ انام کے حضور حاضر ہُوا۔ اس وقت مکتوبات قدسی آیات (مکتوبات امام ربانی) کا درس ہو رہا تھا۔ مرشدِ برحق کا ہمیشہ سے یہ معمول رہا ہے کہ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا کلام فیض نظام عصر کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ حضرت پیر و مرشد متوجہ ہو کر مراقبہ کی حالت میں بیٹھتے اور یہ مکتوبات شریفہ سماعت فرماتے ہیں۔ آپ نے زبانِ گوہر فشاں سے ارشاد فرمایا کہ اِن مکتوبات قدسی آیات سے مَیں نے اِس طرح فیض حاصل کیا ہے جس طرح مرید

marfat.com

محمد سعید و خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما اور حضرت پیر و مرشد مرزا مظہر جانِ جاناں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا یہی معمول تھا کہ لوگوں کی باری مقرر تھی۔ ——— یہ بھی فرمایا کہ ایک روز مجھے الہام ہوا تھا کہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے خلفاء دکن کی جانب بھیجے تھے تم اپنے خلفاء کو کابل، بخارا اور قندھار کی طرف بھیجو۔

۴۸

۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۱ھ ——— اتوار

بندہ حضورِ والا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مولوی شیر محمد صاحب سے ارشاد فرمایا کہ تمہیں عروج سے نزول زیادہ واقع ہوتا ہے۔ پس چاہیئے کہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا کرو اور سو مرتبہ پڑھنے کے بعد کلمہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا کرو۔ اس سے عروج زیادہ ہوگا۔ ——— یہ بھی فرمایا کہ جس سالک کو عروج زیادہ ہو تو اُسے چاہیئے کہ تہلیل لسانی کے اندر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ ہر بار مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو ملا کر پڑھے کہ نزول زیادہ ہو جائے اور جس کو نزول و عروج مساوی ہوں تو کلمہ طیبہ کے ورد میں دس مرتبہ پڑھنے کے بعد یا پندرہ بار پڑھنے کے بعد کلمہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھے۔ اس طرح پڑھنے سے حصولِ عروج و نزول کے بارے میں بہت مفید ہے۔ مرشدِ برحق نے یہ بھی فرمایا کہ ایک روز میں اپنے غریب خانہ میں بیٹھا ہوا تھا اور حضرت پیر و مرشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفائے اعظم سے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور حضرت محمد احسان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما اس مجلس میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک شخص آیا اور رونے لگا کہ معاشی اخراجات کے لئے حضرت مولوی ثناء اللہ سنبھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے سب کے لئے یومیہ ایک سو روپیہ مقرر کیا ہے۔ جو حضرات مجلس میں تشریف فرما تھے۔ کہنے لگے کہ ایسی عام رقم (خانقاہوں کے لئے) حرام کے قریب ہے۔ کہ اس طرح روپوں پر تصرف کرنے سے باطن میں ظلمت پیدا ہوگی۔ حضرت محمد احسان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گویا ہوئے کہ حضرت امام ربانی۔

marfat.com

۵۰

غرہ (پہلی) جمادی الآخرہ ۱۲۳۱ھ ——— منگل

بندہ خدمتِ عالی میں حاضر ہوا۔ بھوک کا ذکر ہوا جو عاشقوں کی خوراک ہے۔ مرشدِ برحق نے حدیث شریف پڑھی کہ سرورِ کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی شکم سیر ہو کر کھانا تناول نہیں فرمایا تھا اور اسی طرح صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فاقہ کشی کیا کرتے تھے۔ اولیائے متقدمین نے بھی سخت ریاضتیں کیں اور شدید مجاہدے کئے، یہاں تک کہ درخت کے پتے اور گھاس کی جڑیں اُن کی خوراک ہوتی۔ پھٹے پرانے کپڑے جو راستوں میں پڑے ہوتے انہیں پاک کرکے اپنا لباس بنا لیتے تھے بعض پندرہ روز کے بعد کھاتے اور بعض ایک ایک ماہ تک کچھ تناول نہ فرماتے۔ کسی نے ساٹھ سال تک زمین سے کمر نہ لگائی اور کوئی چالیس سال تک نہ سوئے۔

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے طریقہ میں میانہ روی کو اختیار فرمایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نصف خوراک سے کم نہیں کھانا چاہیئے تاکہ عبادت کی طاقت جاتی نہ رہے ——— حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دُودھ۔ گھی اور سالن وغیرہ جو چیزیں روٹی کے ساتھ کھائی جاتی ہیں انہیں بھی نصف خوراک میں شمار کرنا چاہیئے۔

مرشدِ برحق نے یہ بھی فرمایا کہ اپنے حال کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حالت پر قیاس نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمہارے جیسا آدمی نہیں ہوں بلکہ میں تو اپنے پروردگار کے حضور کھاتا پیتا ہوں۔

۵۱

۲، جمادی الآخرہ ۱۲۳۱ھ ——— بدھ

غلام محفل فیض منزل میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کو چاہیئے وہ حق سُبحانہٗ و تعالیٰ کے سچے وعدوں پر نظر رکھتے ہوئے اسبابِ ظنّیہ و وہمیّہ کی طرف

پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی
کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی[1]

۵۳

۴ جمادی الآخرہ ۱۲۳۱ھ ——— جمعۃ المبارک

فقیر اپنے فیض مآب حضرت پیر دستگیر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نمازِ عصر کے لئے مسجد میں تشریف فرما تھے۔ نماز کے بعد مُلّا گل محمد غزنوی نے کسی شخص کی بات کی۔ آپ نے سخت ڈانٹ ڈپٹ کی اور فرمایا کہ بارگاہِ رب العزت میں حاضر ہو کر بے ادب نہیں ہونا چاہیئے اور خدا کے سوا دوسرے کی جانب توجہ نہیں کرنی چاہیئے۔ دنیاوی بادشاہوں کے کیسے آداب ملحوظ رکھے جاتے ہیں تو حقیقی بادشاہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر تو بہت زیادہ عاجزی پیش کرنی چاہیئے اور آدمی خود کو عدم محض شمار کرے اور اپنی ہستی کو مٹا کر دربار پہ آنا چاہیئے۔

مرشدِ گرامی قدر نے یہ بھی فرمایا کہ صوفی کے لئے لازم ہے کہ نماز میں اس بات کو ملحوظ رکھے کہ قیام میں کیا کیفیت حاصل ہوئی، رکوع میں کونسے انوار طاری ہوئے، سجدے میں کیا اسرار کھلے۔ قعدہ میں کیا فیض وارد ہوا اور نماز کے بعد غور کرے کہ نماز ادا کرنے سے کونسے برکات حاصل ہوئے ہیں۔

اس کے بعد مکتوبات قدسی آیات کا درس شروع ہوا۔ مرشد برحق نے مشکل مقامات کے بڑے اسرار اور گہری باتیں بیان فرمائیں ——— اسی اثنا میں میر قمر الدین سمرقندی عرض گزار ہوئے کہ آیا صورتِ حال یہی ہے کہ فنا کے لئے عود ہے لیکن عدم کے لئے عود نہیں ہے۔ مرشدِ گرامی قدر نے فرمایا کہ وجودِ عدم کے لئے عود ہے لیکن وجودِ فنا کے

---

[1] تیس سال کے بعد خاقانی پر یہ معنی ظاہر ہوئے ہیں کہ ایک لمحہ با خدا رہنا ملک سلیمانی سے بہتر ہے

چاہیئے :- اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاشْفِنِیْ شِفَآءً لَّا یُغَادِرُ سُقْمًا وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ——— آپ نے یہ بھی فرمایا کہ کلام سے متکلم کی نسبت ظاہر ہوتی ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ قبل ازیں مولوی بشارت اللہ صاحب کا خط آیا تھا اور اس میں انہوں نے اپنے باطنی احوال اول سے آخر تک تحریر کیے تھے اور میاں احمد یار صاحب، جو صحیح ادراک رکھتے ہیں، وہ اس وقت موجود تھے جب مَیں نے وہ خط پڑھا تو تحریر کردہ تمام مقامات کی نسبت ظاہر ہوئی، چنانچہ میاں احمد یار صاحب نے بھی معلوم کیا۔ (یا انہیں بھی معلوم ہوگیا) اس کے بعد مرشدِ گرامی قدر نے فرمایا :-

میاں ابوسعید صاحب ہم در احوالِ باطنِ خود رسالہ تحریر نمودہ اند من آں را من اوّلہٖ الیٰ اٰخرہٖ دیدہ ام مطابق مکتوبات شریف حضرت امام ربّانی ست۔ (ص-۷۰)	میاں ابوسعید صاحب نے بھی اپنے باطنی احوال میں ایک رسالہ تحریر کیا ہے میں نے اسے اوّل سے آخر تک دیکھا ہے اور وہ حضرتِ امامِ ربّانی مجدّدِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوباتِ شریف کے مطابق ہیں۔

اس کے بعد مرشدِ گرامی قدر نے ارشاد فرمایا کہ مَیں نے مولانا خالد رومی سے بھی کہا ہے کہ وہ اپنے باطنی احوال تحریر کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی لکھ کر بھیجیں گے۔ اور

لہ اے اللہ! مجھے بخش دے۔ مجھ پر رحم فرما اور دنیا و آخرت میں مجھے عافیت دے اور مجھے ایسی شفائے عاجلہ عطا فرما جو کوئی روگ باقی نہ رہنے دے اور تو سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔ ہم میں نہ طاقت ہے نہ قوت مگر ساتھ اللہ کے جو بہت بلند اور عظمت والا ہے۔

marfat.com

قلب بدلنے سے باز رہے اور فنا و بقا حاصل رہے تو تلونیات سے نکل کر تمکین کے ساتھ پیوست ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد لطیفۂ نفس کی سیر میں بھی تلونیات آتی ہیں اور مختلف قسم کے احوال سامنے آتے ہیں۔ جب اِس بوقلمونی سے باز رہ کر فنا و بقا تک پہنچے تو تلوین بھی تمکین میں داخل ہو جاتی ہے اور اس کے بعد لطیفۂ قالب پر احوال و اسرار آتے ہیں اور تلونیات پیدا ہوتی ہیں لیکن عالمِ امر کے لطائف کو تلوین سے رہائی اور تمکین تک رسائی نہیں ہے اور اگر ایسا ہے تو بیعت کے ذریعے ہے براہِ راست نہیں۔

۵۵

۶ جمادی الآخرہ ۱۲۳۱ھ ـــــــ اتوار

غلام بحضور فیض گنجور حاضر ہوا۔ ایک آدمی مکہ معظمہ سے مرشدِ برحق کی شہرت سُن کر آیا ہوا تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ آپ کیا سن کر آئے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ میں بیت اللہ شریف میں تھا اور ایک قافلہ بغداد شریف سے وہاں آیا ہوا تھا۔ قافلہ والوں نے حرم شریف میں ذکر کیا کہ بغداد شریف میں ایک متبحر عالم، مولانا خالد رُومی ہیں۔ انہوں نے ہندوستان جا کر حضرت قیومِ زماں، غوثِ جہاں، کاشفِ اسرارِ خفی و جلی مولانا غلام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طریقۂ نقشبندیہ حاصل کیا اور اُن سے خرقۂ خلافت پہنا ہے۔ مُلکِ رُوم میں وہ شہرہ آفاق ہیں۔ رُوم کے علماء و اکابر ان کے ہاتھ پر بیعت ہو چکے ہیں۔ اس بات کے سُننے سے آپ کی زیارت کا شوق دِل میں کروٹیں لینے لگا اور آخر کار عنایتِ خداوندی سے اِس آستانِ فیض نشان تک پہنچ گیا ہوں۔

۵۶

۷ جمادی الآخرہ ۱۲۳۱ھ ـــــــ پیر

محفلِ فیض منزل میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ نقشبندی نسبت کا مطلب ہمیشہ حضور و آگاہی اور دِل سے خطرات کا گم ہونا ہے۔ اِس شرف والے طریقے کے اکابر

marfat.com

کہ بعض اولیاء اللہ کو بارگاہِ خداوندی سے کمال زہد و ریاضت اور ترک و تجرید میں پختگی حاصل ہوتی ہے اور زیادہ تر حضرات کو کثرتِ عبادت کے سبب اللہ جل شانہٗ کا قرب میسر آتا ہے لیکن اہلِ عبادت کا مقام صاحبانِ توکل و زہد و ریاضت سے عالی ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ جس کا یقین زیادہ ہو اس کا مقام بلند ہوتا ہے۔

مرشدِ برحق نے فرمایا کہ حضرت شاہ گلشن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحبِ کشف و کرامات و زہد و ریاضات تھے۔ عمرِ عزیز کے تینتیس سال گودڑی میں گزارے تھے۔ تین روز کے بعد تھوڑا بہت کھاتے تھے۔ اُن کی خوراک خربوزہ اور تربوز وغیرہ کے چھلکے ہوتے یعنی جو چیز بھی اس موسم میں ہوتی اور جنہیں (چھلکوں کو) لوگ کوچہ و بازار میں پھینک دیا کرتے ہیں۔ یہ اٹھا کر پاک کرتے اور کھا لیتے اور جامع مسجد (دہلی) میں اقامت رکھتے تھے۔ جب پیاس زیادہ تنگ کرتی تو دو تین چلّو پانی حوض سے پی لیتے اور وہ بہت نمکین تھا۔

ایک روز کوئی فاحشہ عورت حسنِ کمال سے آراستہ اور جمال سے پیراستہ تھی۔ اپنے مکان کی کھڑکی سے جھانک رہی تھی۔ یارانِ طریقت جو مجلس میں موجود تھے، عرض گزار ہوئے کہ اس عورت پر توجہ فرمایئے کہ راہِ ہدایت پر آجائے۔ انہوں نے بات ٹال دی۔ جب احباب نے زیادہ اصرار کیا تو انہوں نے توجہ فرمائی اور اللہ جل شانہٗ کے حکم سے دو تین گھنٹے کے بعد وہ عورت سابقہ لباس بدل کر، سر کے بل فقیرانہ بنا کر اور گودڑی پہن کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوگئی اور سابقہ گناہوں سے توبہ کرکے بیعت ہوگئی اور اخلاص کے کان میں بندگی کا حلقہ ڈال لیا (یعنی آپ کے پیروکاروں میں شامل ہوگئی)۔

اسی زمانہ میں حضرت قیومِ زماں، قبلۂ عالم خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ مسندِ ارشاد و سادۂ ہدایت کو اُن کے وجودِ مسعود سے زینت مل رہی تھی۔ آپ صاحبِ عبادت کثیرہ تھے۔ نمازِ مغرب کے بعد صلوٰۃِ اوّابین پڑھتے اور اس کے اندر قرآن کریم کے دس پاروں کی قرأت کرتے۔ اس کے بعد لوگوں کا حلقہ قائم کرکے توجہ فرماتے۔ آدھی رات کے

marfat.com

حضرت قبلۂ عالم کی خدمت میں استفادہ کی غرض سے جائیں اور جہاں وہ تشریف رکھیں وہاں کسی کو مرید کرنا میرے لیے جائز نہیں ہے۔

اسی دوران میں آپ نے اولیائے متقدمین کی ریاضتوں اور مجاہدوں کا ذکر فرمایا اور بڑے افسوس کے ساتھ فرمایا کہ ہمارے ہاتھ تو کچھ بھی نہیں آیا۔ اس کے بعد مقامِ شکر میں آکر فرمایا کہ خدا کے فضل سے اگر کوئی شخص یہاں آئے اور ہمارے فرمودات کے مطابق کام کرے اس پر کتنی ہی چیزیں وارد ہوں گی اور یہ شعر پڑھا۔

عاشق کجا کہ یار بجانش نظر نکرد ؎

اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست[1]

۵۸

۹ رجمادی الآخرہ ۱۲۳۱ھ ـــــ بُدھ

حضورِ والا میں حاضر ہوا۔ طالبین میں خطرات اور وسوسوں کا ذکر آیا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ دل میں جو خطرے اور وسوسے آتے ہیں اُن کی چار قسمیں ہیں:-

(۱) شیطانی (۲) مَلکی

(۳) نفسانی (۴) حقانی

وہ وسوسے اور خطرے جو شیطانی ہوتے ہیں۔ بائیں جانب سے آتے ہیں اور مَلکی دائیں جانب سے۔ نفسانی اوپر سے کیونکہ دماغ اوپر ہے اور حقانی فوق الفوق سے دل پر نزول کرتے ہیں۔

یہ بھی فرمایا کہ سرورِ کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خطرات کے بارے میں ارشادِ گرامی ہے کہ ذَالِكَ مِنْ كَمَالِ الْإِيْمَانِ۔ یعنی اِن خطرات کا آنا کمالِ ایمان کا

---

[1] عاشق کہاں ہے کہ یار نے اسکی جان پر نظر نہ کی ہو۔ اے خواجہ! درد ہی نہیں ہے ورنہ طبیب تو ہے۔

marfat.com

بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفتہ بودم باللہ العلی العظیم خواجہ را دیدم کہ از مزارِ خود بیروں آمدہ استقبال من نمودند و بسیار نوازشہا فرمودند۔ (ص ۷۴)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پرانوار پہ حاضر ہوا۔ خدائے بزرگ و برتر کی قسم میں نے حضرت خواجہ کو دیکھا کہ اپنے مزار سے باہر آئے ہیں اور میرا استقبال کیا اور خوب نوازشیں فرمائیں۔

۶۰

۱۱ر جمادی الآخرہ ۱۲۳۱ھ جمعۃ المبارک

حضور عالی میں حاضر ہوا۔ اس وقت بزرگوں کے وفات پانے کا ذکر آیا۔ مرشد برحق نے فرمایا کہ میرے والدِ ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلسلہ عالیہ قادریہ سے منسلک تھے۔ جب ان کے وصال کا وقت قریب آیا تو فرمانے لگے کہ حضرت غوث الاعظم، محبوب سبحانی، سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں۔ بلکہ اپنے دستِ مبارک سے اشارہ کرکے فرمایا کہ حضرت غوث الاعظم یہ کھڑے ہیں اور جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ اللہ تعالیٰ اُن کی قبر کو منور فرمائے اور اُن کی خواب گاہ کو ٹھنڈی رکھے اور آپ نے اُن کی بہت سی کرامتیں اور خوارق بیان فرمائے۔

۶۱

۱۲ر جمادی الآخرہ ۱۲۳۱ھ ہفتہ

حضور فیض گنجور میں حاضر ہوا۔ مرشد برحق نے ارشاد فرمایا کہ مولوی بشارت اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) قسم کے ساتھ موکد کرکے کیا فرمارہے ہیں۔ کیا اولیاء اللہ کو ماننے والوں کے لئے (۱) مزاراتِ اولیاء کی حاضری (۲) حیات انبیاء و اولیاء (۳) سماعِ موتیٰ (۴) تصرفِ اولیاء (۵) استمداد از مقربین بارگاہِ الٰہیہ —— یہ مسائل اختلافی ہیں؟ ان مسائل میں اختلاف وہی کرتے ہیں جن میں نہ کوئی ولی ہوا اور نہ قیامت تک ہو سکتا ہے، لہٰذا وہ اِن امور پر یقین کریں تو کیا دیکھ کر اسی لئے منکر ہو بیٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت بخشے۔ آمین۔

marfat.com

مرشدِ گرامی قدر نے فرمایا کہ جب تک یہ ساتوں لطائف طے ہوتے ہیں اس وقت تک طریقۂ عالیہ مجدّدیہ کے سلوک کا نصف راستہ طے ہو جاتا ہے اور جو نصف باقی رہ گیا، یہ مرتبہ کے لحاظ سے بہت وسیع اور نہایت عالی ہے اور یہ کمالات ثلاثہ و حقائق سبعہ سے عبارت ہے کہ جن کی تفصیل حضرت امام ربانی، مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات قدسی آیات میں مدلّل و مفصّل مذکور ہے۔

۶۳

۱۴ر جمادی الآخرہ ۱۲۳۱ھ — پیر

بندہ محفل فیض منزل میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق اس وقت قرآن کریم کا درس دے رہے تھے اور حقائق کے چمکدار موتی تحقیق و تدقیق کی لڑی میں پرو رہے تھے۔ ایک شخص عرض گزار ہوا کہ آپ اس وقت علم میں حضرت مولوی عبدالعزیز صاحب سے بڑھ کر ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

تو بہ۔ ایشاں بحرِ علم و دریائے بیانند از گل گلدستہ مہیا می سازند و من از گل غنچہ میکنم۔ (ص ۷۶)	تو بہ۔ وہ علم کے سمندر اور بیان کے دریا ہیں۔ پھول سے گلدستہ تیار کرتے ہیں اور میں پھول کو غنچہ بناتا ہوں۔

۶۴

۱۵ر جمادی الآخرہ ۱۲۳۱ھ — منگل

یہ غلام اس قبلۂ انام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز حضرت شاہ گلشن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک آدمی دروازے سے اندر داخل ہوا۔ آپ اس کی تعظیم کے لیے سرو قد کھڑے ہو گئے۔ لوگ حیران رہ گئے اس کے بعد آپ نے اس ذمی آدمی سے پوچھا کہ تیرے اندر سے مجھے اپنے مرشد کی بو آتی ہے۔ وہ شخص عرض گذار ہوا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے ماسوائے ان کی ایک کتاب ہے۔

marfat.com

۶۵

۱۶ر جمادی الآخرہ سنہ ۱۲۳۱ھ ـــــ بدھ

بندہ حضور سراسر نور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت غزنی اور بخارا کے کچھ حضرات جو حضور پُر نور میں حاضر تھے۔ واپسی کی اجازت مانگتے تھے۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ تم میں سے ایک صاحب کچھ عرصہ کے لئے یہاں ٹھہر جائیں تاکہ وہ پوری طرح باطنی نسبت حاصل کر کے اپنے وطن کو جائیں۔ شیخ گل محمد غزنوی بھی اس مجلس میں حاضر تھے۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ گل محمد کو دیکھئے کہ یہ پیرِ بخارا ہو گئے ہیں۔ جب یہ یہاں آئے تھے تو قرآن ناظرہ بھی نہیں پڑھا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور پیرانِ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی نظرِ عنایت سے تھوڑی سی مدت میں قرآنِ مجید ختم کر لیا۔ علمِ فقہ بھی حاصل کیا اور پوری قوت سے نسبت باطن پیدا کر کے مجھ سے خرقۂ خلافت حاصل کر لیا ہے اور بخارا شریف میں مسندِ ارشاد پر فائز ہو کر لوگوں کی رشد و ہدایت کا سبب بنے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے یہ شعر پڑھا۔

بنشیں بگدایانِ درِ دوست کہ ہر کس
بنشست بایں طائفہ شاہی شد و برخاست ؎

۶۶

۱۷ر جمادی الآخرہ سنہ ۱۲۳۱ھ ـــــ جمعرات

محفل فیض منزل میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ جب نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے اور بُری عادتیں نیکیوں میں بدل جاتی ہیں تو اس وقت کیفیت یہ ہوتی ہے۔

شاہی شدہ بر تخت صدر می نشیند

اور یہ حالت ولایت کبریٰ کا دائرہ طے کرنے کے بعد میسر آتی ہے جو تین دائروں اور ایک

؎ درِ دوست کے گداگروں کے پاس بیٹھو۔ جو اس گروہ کے پاس بیٹھتا ہے، وہ بادشاہ بن کر اٹھتا ہے۔

marfat.com

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں اِلَّا اللّٰہُ کی جگہ اِلَّا اَنَا کہہ رہے ہوتے ہیں کیونکہ جب تک فنائے نفس حاصل نہ ہو جو انانیت کے ختم ہونے کا نام ہے۔ اس وقت تک اِلَّا اللّٰہُ سے اِلَّا اَنَا ہی سمجھا جائے گا۔

حضرت عُروۃ الوثقیٰ، خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ایک روز میں نے بارگاہ خداوندی میں بڑی گریہ وزاری کی تاکہ انانیت کی فنا حاصل ہو جائے تو میں نے مشاہدہ کیا کہ بہت سارے زنّار میری گردن سے اُتر کر لوٹ رہے ہیں۔ اس کے بعد میں اپنے والد و مرشد، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ سارا ماجرا عرض کیا۔ حضرت والد ماجد نے فرمایا کہ فنائے کامل ابھی حاصل نہیں ہوگی۔ کافی عرصے کے بعد طواف بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی اور اس جگہ اللہ جل شانہٗ کے فضل و کرم سے یہ دولت عظمیٰ اور بخشش کبریٰ حاصل ہو گئی والحمد للہ والمنۃ کہ اس سعادت کے حاصل ہونے سے جو کلمہ طیبہ میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنَا میں گرفتار تھا، اُس سے باہر نکل کر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں مشغول ہو گیا ہوں۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

اس کے بعد مرشدِ برحق نے فرمایا کہ بُرے اخلاق اور صفات بشریت کو بدلنے اور انانیت کو دُور کرنے کی خاطر کلمہ طیبہ کی تکرار اور ذکر کی کثرت چاہیئے۔ جب اللہ جل شانہٗ کے انوار غالب آئے تو سالک کو اخلاق و اوصاف میں شکستگی حاصل ہو گی۔ آیہ کریمہ: اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً[1]۔ بھی اسی معنی کی جانب اشارہ کرتی ہے۔

---

[1] بیشک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں۔ اُسے تباہ کر دیتے ہیں اور اس کے عزت والوں کو ذلیل کرتے ہیں۔ (سورۃ النمل، آیت ۳۴)

marfat.com

ایک بازاری آدمی کے سر پہ آ بیٹھا حالانکہ وہ شخص طریقہ کی اجازت کے لائق اور خلافت کے قابل نہیں تھا۔ لیکن اس بزرگ کے فرمان کے مطابق لوگوں نے اس سے کہا کہ خرقہ خلافت کی تمہارے لئے وصیت فرمائی گئی ہے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ میں تو بازاری آدمی ہوں اس کام کا اہل نہیں ہوں۔ آخر کار صاحب کمال لوگوں کے کہنے پہ وہ بات کو سمجھ گیا اور کہنے لگا کہ میں بازار میں جا کر اپنے لین دین صاف کر کے ابھی واپس آتا ہوں۔ پس وہ شخص بازار گیا اور اپنے تمام معاملے طے کر کے واپس لوٹا اس بزرگ کا خرقہ و دستار زیب تن کر لیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اُسے باطنی نسبت سے سرفراز فرما دیا۔

مرشدِ برحق نے یہ بھی فرمایا کہ شاہ عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بزرگ آدمی تھے اور ترک و تجرید میں راسخ قدم تھے۔ اکثر اوقات بیل پہ سواری کیا کرتے تھے۔ چار روٹیاں اور پنیر کا ٹکڑا سر پہ باندھ لیتے۔ چوپاؤں کی کھال کا لباس پہنتے تھے۔ ان سے کتنی ہی کرامات کا صدور ہوا۔ اُن کے بعد اُن کا فرزند جانشین ہوا۔ لوگوں کا رجوع ان کی جانب ہو گیا۔ اُن کے مریدوں میں سے شاہ حسین نامی ایک شخص اپنے پیر زادے کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب بہت مجمع تھا اور عرض گزار ہوا کہ اگر حضرت پیر و مرشد کا کھال والا لباس مجھے مرحمت فرما دیں تو میں اُمیدوار ہوں اور کئی بار یہ مطالبہ دُہرایا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ تو دیوانہ ہے جو جھلنگا مانگتا ہے۔ آخر وہ اسے دے دیا گیا۔ شاہ حسین نے اس جھلنگہ کو خلعتِ فاخرہ سے بہتر شمار کرتے ہوئے زیب تن کر لیا۔ اُسی وقت تمام لوگوں کی توجہ اس کی جانب ہو گئی اور اپنے پیر و مرشد کا قائم مقام ہو گیا —— اس کے بعد آپ کے حضور محبوبِ کبریا سرورِ ہر دوسرا، احمدِ مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ من الصلوات اتمہا و من التسلیمات اکملہا کے حلیہ مبارک کا ذکر آیا۔ مرشدِ برحق نے یہ شعر پڑھا۔

تصور تیکہ تو ئی کمتر آفریدہ خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا[1]

---

[1] آپ کی صورت کا اللہ تعالیٰ نے دوسرا پیدا نہیں فرمایا۔ آپ کی صورت کشی کر کے خدا نے اپنا قلم روک لیا۔

marfat.com

میرا فرزند ارجمند غلام محی الدین موجود ہے لہٰذا تمہیں میرے پاس آنے کی حاجت نہیں ہے۔

۶۹

۲۰ رجمادی الآخرہ ۱۲۳۱ھ ——— اتوار

یہ غلام اس حضور پُر نور، قبلۂ انام کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ مرشد برحق نے آداب فدویانہ پر نگاہِ خسروانہ اور اِس عاصی پُر معاصی پر اظہار لطف و کرم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ دو روز سے اس شخص کے لطیفۂ نفس پہ توجہ ڈال رہا ہوں۔ لطیفۂ مذکور کے انوار اس کی پیشانی میں دُور سے بھی دیکھے جا سکتے تھے ——— اس کے بعد مرشد برحق نے فرمایا کہ سبحان اللہ! حضرت مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عجیب نظر کرم ہے کہ جس مقام میں توجہ ڈالتا ہوں اسی وقت اس مقام کے انوار سالک پر ظاہر ہو جاتے ہیں۔ یہ سب پیرانِ عظام کی نظرِ عنایت ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

۷۰

۲۱ رجمادی الآخرہ ۱۲۳۱ھ ——— پیر

فدوی محفل فیض منزل میں حاضر ہو کر حضورِ والا کے دیدار فیض آثار کے شرف سے مستفیض ہُوا۔ مرشد برحق نے اس شکستہ و دلِ خستہ کی جانب خطاب مستطاب فرمایا کہ نسبتِ عالیہ میں کمال درجہ بیرنگی ظاہر ہوتی ہے اور ذوق و شوق کے سارے معاملے ولایت قلبی سے وابستہ ——— مرشد گرامی قدر نے یہ بھی فرمایا کہ طریقۂ عالیہ نقشبندیہ میں ذکر شرط ہے اور خطرات کی نگہداشت، وقوف قلبی، بازگشت نظرا اور مرشد کی توجہ اس راہ کے اعظم ارکان سے ہیں۔ اِس کے بعد آپ کے حضور ذکر آیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام علوم بسم اللہ کی بآء میں مندرج ہیں بلکہ بآء کے نقطے میں موجود ہیں۔ اس کے بعد آپ نے یہ رباعی پڑھی :-

marfat.com

ہیں جو ا۔

جامع جمیع صفات کمال و منزہ از نقصان و زوال ست (ص۲)	جو تمام صفات کمالیہ (کمال والی) کا جامع اور نقصان و زوال سے پاک ہے۔

اور صفات کا لحاظ رکھے بغیر (اسمِ ذات کا ذکر کرے) یعنی اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر و علیم و قدیر ہے۔ پس مولوی شاہ محمد عظیم صاحب نے عرض کیا کہ سمع و بصر و علم و قدرت کا لحاظ نہ رکھنے کی وجہ کیا ہے۔ اس پہ مرشدِ برحق نے ارشاد فرمایا کہ اس مراقبہ میں ذات کو ملحوظ رکھا جاتا ہے جو تمام صفات کی جامع ہے اور صفات میں سے کسی صفت کا لحاظ نہیں رکھا جاتا کیونکہ ذات تو مقصود بالذات ہے اور صفات کی طرف توجہ کرنا، جو مقصود بالعرض ہیں، مقصود حقیقی سے مطلوب بالعرض کی جانب مائل ہونا ہے۔

۴۷

۲۳ جمادی الآخرہ ۱۲۳۱ھ ——— بدھ

محفل فیض منزل میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نے ارشاد فرمایا کہ محبوب حقیقی کا ذکر کرنے والے اور مطلوب تحقیقی کی عبادت کرنے والے شب و روز پروردگار کی یاد میں مصروف ہیں اور رات دن عبادت میں اس دلِ افروز شمع کو مالوف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے ذکر کرنے والے کو دیکھتا ہے۔ افسوس! صد افسوس!! کہ ہم کھانے پینے کی فکر میں مشغول ہیں۔ پس مجھے یوں کہنا چاہیئے کہ جو کچھ میں کھاتا پیتا ہوں اللہ تعالیٰ اسے دیکھتا ہے۔

اس کے بعد آپ کے حضور فقیر کا ذکر آیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ فقیر وہ ہے جو مراد سے خالی ہو جائے اور فقیر وہ نہیں ہے جو زادِ راہ سے خالی ہو ——— بعدہٗ آپ کے حضور صبر و قناعت کا ذکر آیا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ حضرت خواجہ ناصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کمال درجہ صبر و قناعت رکھتے تھے۔ حوصلہ مندی کے پہاڑ تھے۔ فاقے پہ فاقے برداشت کرتے لیکن اپنی جگہ نہیں چھوڑتے تھے۔ اپنے دونوں زانوؤں کو رسی سے باندھ کر زمین پہ بیٹھا

marfat.com

- دیگر احوالے کہ از ذکرِ جہر و سماع بحصول می انجامد معتبر می دانند واین بزرگواران آنرا غیر معتبر می شمارند لہٰذا متصوفانِ دیگر معترض بر مکشوفاتِ ایشاں ہستند الحق کہ معارف ایشاں از فہم افہام اعلیٰ ہستند و از درک ادراک بالا۔

(ص ۸۲، ۸۳)

حضور و آگاہی اور جمعیت ہے اسی کا اعتبار کرتے ہیں جبکہ دوسرے طریقوں کے بزرگ ان احوال کو جو ذکر جہر اور سماع سے حاصل ہوں معتبر شمار کرتے ہیں اور یہ بزرگ (مجددی حضرات) اُن احوال کو غیر معتبر شمار کرتے ہیں۔ لہٰذا دوسرے سلاسل کے صوفیائے کرام اِن حضرات کے مکشوفات پر معترض ہوتے ہیں حق یہ ہے کہ اِن (مجددی حضرات) کے معارف فہم کی سمجھ بُوجھ سے اعلیٰ اور ادراک کے معلوم کرنے سے بالا ہیں۔

۷۳

۲۴ جمادی الاخرہ ۱۲۳۱ھ ——— جمعرات

بندہ حضورِ والا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نے ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیات کے پڑھنے سے عجیب فیوض و برکات کا ظہور ہوتا ہے افسوس کہ لوگوں نے چشمِ بصارت کو اس برکت کے دیکھنے سے بند کیا ہوا ہے۔ حالانکہ:-

فردا چند احادیث در مناقب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین خواندہ شدہ من مشاہدہ نمودم کہ جسم را از غسل زیادہ تر طہارتے حاصل شد

کل چند احادیث صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی تعریف میں چند احادیثِ مطہرہ پڑھی گئیں۔ مَیں نے مشاہدہ کیا کہ جسم کو غسل سے زیادہ طہارت (پاکی)

marfat.com

یہ بھی فرمایا کہ عاشقِ شیدا جب ظاہری حالات میں اپنے محبوب کی گلی کا طواف نہیں کر سکتا اور یہ خیال کرتا ہے کہ مَیں یار کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے مجبور ہوں اور اس کے ماحول سے دُور ہوں تو بر بار زبان پہ آہِ شرر بار آتی اور خرمنِ جان میں آگ لگاتی ہے اور ہر گھڑی گرما گرم نالے بلند ہوتے اور جان کو جلاتے ہیں۔

قسم مجنوں کی جس نے بس تصوّر یار کا رکھا
قسم لیلیٰ کی جس نے حوصلہ دِلدار کا رکھا

اُس کے غمزہ کے خنجر کا تصور فرقت کے مارے ہوئے لوگوں پہ بے نشان زخم لگاتا ہے اور اس کے ناز کی شمشیر کا خیال ہجر کا ماتم کرنے والوں کے سینوں کو زخمی کرتا ہے۔ جب مذکورہ روز بندہ چاشت کے وقت حلقہ میں حاضر ہوا تو اتفاق ایسا ہوا کہ حلقہ کے درمیان کوئی جگہ (بیٹھنے کے لیے) باقی نہ تھی۔ بندہ پیچھے بیٹھ گیا جو فقرار کے لیے امیروں کی صدارت سے بہتر ہے۔ مرشدِ برحق نے اس کمترینِ درویشاں کی جانب دیکھ کر زبانِ مبارک سے یہ شعر پڑھا۔

فریضہ است ترا آمدن بدرگہ دوست[1]
اگر دروں ندہد بار آستاں دریاب

اس کے بعد اخوان صاحب کی جانب متوجہ ہو کر دریافت فرمایا کہ آج حاضرین کے دل پہ کیسی کیفیت طاری ہے؟ وہ عرض گزار ہوئے کہ شکست و نیاز کی کیفیت بہت ظاہر ہے مرشدِ برحق نے فرمایا کہ آج چونکہ خواجۂ خواجگاں، پیرِ پیراں، خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک کی رات ہے اس لیے بہت سے برکات اور حضرت خواجہ کی نسبتِ مقدسہ نے ساری دنیا کو گھیر رکھا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ اُمتِ محمدیہ کا چوتھائی حصہ اُن کا مرید ہے اور زبانِ مبارک سے آپ نے یہ مصرعہ پڑھا۔

---

[1] دوست کی بارگاہ میں آنا تیرا فرض ہے۔ اگر اندر جگہ نہ ملے تو دہلیز کو حاصل کرلے۔

marfat.com

اِس کے بعد فرمایا کہ روی سے مراد محبوب کی ذات ہے اور عرق سے اس کی صفات وشیونات۔ مطلب یہ ہُوا کہ مَیں بے سروسامان، خانہ ویران، شکستہ بال، مضطر حال، دِل بریاں، چشم گریاں، سینہ کوباں، آہ بلب، تپش سے تڑپنے والا، دِل وجان طپیدہ، جیب و گریباں پھاڑنے والا۔ انیس الم، جلیسِ ماتم نے اُسے محبوب بنالیا ہے جو ہر دم اور ہر لحظہ نئی تجلّی کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے اور دوسری صفت کا ظہور فرماتا رہتا ہے۔ پس یہ سورج کی گردش کا قصور یا کسی ستارے کے برگشتہ ہونے کے باعث نہیں جیسا کہ اہلِ نجوم نے سعادت ونحوست کو سات ستاروں کی گردش پر موقوف کیا ہے۔

۷۵

۲۶ر جمادی الاٰخرہ ۱۲۳۱ھ ——— ہفتہ

یہ غلام حضورِ فیض گنجور میں حاضر ہُوا۔ مرشدِ برحق نے ایک شخص کو مراقبۂ اقربیت کی تلقین فرمائی جو آیۂ کریمہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ[1] کے معنی کا لحاظ رکھنے سے عبارت ہے:

۷۶

۲۷ر جمادی الاٰخرہ ۱۲۳۱ھ ——— اتوار

حضورِ پُرنور میں حاضر ہُوا۔ مرشدِ برحق نے اس عاجز سے فرمایا کہ تم تختِ شریف میں قبلۂ عالم خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے کیا تم نے وہاں کی نسبت معلوم کی؟ میں عرض گزار ہوا کہ اُن کی مبارک نسبت اس قدر ظاہر ہوئی کہ گویا مجھے آسمان پہ لے جاتے ہیں اور وہاں کے ہر سنگریزے سے نار کے نور جلوہ گر ہے اور وہاں کے ہر درخت کی حالت شجرِ طُور جیسی نظر آتی ہے اور وہاں کے ہر نخل پہ محبّتِ باری تعالیٰ کے پھل لگتے ہیں

---

[1] اور ہم دِل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔ (سورۂ ق، آیت ۱۶)

marfat.com

اور میرے لطیفہ سر میں آتا ہے اور لطیفہ اخفیٰ کا ذکر کرتے وقت کہ اللہ تعالیٰ کی صفات سلبیہ کی تجلی کا فیض فخرِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لطیفہ خفی سے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لطیفہ خفی تک پہنچا ہے اور وہاں سے میرے لطیفہ خفی پہ وارد ہوتا ہے اور ذکرِ اخفیٰ میں اللہ تعالیٰ کی شانِ جامع کے فیض کا لحاظ رکھنا چاہیئے کہ خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لطیفہ اخفیٰ سے ظہور کرتا ہے۔ اِن مراقبوں سے نسبت (فیضِ سلسلہ) میں بہت ترقی واقع ہوتی ہے۔

مرشدِ برحق نے یہ بھی فرمایا کہ لطائف میں سے جس لطیفے کا ذکر کرے تو اُس لطیفے میں اپنے مرشد کے لطیفہ مرشد کا مراقبہ بھی کرے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے لطیفے کے سامنے تصوّر کرے اور یہ خیال کرے کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک لطیفے سے فیض اِن آئینوں کے ذریعے اس کے لطیفے میں آرہا ہے۔

اِس کے بعد مرشدِ برحق نے ارشاد فرمایا کہ طالب کو ہر لحظہ اور ہر لمحہ وصالِ محبوب کے خیال اور انتظارِ جلوہ میں رہنا چاہیئے۔ پھر آپ نے اپنے دِل فیض منزل سے ایک آہ بھری اور فرمایا کہ ہمارے جیسے فراقِ یار میں مضطرب اور اشتیاقِ محبوب میں بے قرار لوگوں کے حسب حال یہ غم سے لبریز دردناک شعر ہیں:-

زگرمی ہائے دوشین توامشب یاد می کردم | سپندآسا زجا می جستم و فریاد می کردم
فریب خویش می دادم کہ اینک یار می آید | بہر آواز پائے خاطر خود شاد می کردم

اس کے بعد حضرت مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آیا۔ مرشدِ برحق نے ارشاد فرمایا کہ ہر وہ کمال جو نوعِ انسانی کے لئے ممکن الوقوع ہے اس کی جلوہ گری آپ کے اندر موجود تھی ماسوائے نبوّت کے، کہ وہ خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس پہ ختم ہو چکی ہے۔ آپ فخرِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جمال کا مطلع اور کمال کے مظہر تھے:-

marfat.com

مبارک کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر بیعت ہو جائے اور کہے کہ یا رسول اللہ! میں پانچ باتوں کا وعدہ کر کے آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوتا ہوں یعنی یہ شہادت کہ:-
(۱) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ - (۲) نماز ادا کرنا۔ (۳) زکواۃ دینا۔
(۴) رمضان شریف کے روزے (۵) اگر مجھے استطاعت نصیب ہوئی تو حج بیت اللہ
——— ہر ایک شب کو ایسا ہی کرے۔

۸۰

۲ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ ——— جمعرات

یہ غلام اس ہادیٔ خاص و عام کے حضور حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ درمیانی استعداد والے طالب کو مرشدِ کامل کی توجہ سے اس مبارک سلسلہ یعنی عالیہ مجددیہ میں دس سال کے اندر سلوک مکمل ہو جاتا ہے۔ ایک شخص عرض گزار ہوا کہ خصائل رذیلہ کا حسنات میں بدل جانا محال معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ عادتیں جو انسان کی جبلت میں داخل ہیں ان کا دور ہونا بہت مشکل ہے۔ ان کے علاوہ (خصائل ہیں) جب تک سالک اپنی ذات کو اخلاقِ الٰہیہ کے ساتھ مزین نہ کرے وہ بزرگوں کی لڑی میں شمار نہیں ہو سکتا۔ (کیونکہ اس کا معاملہ اس وقت تک خطرے سے باہر نہیں) اس کے بعد آپ کے حضور نسبت کو پہچاننے کا ذکر آیا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا:-

مراچناں ادراکی و وجدانی عطا فرمودہ است کہ تمام بدنِ من حکم قلب پیدا کردہ است۔ از ہر جانبے کہ شخصے آید از مقابل روئے آید یا از پس پشت یا از یمین یا از یسار احوالِ نسبت باطن او معلوم می	مجھے ایسا ادراک اور وجدان عطا فرمایا گیا ہے کہ میرا تمام بدن ہی قلب کا حکم رکھتا ہے (یعنی دل کی طرح ہے) اگر کوئی شخص خواہ کسی جانب سے میرے روبرو آئے، خواہ پیچھے سے آئے یا دائیں اور بائیں جانب سے لیکن میں اس کی باطنی

marfat.com

ہوں کہ اس نااہل سے بے شمار نعمتوں کا صدور ہو رہا ہے اور یہ شکر کس زبان سے ادا کروں کہ لوگ طلب حق میں بغداد، سمرقند، بخارا اور تاشقند وغیرہ مقامات سے اس جگہ نقشبندیہ مجددیہ نسبت کا فیض حاصل کرنے آتے ہیں اور اپنی استعداد کے مطابق فیض سے دامن مراد بھر کرے جاتے ہیں۔ مَیں کیا کہوں۔ یہ سب کچھ ذات باری تعالیٰ کا کرم ہے جو حضرت مرزا جان جاناں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہِ عنایت کے واسطے سے اس کمینۂ درویشاں کے شامل حال ہے۔ حق تو یہ ہے کہ :-

اگر بر تن من زبان شود ہر موئے
یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد [۱]

اس کے بعد فرمایا، دیکھا میرا قصور یہ ہے کہ اگر کوئی کتا میرے غریب خانے میں داخل ہوتا ہے تو مَیں بارگاہ الٰہی میں عرض کرتا ہوں، الٰہی! مَیں کیا چیز ہوں کہ تیری بارگاہ کے مقرب حضرات کو اپنی نجات کا وسیلہ بناؤں۔ یہ کتا جو تیرا پیدا کیا ہوا ہے، اس کے باعث میرے گناہوں کو معاف کر دے اور میرے حال پر نگاہِ کرم فرما۔

اسی روز سید احمد بغدادی جو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وارضاہ عنا کی اولاد سے ہیں۔ مرشد برحق کی بارگاہ میں حاضر ہوئے کیونکہ انہوں نے آپ کے احوال مولانا خالد رومی مدظلہ العالی کی زبانی سنے تھے اور وہ (مولانا خالد رومی) مرشدِ برحق کے جلیل القدر خلفاء سے ہیں اور اُن علاقوں میں ایک دنیا کو راہِ ہدایت دکھاتے اور بنی آدم کی رہنمائی فرماتے ہیں۔ اُن کی زبانی حضرت کے کمالات سُنے تو اپنی مسندِ ارشاد کو چھوڑ کر بغداد سے منزلیں اور مرحلے طے کرتے ہوئے بارگاہِ عالی میں بیعت ہونے کی غرض سے حاضر ہو گئے۔ مرشدِ گرامی قدر نے فرمایا کہ یہ محض اُس ساتر العیوب کی شانِ ستاری اور غافر الذنوب کی جرم بخشی

---

[۱] اگر میرے جسم کا ہر بال زبان ہو جائے تو تیرے ہزار شکر میں سے ایک بھی ادا نہیں کر سکتا۔

marfat.com

بجمعیکہ سر بسجدۂ وحدت فرو کنند
گر یادِ دوست سینہ نجار و وضو کنند[1]

خطرۂ غیر کے لئے یہاں جگہ ہی نہیں کیونکہ بلند پرواز عارف کے لئے یہ امر بالکل محال ہے اور اسی اثنا میں آپ نے آیۂ کریمہ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا[2] کی تفسیر میں بیان فرمایا کہ قدرتِ الٰہی کے صنائع اور بدائع کو دیکھنا چاہیئے کہ کیسی بہترین صورتیں اور دلکش چیزیں پیدا فرمائی ہیں اور انہیں احسنِ تقویم کے سانچے میں ڈھالا ہے۔ ایک روز کوئی ہندو برہمن زادہ میری مجلس میں آیا۔ جس کی صورت پیاری اور لباس پسندیدہ تھا۔ تمام اہلِ مجلس اس کی جانب متوجہ ہو گئے۔ میں نے اُس کی ہدایت کے لئے کئی بار دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور اُس برہمن زادے نے کفر کے گریباں کو اپنی گردن سے پھاڑ کر پھینک دیا اور خلوتِ ایمان پہن لی۔ وہ اپنی قامت نمونۂ قیامت کو زیورِ ایمان سے خوب مزین کر کے اور اپنے حسن کو نورِ اسلام سے جگمگا کر واپس لوٹا۔ (والحمدللہ علیٰ ذالک)

۸۴

۶ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ — پیر

بندہ حضورِ پُر نور میں حاضر ہوا۔ آج خواجۂ خواجگان، خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک کا دن ہے۔ مرشدِ برحق نے اس کے بعد حضرت خواجہ کے احوال بیان فرمائے کہ جب آپ سترہ یا اٹھارہ سالہ تھے تو ایک روز اپنے باغ میں تشریف فرما تھے، جس میں پھل لدے ہوئے تھے اور پانی جاری تھا۔ اتفاقاً حضرت خواجہ کے پاس ایک مردِ قلندر آ گیا اور اس نے پانی مانگا۔ انہوں نے پھلوں سے بھرا ہوا ایک طشت اور میٹھے

---

[1] جو اپنے سر کو سجدۂ وحدت کے لئے جھکاتے ہیں اگر دوست کی یاد سینے میں چٹکیاں لے تو وہ وضو کرتے ہیں۔
[2] بے شک ہم نے آدمی کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے کہ ہم اُسے جانچیں تو اسے سُنتا اور دیکھتا کر دیا۔ (سُورۂ دہر آیت ۲)

marfat.com

باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پُرانوار ہے۔ حضرت خواجہ کی جانب متوجہ ہو کر بیٹھ گیا۔
حضرت خواجہ نے میرے حال پہ نظرِ عنایت کرتے ہوئے اپنی خاص نسبت مجھے عطا فرما دی۔
اس کے بعد میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے
گیا اور ان کے حضور مراقبے میں بیٹھ گیا۔ حضرت خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ جو نسبت تجھے حضرت
باقی باللہ سے ملی ہے وہ ہماری نسبت ہے۔ اس کے بعد حضرت سلطان نظام الدین رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ میری نسبت میں محبوبیت کا غلبہ
بہت زیادہ ہے۔ اتفاق سے اجمیر شریف جانا ہوا اور حضرت خواجہ معین الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی زیارت سے مشرف ہوا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ تجھے جو نسبت خواجہ باقی باللہ سے پہنچی
ہے وہ ہماری نسبت ہے۔ میں عرض گزار ہوا کہ حضورِ والا! کہ حضرت خواجہ باقی باللہ نے یہ
کبھی نہیں فرمایا تھا کہ مجھے حضرات چشتیہ سے نسبت پہنچی ہے لیکن آپ یہ کچھ فرما رہے ہیں
تو اس کا سبب کیا ہے؟ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میں حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ کی خدمت میں پہنچا اور ان کی خدمت میں رہ کر نسبت حاصل کی تھی۔ اس نسبت کو مجھ سے خواجہ
قطب الدین نے لیا اور خواجہ قطب الدین سے خواجہ باقی باللہ کو پہنچی ہے۔ پس وہ نسبت حقیقت
میں خواجگانِ نقشبندیہ کی نسبت ہے جو مجھے حاصل ہوئی ہے اور مجھ سے خواجہ باقی باللہ کو پہنچی
اس کے بعد مرشدِ برحق نے فرمایا کہ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ذریعے متحدہ
ہندوستان میں اسلام کی بڑی تبلیغ واشاعت ہوئی ہے اور ان سے تصرف کا بہت ہی صدور ہوا
جو آج تک نمایاں ہے۔ اس کے بعد آپ نے ایک حافظ صاحب سے قرآن کریم کی پانچ آیتیں
پڑھنے کے لئے کہا اور خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے لئے فاتحہ خوانی فرمائی۔
بعد ازاں فرمایا کہ نقشبندی بزرگوں کے طریقے میں کتنی ہی نسبتوں نے ظہور کیا ہوا ہے
لیکن اصل نسبت وہی ہے جو خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ اس کے
بعد ایک وظیفہ بیان فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کھانا

marfat.com

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

جس کسی سعادت مند نے اس سرور زمین و زماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایمان کی نظر سے دیکھ لیا۔ وہ صحابہ کرام کے زمرے میں داخل اور اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ کی بشارت سے شاداں و فرحاں اور اس کے لئے جنت کی خوشخبری ہے جیسا کہ آیۂ کریمہ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی اس امر کی شہادت دے رہی ہے۔

۸۵

۷ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ ـــــــ منگل

یہ کمینہ فقیر اپنے پیر روشن ضمیر کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات قدسی آیات کا درس ہو رہا تھا اور اس جگہ پر آپ نے دنیا اور دنیا داروں کی مذمت لکھی ہے کہ جو شخص دنیا کی محبت میں پھنسا ہوا ہے اسے قیامت کے روز حسرت و ندامت کے سوا اور کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ ـــــــ مرشد برحق نے فرمایا کہ ضرورت سے زیادہ طلب کرنے کا نام دنیا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ دنیا وہ ہے جو خدا کی یاد سے غافل کرے اور یہ شعر پڑھے:۔

چیست دنیا و لباسِ دنیوی | از خدا غافل شدن اے مولوی
چیست دنیا از خدا غافل شدن | نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

یہ بھی فرمایا کہ ایک روز پیغمبرِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدۃ النساء قرۃ عین الرسول زہرہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دولت خانے پہ قدم رنجہ فرمائے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ

لہ میرے صحابہ تاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جس کی پیروی کروگے۔ راہ ہدایت پالوگے۔

لہ دنیا کیا ہے اور دنیاوی لباس کیا ہے۔ اے مولوی! یہ خدا سے غافل ہونا ہے۔
دنیا کیا ہے، خدا سے غافل ہونا۔ نہ کہ مال و اسباب، چاندی اور اہل و عیال۔

marfat.com

ہاں جو محبوب کے سبز خط کی جانب مائل ہے۔ اس کے حق میں دنیا اور اہلِ دنیا سمِ قاتل کا حکم رکھتے ہیں۔ واقفِ اسرار، حضرت شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ نے (اس بارے میں) کیا خوب فرمایا اور پند و نصائح کے موتی یوں پروئے ہیں

زہر دارد از دروں دنیا چو مار
گرچہ ظاہر ہست پُر نقش و نگار

می نماید خوب و زیبا در نظر
لیکہ از زہرش بود جاں را خطر

زہرِ ایں مارِ منقش قاتل ست
باشد از وی دُور ہر کو عاقل ست

ہمچو طفلاں منگر اندر سُرخ و زرد
چوُں زناں مغرور رنگ و بُو مگرد

زالِ دنیا چوُں عروس آراستہ
ہر دو روزے شوی دیگر خواستہ

لب بہ پیشِ شوی خنداں میکند
پس ہلاک از زخمِ دنداں میکند

مقبل آں مردیکہ شد زیں جفت طاق
پس بردے کرد دادش سہ طلاق

اور صحابۂ کرام کو جو مال و منال، مراتب کمال اور جاہ و جلال سے نوازا گیا تو اپنی حالت پر اُن کی حالت کا قیاس نہیں کرنا چاہیئے اور اپنے شیشۂ دِل سے اِس بے حاصل زنگ کو دُور کر دینا چاہیئے۔ اِسی معنی میں حضرت مولانا رُوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ شعر کیا خوب کہا ہے؛

ل (۱) دنیا اپنے اندر سانپ کی طرح زہر رکھتی ہے اگرچہ ظاہر میں نقش و نگار سے پُر ہے۔
(۲) دیکھنے میں یہ خوبصورت اور بھلی نظر آتی ہے لیکن اس کے زہر سے جان کا خطرہ ہے۔
(۳) یہ نقش و نگار والے سانپ کا زہر قاتل ہے۔ عقلمند کو اس سے دُور رہنا چاہیئے۔
(۴) بچوں کی طرح اس کی سُرخی و زردی کو نہ دیکھ اور عورتوں کے مانند رنگ و بُو سے دھوکا نہ کھا۔
(۵) دنیا ایک بڑھیا ہے جو دُلہن کی طرح آراستہ ہے اور ہر روز نیا خاوند چاہتی ہے۔
(۶) خاوند کے سامنے خندہ زن ہوتی ہے۔ پھر دانتوں کے زخموں سے ہلاک کر دیتی ہے۔
(۷) صاحبِ اقبال وہ ہے جو اس کا جوڑا بننے سے بچے۔ اسکی جانب پیٹھ پھیر لے اور اسے تین طلاق دے چھوڑے۔

marfat.com

۸۷

۹ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ ــــ جمعرات

بندہ محفل فیض منزل میں حاضر ہوا۔ اس وقت مولانا مولانا رُوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مثنوی شریف کا درس ہو رہا تھا۔ مرشدِ برحق نے فارغ ہونے کے بعد زبانِ گوہر فشاں سے ارشاد فرمایا کہ تمام امت میں تین کتابیں ہیں جن کی نظیر نہیں سب سے پہلی کتاب قرآن کریم ہے۔ اس کے بعد بخاری شریف ہے اور ان کے بعد مثنوی مولانا رُوم ہے کہ مذکورہ دونوں کتابوں کے بعد اس جیسی کوئی کتاب نہیں ہے اور :۔

اگر شخصے عمل بریں مثنوی شریف نماند بے تعلیم پیرِ طریقت خطِ وافر از اسرارِ معرفت یابد و از زمرۂ واصلانِ حق جلّ و علا گردد۔ (ص-۹۴)

اگر کوئی شخص مثنوی شریف پر عمل کرے تو پیرِ طریقت کی تعلیم کے بغیر بھی اسرارِ معرفت سے وہ کافی حصہ پا لیتا ہے اور حق جلّ جلالہ سے واصل ہونے والوں کے زمرہ میں شامل ہو جاتا ہے

اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آیا تو مرشدِ برحق نے فرمایا کہ :۔

؎ کمالیکہ حضرت مجدد دارند کسے در امت کم دارد حق آنست کہ اگر ہمہ اولیاء اللہ صاحبِ وحدتِ وجود را توجہ فرمایند از راہِ تنگ وجودیت براہِ شہود در آرند و یقین است کہ حضرت محی الدین ابن العربی قدس سرہٗ کہ مجتہد ایں طائفہ وجودیہ اند از توجہ حضرت مجدد ازیں مقامِ تنگ بمقامِ اعلیٰ ترقی نمایند۔ (ص ۹۴)

جو کمال حضرت مجدد کو حاصل ہے امتِ محمدیہ میں سے کم حضرات کو میسر ہوا حق یہ ہے کہ وحدتِ وجود کے قائل تمام اولیاء اللہ پر اگر آپ توجہ ڈالتے تو وہ وجود کی تنگ راہ کو چھوڑ کر شہود کی شاہراہ پر آجاتے اور یقین ہے کہ حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ جو اس گروہ وجودیہ کے مجتہد ہیں وہ بھی حضرت مجدد کی توجہ کے باعث اس تنگ مقام سے اعلیٰ مقام کی جانب ترقی کر جاتے

اس کے بعد مرشدِ برحق نے ارشاد فرمایا کہ پیرانِ طریقت و مرشدانِ حقیقت تین قسم کے ہیں۔ ایک اربابِ کشف۔ جیسے کہ حضرت مرزا جانِ جاناں نور اللہ مرقدہٗ ــــ دوسرے اربابِ ادراک، تیسرے اربابِ جہل کہ کشف کے مطابق نسبت کا ادراک نہیں رکھتے، لیکن

marfat.com

خاک نشینی ست سلیمانیم!	ننگ بود افسر سلطانیم
ہست چہل سال کہ می پوشمش	کہنہ نشد خلعت عریانیم

اس کے بعد مولانا جمالی سہروردی کے اشعار کا ذکر آیا جو تمام کے تمام ترک و تجرید کے بارے میں ہیں۔ مرشد برحق نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا جمالی کی اتفاقاً مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُن سے متعارف نہ تھے، اس لئے اُن سے فرمایا کہ آپ کو مولانا جمالی کے اشعار یاد ہیں؟ چونکہ اس وقت مولانا جمالی کے بدن پر لنگ کے سوا اور کوئی لباس نہیں تھا۔ اس لئے اپنے حال کے مطابق یہ شعر پڑھا۔

ما را ز خاک کویت پیرہنیست بر تن
آں ہم ز آب دیدہ صد چاک تا بدامن

اس شعر کے سنتے ہی مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، معلوم ہوتا ہے کہ مولانا جمالی خود آپ ہیں —— اس کے بعد مرشدِ برحق نے مولانا جمالی کے حسب ذیل اشعار پڑھے اور فرمایا کہ اپنی گذر اوقات اس طرح رکھنی چاہیئے۔

لنگلکے زیر، لنگلکے بالا!	نے غم دزد، نے غم کالا!
گزک بوریا و پوستکے	دل کے پر ز درد دوستکے
ایں قدر بس بود جمالی را	رندکے مست و لاابالی را

ؔ میرے لئے زمین پر بیٹھنا سلیمانی ہے اور تاجِ خسروی میرے لئے باعثِ ننگ و عار ہے۔
چالیس سال سے مَیں نے اسے پہن رکھا ہے لیکن میرا یہ عریانی کا لباس پُرانا نہیں ہے۔

ؔ میرے جسم پر تیرے کُوچے کی خاک کا لباس ہے اور وہ بھی آنسوؤں کے باعث دامن تک سَو جگہ سے چاک ہے۔

ؔ ایک گودڑی نیچے ایک گودڑی اُوپر ہے نہ چور کا غم نہ ضائع ہونے کا خطرہ۔
کھدر، بوریا اور پوستین (لباس ہو) اور دوست کی محبّت سے بھرا ہوا دل۔
جمالی جیسے رِندا و لاابالی کے لئے (متاعِ دنیا سے) صرف اتنا ہی کافی ہے۔

۱۱ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ ——— ہفتہ

حضور فیض گنجور میں حاضر ہوا۔ اس وقت مرشدِ برحق درسِ حدیث دے رہے تھے اچانک خاندانِ چشتیہ کے بعض مشائخ آپ کے پاس برائے ملاقات آئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان اکابر کے نزدیک ذائقہ بدلنے والی مٹھائی سماع وسرود ہے جو جامِ محبت سے سرشار ہیں کیونکہ اس کے ذریعے رنگا رنگ کے شوق پیدا ہوتے ہیں اور یہ چہرۂ یار کے حجاب کو پھاڑ دیتے ہیں۔ لیکن ہم جو سلسلۂ نقشبندیہ سے وابستہ ہیں تو ہم جامِ محبت کے نوش کرنے والے ہیں، ہماری (ذائقہ درست کرنے والی مٹھائی) حدیثِ مصطفےٰ اور درود پاک ہے، جن کے ذریعے قسم قسم کا ذوق میسر آیا ہے اور روئے یار کا پردہ اور نقاب بھی ان کے ذریعے سے ہٹ جاتا ہے۔ ع

آں ایشاں اند من چنینم ہر دم[1]

اس کے بعد آپ نے ایک آہ بھری اور فرمایا۔ ——— ہائے اشتیاقِ مدینہ۔ ہائے اشتیاقِ مدینہ۔ ہائے حسرتِ مدینہ ——— اس کے بعد آپ کے حضور میں خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکرِ مبارک آیا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ ان کے والدین آزاد کردہ غلام تھے لیکن انہوں نے جو فضیلت پائی وہ دوسروں کو کب میسر آئی۔ کیونکہ ان کی شیرخوارگی کے زمانہ میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو سرورِ کون ومکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں، ان کے منہ میں اپنا پستان مبارک دیا تھا اور قدرتِ خداوندی سے پستان مبارک سے دودھ برآمد ہوا جو انہوں نے نوش فرمایا تھا (سبحان اللہ)

مرشدِ برحق نے یہ بھی فرمایا کہ روزانہ چالیس ہزار بار سبحان اللہ پڑھا کرتے تھے علماء اور صوفیہ کا اس میں اختلاف ہے کہ تسبیح افضل ہے یا تہلیل۔ متاخرین حضرات نے تہلیل

---

[1] وہ ایسے ہیں اور میں ہر دم ایسا ہوں۔

marfat.com

جانا چاہیئے تاکہ ذات باری تعالیٰ سے قطعی تعلق ہو جائے ـــــــ اس کے بعد اولیاء اللہ کی موت کا ذکر آیا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ :-

ارواح بعضی اولیاء فرشتہ قبض کردہ در پارچۂ حریرِ بہشت بپیچیدہ خواہد کہ بسوی آسمان می برد کہ آں رُوح قبل از بردن فرشتہ از دست فرشتہ جست کردہ بجناب الٰہی می رسد چنانچہ در حدیث شریف وارد ست و بعضی ارواح طیبہ را در قبض ساختن فرشتہ راہم دخلے نیست از دستِ قدرت خود اُو سبحانہ، قبض می فرماید

(ص ۹۰)

بعض اولیاء اللہ ایسے ہیں کہ جب فرشتہ ان کی رُوح کو قبض کر کے جنت کے ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر آسمان کی جانب لے جاتا ہے تو وہ رُوح فرشتے کے لے جانے سے پہلے فرشتے کے ہاتھ سے اچھل کر بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہو جاتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے اور بعض اولیاء اللہ ایسے ہیں جن کی رُوح کو قبض کرنے میں فرشتے کا کوئی دخل نہیں ہوتا، انہیں اللہ تعالیٰ خود اپنے دستِ قدرت سے قبض فرماتا ہے۔

در کوی تو عاشقاں چناں جاں بدہند
کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

۹۱

۱۳ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ ـــــــ پیر

یہ غلام اس قبلۂ انام کی محفل میں حاضر ہوا۔ اس وقت حدیثِ قدسی :- اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ کا ذکر تھا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ میرے نزدیک اس حدیثِ پاک کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب مجھے خیال یا وہم کے ذریعے یاد کرنے میں

marfat.com

ساقیا عشرتِ امروز بفردا مفگن
باز دیوانِ قضا خطِ امانی بمن آر[1]

اور فرمایا کہ یہ اس حدیث کا مضمون ہے:۔ اِذَا اَمْسَیْتَ فَلَا تَنْتَظِرُ صَبَاحَكَ وَ اِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرْ مَسَاكَ (جب تو شام کرے تو صُبح کو نہ دیکھ اور جب صبح کرے تو شام کو نہ دیکھ) پھر فرمایا کہ آج کا کام کل پہ نہ چھوڑ اور فرصت کو غنیمت شمار کر۔

اس کے بعد آپ کی خدمت میں ہیرا ور رانجھے کا ذِکر آیا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ ہیر تو حضرت بہاءالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی سنہ ھ / سنہ) سے شرف ارادت رکھتی تھی۔ ایک روز آپ نماز پڑھ رہے تھے اچانک ہیر اُن کے سامنے سے گزر گئی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے اس سے فرمایا کہ تُو میرے سامنے سے گزر گئی تھی حالانکہ مَیں نماز پڑھ رہا تھا۔ ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ یہ گناہ ہے۔ ہیر نے کہا، سُبحان اللہ! مَیں تو ایک ادنیٰ بندے کے عشق میں اس قدر بیہوش ہوں کہ مجھے آپ کا اور آپ کی نماز کا خیال تک نہ آیا لیکن آپ تو خود کو عاشقِ خدا کہتے ہیں لیکن عین محبوب کے حضور ہونے کے وقت آپ کو میرا گزرنا معلوم ہوگیا۔ خواجہ بہاءالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہیر کے اس الزامی کلام پہ شرمندگی ہوئی اور اپنا گریبان پھاڑ لیا۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ مَیں تیرے لئے دُعا کرتا ہوں کہ تُو مقربینِ بارگاہِ الٰہیہ سے ہو جائے۔ وہ عرض گزار ہوئی کہ اگر آپ میں طاقت ہے تو مجھے میرے رانجھے تک پہنچا دیجئے ورنہ میری محبت کے رُخ کو اس جانب سے نہ پھیریئے۔ اس کے بعد آپ کے حضور قلندری کا ذِکر آیا۔ مرشدِ برحق نے یہ شعر پڑھا

---

[1] اے ساقی! آج کے عیش و عشرت کو کل کے لئے اٹھا کر نہ رکھ۔ یا قضا و قدر کے دفتر سے میری امان کا خط لے آیا۔

marfat.com

اور قضائے الٰہی سے اس سارے قافلے کو ڈاکوؤں نے غارت کر دیا جبکہ میں بخیر و خوبی منزل مقصود پہ پہنچ گیا۔

۹۲

۱۴ رجب المرجب ۱۳۳۱ھ ——— منگل

یہ بندہ حضور والا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کشف کونی کی خطا کا ذکر آیا جو بزرگوں سے واقع ہو جاتی ہے۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ بعض اوقات بزرگوں کو کوئی چیز بذریعہ کشف دریافت ہوتی ہے لیکن اس کی تعبیر میں خطا واقع ہو جاتی ہے۔ لہٰذا غلطی کشف کی نہیں بلکہ واقعات کی تعبیر گہری نظر سے کرنی چاہیئے۔ اسی اثنا میں ایک اجنبی آدمی آیا۔ مرشدِ گرامی قدر نے اس کا نام دریافت فرمایا۔ اس نے جواب دیا کہ میرا نام دادا خاں ہے۔ آپ نے یہ رُباعی پڑھی۔

وا فریاد از عشق وا فریادا	کارم بیکے طرفہ نگار افتادہ
گر دادِ من شکستہ دادا دادا	ورنہ من و عشق ہرچہ بادا بادا

اس کے بعد تجلّیات کے ورود کا ذکر آیا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ سالک پر مختلف قسم کی تجلّیات وارد ہوتی ہیں اور اس بیچارے کو فنا کر کے رکھ دیتی ہیں۔ آپ نے زبانِ مبارک سے یہ مصرعہ پڑھا:۔

برقے از محملِ لیلیٰ بدرخشید سحر

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ تجلّی افعالی جلوہ گر ہو کر افعالِ عباد کو سالک کی نگاہوں سے پوشیدہ کر دیتی ہے اور کبھی تجلّی صفاتی وارد ہو کر صفاتِ مخلوق کو سالک کی نگاہوں سے مخفی کر دیتی ہے اور کبھی تجلّی ذات ظہور فرماتی ہے تو ذاتِ عالم کا ذاتِ باری تعالیٰ میں اضمحلال میسّر آ جاتا ہے۔

اس کے بعد حضور پُر نور میں عقل کا ذکر آیا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ عقل دو قسم کی ہے ——— ایک عقلِ نورانی ——— دوسری عقلِ مظلم ——— عقلِ نورانی وہ

marfat.com

آپ نے اختیار کا راستہ پکڑا ہوا ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کس طرح ؟ کتے نے جواب دیا
کہ آپ مجھے ہٹا کر خود گزر گئے تھے۔ پھر کتے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو عقل نورانی پہچانتی ہے
نہ کہ عقلِ مظلم۔ انہوں نے کہا کہ ان دونوں عقلوں کی تعریف بیان کرو۔ کتے نے کہا کہ عقل
نورانی وہ ہے کہ بغیر وعظ و نصیحت کے حق بات کو قبول کرتی ہے اور عقلِ مظلم وہ ہے
کہ قدم قدم پر نصیحت کی ضرورت پڑے۔

۹۳

۱۵ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ ——— بدھ

حضور فیض گنجور میں حاضر ہوا۔ مرشد برحق نے ارشاد فرمایا کہ طریقہ نقشبندیہ شیطانی
وسوسوں سے محفوظ و مامون ہے۔ اس طریقے کے بزرگوں نے بنیاد ہی حضور و آگاہی اور
جمعیت پہ رکھی ہے اور کشفِ انوار یا ظہورِ رویا کو ناقابلِ اعتبار شمار کیا ہے۔ برخلاف دوسرے
طریقوں کے کہ اُن کی بنیاد انوار و اسرار پہ ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ ایک روز حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پہ تجلی واقع ہوئی
انہوں نے روشنی کے اندر سے اپنے مبارک کانوں سے یہ آواز سنی کہ اے دوست! میں نے
تیرے لئے نماز روزے معاف کر دیئے اور تیرے دل کو کدورت سے صاف کر دیا۔ یہ حیران
ہوئے کہ سرورِ کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی صوم و صلوٰۃ کی معافی نہ
ہوئی تو میں اس بارگاہ کا جبکہ ایک ادنیٰ غلام ہوں تو میرے لئے یہ معافی کیسے ہو سکتی ہے اور
فوراً آپ زبانِ مبارک سے کلمہ توحید پڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور شیطان لعین کے وسوسے
سے چھٹکارا پا لیتے ہیں۔ ان کا ہادی و معین خدائے ذوالمنن تھا جس نے شیطان کے فریب
سے محفوظ رکھا اور راہِ ہدایت دکھائی۔ وہ شیطانی تجلی ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔
اس کے بعد شیطان نے آواز دی کہ میں نے کتنے ہی لوگوں کو اس حالی منصب سے
گمراہی کے گڑھے میں دھکیل دیا ہے چونکہ تمہارا ہادی خود پروردگارِ عالم ہے اور تمہارے پُشت

marfat.com

اناں گفت کہ ایں جرم بردن خربزہ کہ نا مرضی مرشد سرزد شدہ است ندیں توبہ می نمایم فی الحال انبساط پیدا شد و نسبت باطنش بطور سابق ظاہر گردید۔

(ص-۱۰۱)

ظاہر نہیں ہوا۔ اس کے بعد کہا کہ مجھ سے یہ جرم سرزد ہو گیا ہے کہ مرشد کی مرضی کے بغیر خربوزہ لے گیا تھا۔ اس سے توبہ کرتا ہوں۔ فوراً انبساط پیدا ہو گیا اور باطنی نسبت حسبِ سابق ظاہر ہو گئی۔

۹۴

۱۶ ار رجب المرجب ۱۲۳۱ھ ——— جمعرات

محفلِ فیض منزل میں حاضر ہوا۔ مرشد برحق نے فرمایا کہ میرے احباب میں سے جو راہِ صبر و توکل اور قناعت تقویٰ اختیار کر کے اپنے دل میں حضور و جمعیت اور انوار و کیفیات پیدا کر چکے ہیں۔ انہیں میری جانب سے اجازت ہے کہ طالبین کو بیعت کریں۔ لیکن جن حضرات کے صبر و توکل میں فتور ہے ان کے لئے بیعت کرنا اور کسی کو مرید بنانا درست نہیں ہے خواہ انہیں میری جانب سے اجازت مل چکی ہو کیونکہ ایسے حضرات حقیقت میں میری جانب سے مجاز نہیں ہیں۔

۹۵

۱۷ ار رجب المرجب ۱۲۳۱ھ ——— جمعۃ المبارک

فدوی حضور پُرنور میں حاضر ہوا۔ مرشد برحق نے ارشاد فرمایا کہ سیر آفاقی اپنے بیرونی انوار کے مشاہدے کا نام ہے اور سیر انفسی خود اپنے سینے کے انوار کو دیکھنے سے عبارت ہے ——— اس کے بعد ہدایت کو نہایت میں درج کرنے کا ذکر آیا۔ فرمایا کہ اس عبارت کے معانی تو بہت سے ہیں لیکن میرے نزدیک صورتِ احوال یہ ہے کہ جس وقت حضور و جمعیت حاصل ہو جاتی ہے اور کیفیات و جذبات اور واردات کی آمد ہوتی ہے

marfat.com

جذبہ بھی کہتے ہیں۔ اِن بزرگوں کے معاملہ کی ابتدار اسی سیر سے ہوتی ہے اور سیرِ آفاقی کہ سلوک اسی کا نام ہے، اسے اِسی سیر کے اندر طے کرتے ہیں ——— جبکہ دوسرے سلاسل میں ابتدائے کار سیرِ آفاقی سے کرتے ہیں اور سیرِ انفسی پر انتہا ہوتی ہے ——— کام کی ابتدا سیرِ انفس سے کرنا یہ اسی سلسلہ نقشبندیہ کی خصوصیت ہے اور نہایت کو ہدایت میں داخل کرنے کا مطلب بھی یہی ہے کہ سیرِ انفسی جو دوسروں کی انتہا ہے وہ ان بزرگوں (اکابرِ نقشبندیہ) کی ابتدار ہے۔ سیرِ آفاقی مطلوب کو اپنے وجود سے باہر تلاش کرنا ہے اور سیرِ انفسی اپنے اندر آنا اور اپنے دِل کے گرد پھرنا ہے۔ اسی معنی میں کہا ہے:۔

ہمچو نا بینا مہر ہر سوے دست
تا تو در زیرِ گلیم ست ہر چہ ہست [۱]

ان اصطلاحات میں سے خلوت در انجمن بھی ہے یعنی انجمن میں جو تفرقہ کا محل ہے، اس سے باطن کے راستے مطلوب کے ساتھ خلوت چاہیئے تاکہ بیرونی تفرقہ اندرونی حجرے کا راستہ نہ پائے:۔

از بروں در میاں بازارم
وز دروں خلوتیست با یارم [۲]

ابتدار میں اس کے اندر تکلف ہے لیکن انتہا تکلف سے خالی ہے ——— اس طریقہ نقشبندیہ میں یہ چیز جس طرح شروع میں حاصل ہوتی ہے اور اس کے حصول کے لئے جو راستہ وضع کیا گیا ہے وہ اس مبارک طریقے کے خصائص سے ہے، اگرچہ انتہائے کمال کو پہنچنے والے حضرات کو دوسرا طریقہ بھی حاصل ہو جاتا ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے۔

---

[۱] نابینا کی طرح اِدھر اُدھر ہاتھ نہ مار۔ جو کچھ ہے وہ تیری گدڑی کے نیچے ہے۔

[۲] باہر سے میں بازار کے اندر ہوں لیکن اندرونی طور پہ یار کے ساتھ خلوت ہے۔

marfat.com

اور حقیقت میں حضوری کا ملکہ اُسے حاصل نہیں ہُوا ہے، اس وقت تک وہ مقام یاد کرد میں ہے یعنی اس ذکر اذکار میں مشغول رہتا ہے جو شیخ نے اُسے تلقین فرمائے ہیں اور ہمیشہ تکلف کے ساتھ ان کی تکرار میں معروف رہتا ہے، یہاں تک کہ حضوری کے مرتبہ کو پہنچ جائے

سُررشتہ[1] دولت اے برادر بکف آر	ویں عمر گرامی بخسارت مگذار!
دائم ہمہ جا، باہمہ کس، در ہمہ کار	میدار نہفتہ چشم دل جانب یار

جب دائمی حضور اور ذوق میسر آجائے تکلف دُور ہو اور ملکہ حاصل ہو جائے کہ منفی کی نفی نہ ہو تو یہ یادداشت ہے —— یادداشت کے اور بھی کئی بلند پایہ معانی ہیں لیکن اس رسالے میں تفصیل کی گنجائش کہاں —— حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ذکر سے مقصود یہ ہے کہ دل ہمیشہ حاضر رہے اور اللہ جلّ شانہٗ کی جانب محبت اور تعظیم سے لو لگی رہے۔

ان اصطلاحات میں سے ایک بازگشت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ذکر نفی و اثبات کے بعد اپنے دل کے ساتھ یہ عہد کرے کہ الٰہی! اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ وَرِضَاكَ مَطْلُوْبِیْ یعنی اس کلمہ کے ذکر کا فائدہ یہ ہے کہ ہر خاطر کی نفی ہو جاتی ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد۔ یہاں تک کہ خالص ہو جاتا ہے اور سرِ ماسوا کے ذکر سے فارغ ہو بیٹھتا ہے۔ اگر خالص نہ ہو تو اس کلمہ کا ذکر خود کرتا رہے یا مرشد کی تقلید میں کہتا رہے تاکہ برکت اور اخلاص کیساتھ اُس کو اپنا مدعا حاصل ہو جائے۔

ان اصطلاحات میں سے ایک نگاہ داشت ہے جس کا مطلب خواطر کا مراقبہ کرنا ہے یعنی کلمۂ طیبہ کی تکرار کیوقت یہ کوشش کرے کہ غیر کا خطرہ دل میں نہ آنے پائے۔ ایک دو ساعت وقوف قلبی بھی ہے جو بیداری اور حضور قلب سے عبارت ہے یعنی حق سبحانہٗ و تعالیٰ سے اسطرح کو لگی رہے کہ قلب کو حق تعالیٰ سے غفلت اور غرض

---

[1] اے بھائی! دولت کا سررشتہ تو اپنے قبضے میں لے اور اس عمر عزیز کو نقصان کیساتھ نہ گزار۔ ہمیشہ ہر جگہ، ہر شخص کیساتھ، ہر کام میں دل کی آنکھ کو خفیہ طور پر یار کی جانب لگائے رکھ۔

marfat.com

ظاہری حواس تو جاسوس کا کام کرتے ہیں وہ دنیا کی خبریں اس کے دل تک پہنچاتے رہتے ہیں اور اسے تفرقہ میں مبتلا رکھتے ہیں اور جب صاحب دل اپنے دل کی جانب متوجہ رہتا ہے تو اس توجہ سے اس کے دل کے گرداگرد ایک قاجہ نما دیوار پیدا ہو جاتی ہے جس کے باعث دنیا کی خبریں دل تک پہنچنے سے قاصر رہ جاتی ہیں۔ اس حالت کے اندر دل مقصود اصلی میں مشغول ہوتا ہے اور بیکاری اس کے حق میں مفقود ہوتی ہے۔ جب وہ اس (ماسوا) طرف سے روک دیا جاتا ہے تو اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا کہ وہ مقصود حقیقی کی جانب متوجہ ہو جائے اور اس کے ذکر ذکر کے سوا اور کسی کی احتیاج نہیں رہ جاتی۔ کہا گیا ہے کہ دل دشمن سے ساز باز رکھتا ہے اور دوست کو طلب کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ دل کے آئینے سے زنگ کو دور کر دیا جائے تو ظہور نور کے سوا اور کچھ نہیں رہتا۔ میں نے مرشد برحق سے سُنا ہے کہ جس کے اندر ذکر قلبی اثر نہ کرے تو اُسے ذکر سے روک کر وقوف قلبی کا حکم دینا چاہیئے اور اس پہ توجہ ڈالنی چاہیئے تاکہ ذکر اس پر اثر انداز ہونے لگے۔

ان اصولوں میں سے وقوف عددی وہ ہے کہ نفی و اثبات کی گنتی سے جیسا کہ اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) کا معمول ہے واقف رہے، یہاں تک کہ ہر سانس میں طاق بار کہے نہ کہ جفت۔ کہا گیا ہے کہ یہ ذکر جب ایک سانس میں اکیس تک شرائط معتبرہ کے ساتھ پہنچ جاتا ہے اور پھر بھی اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ یعنی نیستی اور فنا وغیرہ کو نہ دیکھا تو یہ صورت حال اس عمل کے لاحاصل ہونے کی دلیل سمجھی جاتی ہے۔ (ایسی حالت میں) چاہیئے کہ سلوک و ذکر کو بڑے اخلاص و تقویٰ کے ساتھ لطیفہ سِر کے ذریعے حاصل کرے تو شاید فائدہ حاصل ہو جائے۔

ان اصولوں میں سے وقوف زمانی وہ ہے کہ اپنے اوقات کا حساب کرے۔ اگر اچھے اعمال کے ساتھ وقت گزارا ہے تو خدا کا شکر بجالائے اور اگر ناشائستہ کاموں میں وقت گنوایا ہے تو اپنی حالت کے موافق استغفار کرے (یہ بھی مدِ نظر رکھے کہ) ابرار کی

marfat.com

آیاتِ قرآنی میں سے ایک آیت ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بھی کلامِ الٰہی میں سے ایک کلمہ ہے. پس اس کلمہ طیبہ کو اگر کوئی اس لحاظ سے پڑھے کہ نہ کلامِ الٰہی سے ایک آیت ہے تو فیض اور قسم کا حاصل ہوگا اور اگر اسی کلمہ طیبہ کو اسی معنی کے لحاظ سے پڑھے کہ یہ وہ کلمہ ہے جس کے پڑھنے والا قائل مسلمان ہوتا ہے نیز ہم پیغمبرِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی جانب سے مامور ہیں کہ اس کلمہ کو زبان سے پڑھیں اور دل سے اس کے معنی کی تصدیق کریں۔ اگر یہ معنی دل میں رکھ کر پڑھیں گے تو دوسری قسم کا فیض حاصل ہوگا۔

یہ بھی فرمایا کہ کلمہ طیبہ کا پہلے معنی کے لحاظ سے پڑھنا جنبی کے لئے حرام ہے اور دوسرے معنی کے لحاظ سے خواہ کسی حالت میں ہو اس کا پڑھنا جائز ہے اگرچہ جنبی ہو یا حدث کی حالت میں ——— یہ بھی فرمایا کہ کلمہ طیبہ کا ورد خواہ زبانی کیا جائے یا قلبی، دوسرے معنی کے لحاظ سے عالمِ امر کے لطائف میں ترقی کا موجب ہوتا ہے اور پہلے معنی کے لحاظ سے کمالات وحقائق میں پورا پورا فائدہ دیتا ہے۔

یہ بھی فرمایا کہ نصف کلمہ طیبہ کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔ یہ تجلی صفات سے تعلق رکھتا ہے اور اس کا دوسرا حصہ جو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے، وہ تجلی ذات سے متعلق ہے. پس پہلے نصف حصے کے پڑھنے سے جو فیض آتا ہے اس کا مبدأ تجلی صفات ہوتا ہے اور دوسرے نصف حصے کے پڑھنے سے جو فیض حاصل ہوتا ہے اس کا مبدأ تجلی ذات ہے۔ ان دونوں میں کتنا واضح فرق ہے. حق یہ ہے کہ دونوں کے انوار و اسرار اور فیوض میں بہت تفاوت ہے اور جس کو چشم بینا عطا فرمائی گئی ہے وہ اس کا مشاہدہ بھی کرتا ہے۔ ——— اور یہ بھی فرمایا کہ طالب کو چاہیئے کہ مطلوب کی یاد سے ایک لحظہ بھی غافل نہ رہے. پھر یہ شعر پڑھا۔

ایں شربتِ عاشقی است خسروؔ
بے خونِ جگر چشید نتواں[1]

---

[1] اے خسروؔ! یہ عاشقی کا شربت ہے جسے خونِ جگر کے بغیر نہیں چکھا جا سکتا۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ چاروں مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) میں چار (یعنی ہر ایک میں ایک ایک) خصوصیات ہیں جنہوں نے ایک کو دوسرے سے ممتاز کیا ہوا ہے۔ مذہب حنفی کا خاصہ یہ ہے کہ اس میں ہدایہ ایسی کتاب ہے جس کے مانند دوسرے مذاہب میں کوئی کتاب نہیں ہے۔ مذہب شافعی میں امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہوئے کہ ایسا محقق دوسرے مذاہب میں کوئی نہیں ہوا۔ حنبلی مذہب میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہوئے جو مقربین بارگاہِ الٰہیہ (اولیاء اللہ) کے سرگروہ ہیں۔ مالکی مذہب میں خود حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وجود مبارک ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

۱۰۰

۲۲ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ ——— بدھ

حاضر بارگاہ ہوا۔ مولوی کرم صاحب نے بیعت کی تیسری مرتبہ تجدید کی۔ مرشد برحق نے ان کے حال پر بے انتہا نگاہِ مرحمت فرمائی۔ انہیں تبرک کے طور پر خرقہ و کلاہ کا تحفہ مرحمت فرمایا گیا اور ان کے حال پر بہت زیادہ توجہ فرمائی گئی۔ اس کے بعد عارفِ روم حضرت مولوی معنوی قدس سرہٗ کی مثنوی شریف کا درس شروع ہوا۔ جب طوطی اور سوداگر کی حکایت پڑھی جا رہی تھی اور ان اشعار تک نوبت پہنچی۔

ایں روا باشد وفائے دوستاں	من دریں حبس و شما در بوستاں
یاد آرید ای مہاں زیں مرغ زار	یک صبوحی درمیان مرغزار

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) پیدائش ۸۰ھ ۱۳۵ھ لکھتے ہیں۔ علم و فضل کے بحرِ بیکراں اور فقہ حنفی کے مدون و پاسبان ہوئے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۱۵۰ھ) کے ارشد تلامذہ سے ہیں۔ ان کے بعد قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۱۸۲ھ) کی شاگردی کی اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۱۷۹ھ) سے بھی استفادہ کیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۲۰۴ھ) آپ کے شاگرد ہیں۔ ۱۹۲ھ میں وصال ہوا۔

لہ اے دوستو! کیا یہ وفا جائز ہے کہ میں اس قید میں ہوں اور تم باغ میں۔ اس حقیر اور بے چین پرندے کو بھی یاد کر لو اور چراگاہ میں صبح کی شراب کا ایک دور چل پڑے۔

marfat.com

علیہ نے نقل فرمایا کہ ایک روز میں اپنے مرشدِ گرامی قدر یعنی حضرت سید السادات، سید نور محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ آپ نہایت مسرور بیٹھے ہیں۔ میں نے مسرت کا سبب دریافت کیا۔ تو حضرت سید صاحب نے ارشاد فرمایا کہ آج میں نے فقراء میں بہت سارے پنکھے تقسیم کئے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس عمل کی قبولیت کے باعث بارگاہ خداوندی سے فیوض و برکات کی بارش برسائی جا رہی ہے۔ اسی مجلس میں زبانِ مبارک پر یہ اشعار بھی آئے۔

مارا بغمزہ کشت و قضا را بہانہ ساخت[1]	خود سوی ما ندید و حیا را بہانہ ساخت
رفتم بمسجدی پئے نظارۂ رخش	دستی برخ کشیدہ دعا را بہانہ ساخت
دستی بدوشِ غیر نہاد از رہِ کرم	ما را چو دید لغزشِ پا را بہانہ ساخت
زاہد نداشت تابِ جمالِ پری رخاں	کنجی گرفت و ترسِ خدا را بہانہ ساخت

۱۰۲

۲۴ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ ——— جمعۃ المبارک

یہ غلام اس قبلۂ انام کے حضور حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز حلقہ میں بیٹھے ہوئے ہیں نے مشاہدہ کیا کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پرانوار سے ایک نوری چادر ظاہر ہوئی اور اس نے آکر تمام حلقہ کو اپنے احاطے میں لے لیا۔

---

[1] مجھے غمزہ سے مارا اور قضا کا بہانہ کیا۔ میری جانب نہ دیکھا اور حیا کا بہانہ کیا۔
میں اس کے چہرے کا نظارہ کرنے مسجد میں گیا تو دعا کا بہانہ کر کے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔
مہربانی سے اس نے اپنا ہاتھ غیر کے کندھے پر رکھا جب مجھے دیکھ لیا تو بھول چوک کا بہانہ کیا۔
زاہد پری رخوں کے جمال کی تاب تو رکھتا نہیں اس لئے ایک گوشے میں چھپ گیا اور خوفِ خدا کا بہانہ بنا لیا۔

marfat.com

پُر برابر بھی مسرور نہیں ہُوا، آخر فخر کس بات پر جبکہ افتخار پر مسرت مقدم ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ عباد الرحمٰن اِس دَور میں بہت بل جاتے ہیں لیکن عباد اللہ بہت ہی قلیل ہیں کہ اُن کی عبادت و بندگی خالص ذاتِ خدا کے لئے ہے نہ اِس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ انہیں روزی دیتا ہے۔ پالتا ہے اور اپنی انواع واقسام کی عنایات سے مشرف فرمایا ہے اور فرقہ اوّلی (عباد الرحمٰن) کے خلاف کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کی صفاتِ کاملہ کے باعث کرتے ہیں۔ اِن دونوں قسم کے نظریات میں بڑا فرق ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ مَیں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ میں عبداللہ (گروہِ عباد اللہ سے) ہوں لیکن آج کل کچھ عرصے سے میرے اندر عبداللہیت ظہور کر رہی ہے۔

۱۰۳

۲۵ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ ——— ہفتہ

حضور فیض گنجور میں حاضر ہُوا۔ مرشد برحق نے فرمایا کہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے لکھا ہے کہ دنیا کے فرقوں میں سے کوئی فرقہ بھی گمراہی پر نہیں ہے۔ ہر ایک راہِ ہدایت پر گامزن اور صراطِ مستقیم پر قائم ہے اور وہ اپنے اس قول پر اِس آیہ کریمہ سے دلیل پیش کرتے ہیں:۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا[1] اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ○

اور اسی مضمون کو مولانا رُوم نے یُوں بیان کیا ہے:۔

پس[2] بدی مطلق نباشد در جہاں
بد بہ نسبت باشد ایں را ہم بداں

اور حافظِ شیراز یُوں فرماتے ہیں:۔

---

[1] کوئی چوپایہ ایسا نہیں جس کو وہ پیشانی سے پکڑے ہوئے نہ ہو۔ بیشک میرا رب سیدھے راستے پر ملتا ہے۔

[2] دنیا میں بدی مطلقاً نہیں ہوئی۔ بُروں سے نسبت رکھنے کے باعث لوگ بُرے ہوجاتے ہیں۔

marfat.com

فرمایا، یہ ہے کہ اپنی باطنی ترقی کے احوال اور طالبین کے رجوع و ترقی کے حالات تحریر کرو۔ والسلام۔

۱۰۵

۲۷ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ ——— پیر

یہ غلام حضور پُر نور کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ مرشدِ برحق بارگاہِ خداوندی میں گریہ و زاری پیش کر رہے ہیں اور غلبۂ شوق کے باعث بار بار اس شعر کو دُہرا رہے تھے:

قافلہ شد واپسی مابنیں

اے کس ما بے کسے مابیں ۱؎

اِس کے بعد سیدِ اولادِ آدم، سرورِ عالم، فخر المسلمین، محبوب رب العالمین، شفیع المذنبین، خاتم النبین، علیہ افضل الصلوٰۃ المصلین کا ذکر مبارک آیا۔ مرشدِ برحق نے بار بار قصیدہ بُردہ شریف کا یہ شعر پڑھا۔

ھُوَ الحَبِیبُ الَّذِیْ تُرْجیٰ شَفَاعَتُہٗ

لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمٖ

۱۰۶

۲۸ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ ——— منگل

حضورِ والا کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ مرشدِ برحق نے میر قمر الدین سمر قندی سے ارشاد فرمایا کہ کوشش کرو تاکہ جو ذات مسجود خلائق ہے اس کے کچھ اسرار تم پہ غلبہ کریں، یہانتک کہ تم خود کو مسجودِ خلائق دیکھنے لگو ——— اس کے بعد دام اللہ سمر قندی شیرازی سے فرمایا کہ

قافلہ واپس گیا دیکھو مجھے

پیچھے یہ بے کس رہا دیکھو مجھے ۱؎

۲؎ وہی حبیب ہے جس کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے دِل ہلا دینے والے مصائب میں۔

marfat.com

بہر چہ از دوست دا مانی چہ کفراں حرف چہ ایماں[1]
بہر چہ از یار دورافتی چہ زشت آں نقش چہ زیبا

مرشدِ برحق نے حاضرین سے پوچھا کہ شعر کا مطلب بتاؤ جبکہ کفر کے سبب مطلوب سے باز آنا تو صاف بات ہے لیکن اسلام سے کس طرح باز رہنا چاہیئے؟ حاضرین خاموش ہو گئے تو مرشدِ گرامی قدر نے فرمایا کہ مطلوب کی طرف سے ایمان سے باز رہنا یوں سمجھ میں آتا ہے کہ سالک کو ابتدائی احوال میں جب حضور مع اللہ حاصل ہوتا ہے تو اس حالت میں نوافل اور تلاوت وغیرہ امور سے فساد واقع ہوتا ہے جبکہ تلاوت و نوافل ایمانیت سے ہیں۔ پس سالک کو اس حالت میں حضور کی حفاظت اور کثرتِ نوافل و تلاوت کو ترک کرنا پڑتا ہے کیونکہ یہ مانع حضور ہیں اور اس وقت مرشدِ برحق نے یہ شعر پڑھا۔

صیدِ تو بمنقارِ وفا برکند از بال[2]
ہر پر کہ نہ آشفتۂ دام تو باشد

اس کے بعد حضور فیض گنجور میں بعیت کی تکرار کا ذکر آیا۔ مرشدِ برحق نے ارشاد فرمایا کہ طالب کو متعدد شیوخ سے بعیت ہونا جائز ہے۔ چنانچہ صحابۂ کرام نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے بعیت کی اور اُن کے وصال کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بعیت مصافحہ کیا اور ظاہر ہے کہ حضرت خلفائے راشدین سے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا بعیت ہونا امورِ آخرت کے لئے تھا نہ کہ دنیاوی اُمور کے لئے۔ پس اس سے

---

[1] وہ چیز جس کے باعث تو دوست کے نزدیک ہو جائے وہ خواہ کفر ہو یا ایمان اور جس نقش کے باعث تو یار سے دُور ہو جائے وہ بدصورت ہو یا خوشنما، دونوں برابر ہیں۔

[2] تیرا شکار وفا کی چونچ سے ہر اُس پر کو چھڑا لیتا ہے جو آشفتۂ دام نہ ہو۔

marfat.com

آفتاب جہان تاب بن کر تاباں و درخشاں ہو جاتا ہے (یعنی شعبان المعظم کا مہینہ برکات کے ظاہر ہونے کا مژدہ ہے اور رمضان المبارک ظہور کا موسم) اس کے بعد آپ کے حضور اُن صُوفیہ کا ذِکر آیا جو آجکل سماع و رقص میں مشغول ہیں اور جنھوں نے توحیدِ وجودی اپنا مذہب بنایا ہُوا ہے۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ:۔

صوفیان این زمان کہ بلہو ولعب و غنا و رقص مشغول اند و توحید خیالے شعار خود ساختہ اند مثل اکابرین توحید حالیہ خود را می دانند و بے تحاشی کلمات آنرا میگویند نمیدانند کہ بالحاد و زندقیت گرفتار شدہ اند۔ من از مذہب ایشان بیزارم و ایشان را مرا از علمای ظواہری دانند نمی فہمند کہ طریقۂ صوفیہ طریقۂ متابعت سنّت سنیہ است علی صاحبہا الصّلوٰۃ والتحیۃ۔ (ص ۱۱۲)

اس زمانے کے صوفیہ لہو ولعب اور غنا و رقص میں مشغول ہیں اور خیالی توحید کو اپنا شعار بنایا ہُوا ہے اور خود کو موجودہ توحید (توحید شہودی) کے اکابر کی مثل جانتے ہیں اور بے تحاشہ ان حضرات کے کلمات (اقوال) زبان پہ لاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ وہ الحاد و زندقہ میں گرفتار ہیں۔ مَیں اُن کے مذہب سے بیزار ہوں اور وہ لوگ مجھے ظاہری علماء کے زمرے سے جانتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ صوفیہ کا طریقہ سنّت سنیہ علی صاحبہا الصّلوٰۃ والتحیۃ کی متابعت (پیروی) ہی کا راستہ ہے

ع آں ایشانند من چنینم ہر دم[1]

۱۰۹

۲، شعبان المعظم ۱۲۳۱ھ ——— جمعۃ المبارک

بندہ حضورِ والا کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ مرشدِ برحق نے ارشاد فرمایا کہ صوفی کو

[1] ع وہ ایسے اور میں ہر دم ہوں ایسا

marfat.com

کہ اپنی دیدۂ جان سے محبوبِ انس و جاں کے جمالِ جہاں آرا کا نظارہ کیا۔ حق یہ ہے کہ وہ اس زمرے میں شامل ہوا جس کو یہ بشارت دی گئی ہے کہ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ۔

۱۱۱

۴ شعبان المعظم ۱۲۳۱ھ ــــــ اتوار

یہ غلام اس قبلۂ انام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مرشد برحق نے فرمایا کہ میرے مرشد و ہادی حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید نور اللہ مرقدہ المجید نے فرمایا ہے کہ ایک رات میں حبیب کبریا، محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور اسی طرح زیارت سے مشرف ہوا کہ اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہم بستر پایا اور درمیان میں نہ کوئی حجاب تھا اور نہ فاصلے کی گنجائش تھی۔ اس وقت جو عنایات اس بندہ کے حال پر فرمائی گئیں وہ شرح و بیان سے باہر ہیں۔ اس کثیر البرکت صحبت کا اثر میں مدتوں اپنے اندر محسوس کرتا رہا۔

۱۱۲

۵ شعبان المعظم ۱۲۳۱ھ ــــــ پیر

یہ فدوی محفل شریف میں حاضر ہوا۔ مرشد برحق نے فرمایا کہ:-

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ تطبیق در کلام حضرت محی الدین ابن العربی و حضرت مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمودہ اند و در توحیدِ وجودی و شہودی نزاع لفظی قرار دادہ اند۔ ایشاں بسیار بزرگ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محی الدین ابن العربی اور حضرت مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کلام میں تطبیق فرمائی ہے اور توحید وجودی و توحید شہودی کو لفظی نزاع قرار دیا ہے۔ یہ بہت

marfat.com

حیات بودند و این معارف می شنودند می فہمیدند و طلب افادہ می نمودند ۔ (ص ۱۱۲)

اللہ علیہ بقیدِ حیات ہوتے اور ان معارف کو سنتے تو سمجھ جاتے اور آپ سے افادہ طلب کرتے ۔

مرشدِ برحق نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بے نہایت ہے بالکل حد نہیں رکھتا کہ کوئی اس کی حد تک پہنچے۔ وہ سبحانہٗ وتعالیٰ وراُ الورا ہے۔ پھر وراُ الورا ہے۔

الٰہی اوّل تو ورائی اوّل

حیراں ز تو انبیأ و رُسل

ہر شخص اپنے حوصلہ اور طاقت کے مطابق اس کی جانب دوڑتا، اپنی استعداد کے موافق حصّہ پاتا ہے لیکن کوئی اس کی کنہِ ماہیت تک نہیں پہنچا۔

دُوربینانِ بارگاہِ الست

غیر ازیں پی نبردہ اند کہ ہست

۱۱۳

۶ شعبان المعظم ۱۲۳۱ھ — منگل

یہ بندہ حضورِ پر نور کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نے ارشاد فرمایا کہ فقیری چند اعمال کا نام ہے جن پر ہمیشہ کاربند رہنا سالک کے لئے ضروری ہے۔ فقر علمِ سلوک اور مراقبات کا نام نہیں ہے کہ جن کے ذکر سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ یہ ایک ایسا خزانہ ہے جو سینے میں رکھنا چاہیئے، علم کی طرح نہیں ہے کہ جس کو سفینے (کتابیں) میں رکھتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کے حضور ذکر آیا کہ جہانِ فانی سے انتقال کر جانے کے بعد ولی کی ولایت باقی

لہ تو ایسا اول ہے کہ اوّل سے بھی ورے ہے۔ تیرے بارے میں انبیاء و رُسل بھی حیران ہیں۔

لہ بارگاہِ الست کے دُوربین حضرات نے بھی اس کے سوا کچھ نہ کہا کہ وہ ہے۔

marfat.com

دماغ تک پہنچاتے ہیں اور اِلّٰہ کو دماغ سے دائیں کندھے تک لاتے ہیں اور اِلّا اللہ کو دائیں کندھے سے کھینچ کر دل پہ ضرب لگاتے ہیں۔ اس طریقے پہ سارے ہی لطائف جو سینے میں واقع ہیں آ جاتے ہیں اور جب سانس گھٹنے لگتا ہے تو ذکر چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن ہر سانس میں کلمہ طیبہ طاق بار پڑھتے ہیں اور ناک سے سانس گزارنے کے وقت جب سانس لیتے ہیں تو کلمہ "محمد رسول اللہ" کو اس طور طریقے سے کہتے ہیں کہ یہ کلمہ طیبہ دل میں اُتر آئے اور رگ و پے میں سرایت کر جائے۔

۱۱۵

۸ شعبان المعظم ۱۲۳۱ھ ——— جمعرات

حضورِ والا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ میں طالب پہ سب سے پہلے عالمِ امر کے پانچوں لطائف کی جُدا جُدا توجہ ڈالتا ہوں اور اس کے بعد لطیفہ نفس کی نسبت کے القاء کے ذریعے ان کا تصفیہ کرتا ہوں نیز پانچوں لطائف کو جو چراغ کی طرح روشن ہیں، جمع کر کے پوری ہمت کے ساتھ پانچوں چراغوں کو ایک مشعل بنا کر اڑانے لگتا ہوں۔ اس کے بعد فرمایا۔

ع تا یار کرا خواہد و میلش بکہ باشد[1]

۱۱۶

۹ شعبان المعظم ۱۲۳۱ھ ——— جمعۃ المبارک

حضورِ فیض گنجور میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت مجدد الف ثانی قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہٖ السامی کے مکتوبات قدسی آیات کا درس ہو رہا تھا۔ مکتوب...... پڑھا جا رہا تھا، جو مخدوم زادۂ کلاں (خواجہ محمد صادق) علیہ الرضوان کے نام ہے۔ یہ اُس طریقے

---

[1] یار کس کو چاہتا ہے اور اس کا میلان کس کی جانب ہے۔

marfat.com

نہ من بر آن گلِ عارض غزل سرایم و بس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزارہ رانند

۱۱۷

۱۰ شعبان المعظم ۱۲۳۱ھ ــــــــ ہفتہ

محفل فیض منزل میں حاضر ہوا۔ مرشد برحق نے فرمایا کہ اس طریقہ شریفہ (عالیہ نقشبندیہ)

میں کام کا دار و مدار پانچ چیزوں پہ رکھا گیا ہے،

اوّل :۔ سالک کی توجہ دل کی جانب ہونا۔

دوم : دل کی توجہ خالق کائنات کی طرف ہونا۔

سوم : خطرات سے غافل ہونا۔

چہارم : ذکر میں مشغول رہنا۔

پنجم : اس معنی کا دل میں لحاظ رکھنا کہ اے خداوندا! میرا مقصود تو ہے اور میں تیری رضا تلاش کرتا ہوں، پس تو اپنی محبت و معرفت کو میری منزل بنا دے۔

پس جو کوئی ہر وقت ان پانچوں امور کی جانب مائل ہے اُسے پانچ نتائج حاصل ہوتے ہیں اور جس کسی کو وہ پانچ نتائج حاصل ہو جائیں وہ محبوب حقیقی سے واصل ہے۔

(وہ پانچ نتائج یہ ہیں)۔

اوّل : ذکر سے لطائف کا ذاکر ہو جانا۔

دوم : جمعیت و بے خطرگی کا حاصل ہونا۔

سوم : دل میں حق تعالیٰ کی جانب توجہ پیدا ہو جانا۔

چہارم : لطائف میں اُوپر کی جانب جذب و کشش پیدا ہو جانا۔

پنجم : سالک کے دل پہ وارداتِ الٰہیہ کا وُرود ہونے لگے کہ جس سے مُراد وجود

لہ میں اکیلا ہی تیرے عارض کا غزل خواں نہیں ہوں بلکہ تیری ہر جانب ہزاروں بُلبلیں نغمہ سرا ہیں۔

marfat.com

کے ہاتھ اٹھا کر خیالِ وصال سے دِل کو تسلی دے رہا ہوں۔ اپنی آنکھوں کی پتلی کو اپنے مژگاں (پلکوں) سے جُدا کر کے اس نازنین کے نازک کفِ پا پہ رکھ کر ملتا اور یُوں نالہ و فریاد کرتا ہوں۔ (مؤلف کا شعر ہے)۔

مِلے ہے قیس تصوّر میں بھی جو لیلیٰ سے
مِلے ہے مردمکِ چشم کو کفِ پا سے

کبھی اُس کے قدِ قامت سراپا آفت کا تصوّر کر کے خود کو اس پہ نثار کرتا ہوں اور کبھی اس کی صورت رشکِ ملامت کا خیال لا کر یُوں بصد عجز و نیاز جان پیش کرتا ہوں۔

بدل تصوّرِ روزِ وصال باندھ کے ہم
بلائیں لیتے ہیں کیا کیا خیال باندھ کے ہم

۱۱۹

۱۲؍ شعبانُ المعظم ۱۲۳۱ھ ——— پیر

فدوی محفلِ فیض منزل میں حاضر ہُوا۔ مرشدِ برحق نے ارشاد فرمایا کہ ہر واقعہ جو بھی اُسے پیش آئے، خواہ وہ منع و عطا ہو یا جَور و جفا، اسے خدا کا فعل جانے، عارف و متعرف کے درمیان یہ فرق ہے کہ عارف کو جو چیز عطا فرمائی جائے یا زد و کوب کیا جائے تو وہ بغیر فکر و تامل کے اُسے حق تعالیٰ کا فعل جانتا ہے اور متعرّف وہ ہے کہ فکر و تامل کے بعد اُسے حق تعالیٰ کا فعل جانے۔

جو کوئی تفصیلی واقعات کی صورت میں اور جدید و متضاد حالات میں جیسے ضرر و نفع، عطا و منع، قبض و بسط، ضرر رساں و نفع بخش، معطی و مانع اور قابض و باسط حق تعالیٰ کو دیکھے اور پہچانے یعنی بغیر توقف اور رویت کے، اس کو عارف کہتے ہیں اگر پہلی مرتبہ اس بات سے غافل رہا اور تھوڑی دیر میں ذہن اِدھر حاضر ہُوا اور فاعل مطلق جلّ ذکرہٗ کو صورتوں، واسطوں اور رابطوں کے بعد پہچانا تو اُسے متعرف کہتے ہیں

marfat.com

کرم اللہ وجہہ، است و حضرت
فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دریں توسط
شریک اند۔ بعد ازاں آئمہ
اثنا عشرہ حضرت غوث الاعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
حاملِ بار ایں امانتِ ولایت
اند۔ لیکن دریں ہزار دوم
حضرت مجدد الفِ ثانی
قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہٖ
السامی نیز دریں امر شرکت دارند
مقرر است کہ دریں الفِ ثانی
ہر کس کہ بدرجۂ ولایت میرسد
در ہر خاندان کہ متوسل باشد
بدوں توسط ایشان کشود ایں راہ
غیر ممکن ست۔ بتوجہ و
امداد ایشاں طے ایں مراحل می
نماید اگرچہ اقطاب و ابدال و اوتاد
و اغواث باشند۔ ضروری
نیست کہ خبر و آگاہی از توجہ
و مددِ ایشان داشتہ
باشند۔ (ص۔ ۱۱۷)

الکریم کا وجودِ مسعود ہے اور
حضرت فاطمہ خاتونِ جنت رضی اللہ
تعالیٰ عنہا اس توسط میں شریک ہیں
ان کے بعد بارہ امام ہیں اور حضرت
غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
اس امانتِ ولایت کے بار کو اٹھانے
والے ہیں لیکن اس دوسرے ہزار
سال (۱۰۰۱ھ تا ۲۰۰۰ھ) میں
میں حضرت مجدد الف ثانی قدسنا اللہ
تعالیٰ باسرار السامی بھی اس امر میں
شرکت رکھتے ہیں۔ یہ مسلّمہ ہے کہ اس
دوسرے ہزار سال میں جو بھی درجہ
ولایت تک پہنچا (یا پہنچے گا) خواہ وہ
کسی سلسلے سے ہو۔ ممکن نہیں کہ
بغیر ان کے توسط (واسطہ و وسیلہ)
کے اس راہِ ولایت کھلے۔ ان کی توجہ
اور امداد سے اس راستے (راہِ ولایت)
کی منزلیں طے کی جاتی ہیں خواہ کوئی
قطب، ابدال، اوتاد یا غوث ہی کیوں
نہ ہو۔ ضروری نہیں کہ وہ ان کی
توجہ اور مدد سے خبردار اور مطلع ہو۔

سرورِ کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی کرنے والوں کو آپ کی اتباع و محبت کے باعث نماز کے ذریعے اس دولتِ عظمیٰ اور موہبتِ کبریٰ سے حظِ وافر اور حصۂ کامل عطا فرمایا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اس سے جسے چاہے نوازے۔

۱۲۳

۱۶ شعبان المعظم ۱۲۳۱ھ ـــــ جمعۃ المبارک

یہ غلام حضورِ والا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں کچھ روپے لے کر آیا اور عرض گزار ہوا کہ انہیں خانقاہ کے درویشوں پہ تقسیم فرما دیجئے۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ ہر ایک تنگہ ملے گا۔ اس وقت خانقاہِ عالیہ میں ایک دس صوفیہ حضرات تھے، جو اپنے اپنے وطن کو طلبِ حق تعالیٰ میں چھوڑ کر یہاں کے ہو گئے تھے۔ پس ہر درویش کو ایک تنگہ دیا گیا اور فرمایا کہ ہم بھی اس زمرہ میں شمار ہیں لہٰذا ایک تنگہ ہم لیں گے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیۂ مبارکہ تلاوت فرمائی کہ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ[1]۔

۱۲۴

۱۷ شعبان المعظم ۱۲۳۱ھ ـــــ ہفتہ

حضورِ فیض گنجور میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کی بارگاہ میں اس حدیثِ پاک کا ذکر ہو رہا تھا کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں:۔

(۱) سلام کا جواب دینا (۲) بیمار ہو تو عیادت کرنا۔ (۳) اس کے جنازے کے پیچھے جانا۔
(۴) اس کی دعوت قبول کرنا۔ (۵) اس کی چھینک کا جواب دینا۔

---

[1] اور اللہ غنی ہے اور تم (سب کے سب) فقیر ہو۔

marfat.com

لطائف کی فنا مرحمت فرمائے۔ بزرگوں کا مقولہ ہے کہ فنا فضلِ خداوندی ہے۔ اِس فنا کا حاصِل یہ ہے کہ سالک کے باطن میں نیستی کا ظہور ہو جائے اور وہ ہر وقت افعال و صفات کو حق سبحانہٗ سے منسوب پائے گا اور خود کو نیستی اور عدم دیکھے گا اور اُس وقت رذائل کی شکست (خاتمہ) میسّر ہو جائے گی۔

۱۲۵

۱۸ ، شعبانُ المعظم ۱۲۳۱ھ ــــــ اتوار

یہ کمینۂ درویشاں اُس ہستی کی بارگاہ میں حاضر ہوا جو واقفِ دقائقِ قرآن اور کاشفِ حقائقِ فرقان ہے۔ مرشدِ برحق اس وقت کلامِ الٰہی کے معانی و تفسیر بیان فرما رہے تھے۔ اس کے بعد تحمیدؔ، تکبیر اور تہلیل کا ذکر آیا۔ مُرشدِ گرامی قدر نے ان کے معانی کی مطابقت ارشاد فرمائی۔

اِس غلام نے آپ کے حضور ایک گزارش پیش کی جس کے جواب سے آپ نے سرفراز فرمایا، جو یہ ہے، ــــ القاب و خطاب میں مبالغہ نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ شریعت مطہرہ میں ایسا کرنا جائز نہیں ہے، لہٰذا ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ کوشش یہ کرنی چاہیئے کہ عالمِ امر کے یہ لطائف اور وہ حالات جو لطیفۂ نفس کی سیر کے ساتھ پیش آتے ہیں، ایک ہو جائیں اور فنا و نیستی اور دیدِ قصور کا غلبہ ہو جائے اور رذائل اخلاق کا خاتمہ ہو جائے جس کے باعث تہذیبِ اخلاق میسّر آ جاتی ہے۔

اپنے پیرانِ کبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ارواحِ مبارکہ کے واسطے سے خدائے ذوالمنن کی بارگاہ میں التجا کرنی چاہیئے کہ اقربیّت کا بھید ظاہر ہو جائے چنانچہ وحدت و توحید کا بھید لطیفۂ قلب کی سیر میں ظاہر ہو جاتا ہے اور طاقت کے مطابق اعمال اختیار کرے

marfat.com

اللہ کے رسول ہماری مدد فرمائیے) اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھی۔ اس کے بعد ایک شخص آپ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوا کہ اہلِ حق میں سے بھی کتنے ہی حضرات نے بڑے مجاہدے کیے ہیں چنانچہ حجازِ مقدس کی جانب سفر کرتے ہوئے حضرت ابراہیم بن ادہم بلخی[1] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہر قدم پہ دوگانہ ادا فرمایا تھا۔ مرشد برحق نے فرمایا کہ درست ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت آدم بنوری[2] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی مسجدِ قبا سے مسجدِ نبوی تک اسی طرح ہر قدم پہ دوگانہ پڑھتے ہوئے گئے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کھلے کافروں نے بھی جرأت نہیں کی۔ موصوف کے ان غیر اسلامی نظریات کی صدائے بازگشت پوری شدت کے ساتھ آج بھی سنی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایسے بدعقیدہ لوگوں اور نام نہاد مسلمانوں کے شر سے محفوظ و مامون رکھے، آمین۔

لہ آپ مشہورِ زمانہ درویش حضرت ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی والدہ سلطانِ بلخ کی شہزادی تھیں۔ اپنے نانا شاہِ بلخ کی وفات کے بعد تخت نشین ہوئے لیکن طبیعت فقیری کی جانب مائل تھی اور عبادت و ریاضت میں اکثر مشغول رہتے تھے۔ آخر کار تخت و تاج چھوڑ کر صحرا نشین ہو گئے۔ خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۱۸۷ھ) سے خلافت پائی۔ کمال کے انتہائی درجے تک پہنچے اور ۲۶ر جمادی الاولیٰ ۱۶۲ھ میں وصال ہوا۔

۲ہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صحیح النسب سید اور روم کے رہنے والے تھے۔ ترکِ وطن کر کے سرہند شریف کے مضافات میں اقامت پذیر ہوئے۔ آپ عطیۂ نبوی تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے نامور خلفاء میں آپ کا شمار ہے۔ آپ اگرچہ ان پڑھ تھے لیکن حافظِ قرآن اور عالم متبحر و شیخ کامل ہوئے۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی آپ کے ذریعے بہت اشاعت ہوئی۔ ۱۴ شوال ۱۰۵۴ھ کو مدینہ منورہ میں وفات پائی اور قبۂ عثمانی کے پاس جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

marfat.com

ہے نیز کمال۔ اطمینان، صفائے باطن اور بے کیف اتصال میسر آجاتا ہے۔ علاوہ بریں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شریعتِ مطہرہ کا اِتباع، بے رنگی اور انتہائی لطافتِ باطن بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی انتہائی تنزیہ کے باعث اس بلند و بالا ذات سے کسی کو کوئی نسبت نہیں۔ نہ عینیت و اتحاد کی نسبت ہے اور نہ ظلّیت کی۔ احاطہ ذاتی اور وجود کا سریان اس کے حضور مسلوب ہو جاتا ہے کیونکہ کہاں عاجزہ مٹی اور کہاں ربّ تعالیٰ کی بلند و بالا ذات اسی مقام کے بارے میں حضرت مجدّد الفِ ثانی قدس سرّہٗ نے فرمایا ہے کہ وہ وہ مقام ہے کہ یہاں پہ ہر نزدیک دوری چاہتا ہے اور ہر واصل مہجوری کا متلاشی ہے۔

اِس کے بعد مرشدِ برحق نے فرمایا کہ حضرت حاجی محمد افضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے جنہیں مرشدی و مولائی شہید نور اللہ مرقدہ المجید اپنا پیر و مرشد کہا کرتے تھے، اگرچہ آپ نے اُن سے باطنی استفادہ نہیں کیا تھا لیکن ابتدائی ایام میں اُن سے استفادہ کا ارادہ کیا تھا اور اسی ارادے کے باعث انہیں اپنا مرشد قرار دیتے تھے۔ انہوں نے دس سال کے قریب حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند قدس سرّہٗ کی خدمت میں گزارے اور اتنی ہی عمر حضرت خواجہ عبدالاحد قدس سرّہٗ کی خدمت میں بسر کی اور پورا سلوک ان دونوں حضرات سے حاصل کیا۔ ایک روز ادراک نہ کرنیکے باعث آپس میں باتیں کرنے لگے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ جو کچھ میرے اندر ہے وہ آپ کے اندر بھی ہے۔ دوسرے نے کہا

ف۱ آپ خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۱۰۷۹ھ) کے دوسرے فرزند ہیں۔ جمعۃ المبارک کے روز ۷، رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ میں پیدائش ہوئی۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرّہٗ نے حضرت عروۃ الوثقیٰ کو ان کی پیدائش کی بشارت دی تھی۔ کمالاتِ عالیہ میں اپنے والدِ محترم اور جدِّ امجد کا نمونہ ثابت ہوئے۔ ۱۰۷۰ھ میں قطب الاقطاب اور قیوم ثابت ہوئے۔ ۱۱ ربیع الاوّل ۱۰۷۹ھ سے والدِ محترم کے جانشین ہوئے اور ۲۹ محرم جمعۃ المبارک کی رات میں ۱۱۱۴ھ کو سرہند شریف کے اندر وصال فرمایا۔

ف۲ خواجہ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے اور خواجہ محمد سعید رحمۃ

marfat.com

بے ادبی ہے لیکن میرے نزدیک ہندوؤں کی کسی کتاب میں معارف ثابت نہیں ہیں۔

۱۲۹

۲۲ر شعبان المعظم ۱۲۳۱ھ — جمعرات

یہ بندہ حضورِ والا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نے ارشاد فرمایا کہ حضرت مرشدی مولائی شہید نوراللہ مرقدہ المجید طالبین کو دو سال میں لطیفۂ قلبی کا سلوک طے کرواتے ایک سال میں لطیفۂ نفس اور دو سال میں دیگر لطائف، تاکہ طالب درجۂ کمال تک پہنچ جائے اور باقی نصف سلوک کے جو کمالات باقی رہتے اُن کی پانچ سال میں تکمیل فرمایا کرتے تھے۔

اِس کے بعد ایک شخص عرض گزار ہوا کہ آپ کی خدمت میں تو لطیفۂ قلب ایک سال میں طے ہو جاتا ہے اور دوسرے مقامات بھی اسی طرح جلدی حاصل ہو جاتے ہیں۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ میں خود اس معاملے میں حیران ہوں کہ یہاں اتنی دیر کیوں نہیں لگتی۔ سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ یہ خدائے ذوالمنن کی نظرِ عنایت ہے کہ جس نے میرے نزدیک دُور دراز راستے کو قریب کر رکھا ہے۔

اِس کے بعد فرمایا کہ اس مسافت کو طے کرنے کی مدت دس سال ہی مقرر ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہر مقام کا رنگ توجہ کی کثرت اور پیروں کی عنایت کے باعث تھوڑی مدت میں حاصل ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ حضرت شیخ محمد عابد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اکثر طالبین کو تھوڑے عرصے میں راہِ سلوک طے کروادی تھی۔ اچانک نادر شاہی فساد رُونما ہو گیا اور اُن طالبین کا باطن مکدر ہو گیا۔ اور یوں محسوس ہونے لگا کہ گویا وہ نسبت ہی سے خالی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مرشدی و مولائی شہید نوراللہ مرقدہٗ المجید سالک پہ ایک مقام سے دوسرے کی توجہ نہیں ڈالتے تھے جب تک اس مقام میں طول و عرض ایک جگہ جمع نہ ہو جائیں اور اسی لیے راہِ سلوک طے کرنے کی مدت دس سال مقرر فرماتے تھے۔ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ (یہ ہیں پورے دس)

marfat.com

۱۳۲

۲۵ شعبان المعظم ۱۲۳۱ھ ———— اتوار

محفلِ فیض منزل میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ حضرت خواجۂ خواجگان، پیرِ پیران، خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی تھی۔ کہ میرے جنازے کے ساتھ چلنے والے قرآنِ کریم اور درود پاک نہ پڑھیں، ان کی بے ادبی نہ ہو۔ ہاں یہ شعر ضرور پڑھیں:۔

مفلسانیم آمدہ در کوئی تو | شیئ اللہ از جمالِ روئی تو
دست بکشا جانب زنبیلِ ما | آفریں بر دست و بر بازوئی تو

اس کے بعد آپ کے حضور ذکر خفی کی بات چل نکلی۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ جب دِل کی جانب توجہ کی جاتی ہے تو وہ ذاکر ہو جاتا ہے اور انتظار پیدا ہو جاتا ہے اس کے بعد لطیفۂ روح کی طرف توجّہ کی جاتی ہے۔ اس میں بھی ذکر جاری ہو کر توجّہ الی اللہ پیدا ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ عالمِ امر کے جملہ لطائف میں سے ہر لطیفہ میں یہی حاصل ہوتا ہے جس کا خلاصہ انتظار و توجّہ ہے۔ اس کے بعد انتظار کم ہو جاتا ہے اور توجّہ کمزور اور مُردہ سی ہو جاتی ہے۔ اِس کا مطلب انتظار و توجّہ کا رخصت ہو جانا نہیں ہے بلکہ اس وقت اِن کا ادراک نہیں ہوتا، بایں وجہ اس حالت کو ذکرِ خفی یا دِ حقیقی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس کے بعد لطیفۂ نفس، عناصرِ ثلاثہ، پھر عنصرِ خاک، اِن کے بعد ہیئت وحدانی میں اسی طرح ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے مرحمت فرمائے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

۱۳۳

۲۶ شعبان المعظم ۱۲۳۱ھ ———— پیر

حضور کی مجلسِ عالی میں حاضر ہوا۔ مرشدِ گرامی قدر نے فرمایا کہ:۔

marfat.com

صبح می نمودند کہ حضرت شاہ سکندر
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خرقہ جناب حضرت
غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بامرِ
جدِ بزرگوار خود عارف و کاشفِ
اسرارِ خفی وجلی حضرت شاہ کمال کیتھلی
قدس سرہٗ آوردہ بر سر ایشان انداختند
ایشاں در بحرِ انوارِ نسبتِ قادریہ غرق
شدند۔ دراں وقت بخاطر ایشاں
گذشت کہ من خلیفہ خاندانِ نقشبندیہ
ام الحال کہ نسبتِ قادریہ مرا
احاطہ نمودہ است مبادی
کبرائے ایں طریق رنجیدہ شوند
فی الحال مشاہدہ نمودند کہ
حضرت غوث الاعظم
مع حضرت شاہ کمال کیتھلی
و حضرت خواجہ بہاء الدین
نقشبند مع اکابران تا بحضرت
خواجہ باقی باللہ و حضرت خواجہ
معین الدین چشتی و
حضرت شیخ شہاب الدین
سہروردی و حضرت شیخ نجم الدین

وقت حلقہ کئے ہوئے تھے کہ
شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت
غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خرقہ
اپنے جدِ امجد، واقفِ اسرارِ خفی
وجلی حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس
سرہٗ کے حکم سے لاکر ان کے سر
پر ڈال دیا۔ اسی وقت یہ (حضرت
مجدد الفِ ثانی) نسبتِ قادریہ کے
انوار کے سمندر میں غرق ہو گئے
اس وقت حضرت مجدد الفِ ثانی علیہ
الرحمہ کے دل میں خیال آیا کہ میں
تو خاندانِ نقشبندیہ کا ایک
خلیفہ ہوں اور اس وقت نسبتِ قادریہ
نے میرا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اس صورتِ حال
سے کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے طریقے کے
اکابر ناراض ہو جائیں۔ اسی وقت آپ
نے دیکھا کہ حضرت غوثِ اعظم مع شاہ
کمال کیتھلی اور حضرت خواجہ بہاء الدین
نقشبند سلسلہ نقشبندیہ کے خواجہ
باقی باللہ تک اکابر کو لے کر اور حضرت
خواجہ معین الدین چشتی، حضرت شیخ

marfat.com

جلوہ گرست گویا چہار دریائے
بے پایاں موج خیز اند دُو
دریائے نسبت نقشبندیہ و
یک بحر نسبت قادریہ و یک
لجہ الیست کہ نصف آں از
چشتیہ و نصف دیگر از
سہروردیہ و کبرویہ است
نسبت نقشبندیہ غالب
است بر جمیع نسبتہا،
پس ازاں قادریہ
باز چشتیہ، باز
سہروردیہ۔

(ص ۱۲۳۔۱۲۴)

سرفراز ہوئے۔ اسی لئے سلسلہ عالیہ مجددیہ میں ہر سلسلے کی نسبت جلوہ گر ہے گویا چار بے پایاں دریا طغیانی پر آئے ہوئے ہیں۔ اُن میں سے دو دریا نسبت نقشبندیہ کے، ایک نسبت قادریہ کا اور ایک دریا ایسا ملا جلا ہے کہ اس میں نصف نسبت چشتیہ ہے اور باقی نصف میں نسبت سہروردیہ و کبرویہ وغیرہ میں، نسبت نقشبندیہ باقی تمام نسبتوں پر غالب ہے۔ اس کے بعد قادری، پھر چشتی اور پھر سہروردی نسبت ہے۔

۱۳۴

۲۷ شعبان المعظم ۱۲۳۱ھ ـــ منگل

محفل فیض منزل میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کے حضور کفرِ طریقت کا ذکر چل پڑا۔ پس مرشد برحق نے فرمایا کہ کفرِ طریقت یہ ہے کہ امتیاز اٹھ جائے، غیریت مٹ جائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کے سوا اور کچھ نظر نہ آئے۔ اسی کے بارے میں شیخ منصور حلاج علیہ الرحمۃ نے یوں فرمایا ہے:-

كَفَرْتُ بِدِيْنِ اللهِ وَالْكُفْرُ وَاجِبٌ
لَدَيَّ وَعِنْدَ الْمُسْلِمِيْنَ قَبِيْحٌ

marfat.com

کاکی اوشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پُر انوار پہ حاضری دے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے دریافت فرمایا کہ مزارِ مقدس سے کاک وغیرہ قسم کی کسی چیز کا تبرک لائے ہو۔ اس شخص نے نفی میں جواب دیا۔ آپ نے فرمایا کہ غلطی کی کہ تبرک کی کوئی چیز نہ لائے، دوبارہ جاؤ اور کوئی چیز لے کر آؤ کیونکہ بزرگوں کے تبرک میں بھید پنہاں ہے۔ اور بڑے فائدے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ نقل ہے کہ ایک شخص ان کے مزار سے کاک (روٹی) لایا تھا۔ اس کے گھر میں ایک پرندہ مرا پڑا تھا۔ اس کاک سے تھوڑا سا حصہ پانی میں بھگو کر اس پرندے کے منہ میں ڈال دیا تو خدا کی قدرت سے وہ پرندہ زندہ ہو کر اُڑ گیا۔

۱۳۵

۲۸ شعبان المعظم ۱۲۳۱ھ ـــــ بُدھ

حضور فیض گنجور میں حاضر ہوا۔ اس وقت ایمان کا ذکر آیا۔ مرشدِ برحق نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی تین قسمیں ہیں۔ ایک عوام کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بغیر دیکھے دل و جان سے گرویدہ ہو کر ایمان لائے ہیں ـــــ دوسرا ایمان اولیاء اللہ کا ہے کہ وہ مشاہدے والے ہیں۔ ان کا ایمانِ شہودی ہوتا ہے کیونکہ ظلمانی حجاب کو یہ حضرات پھاڑ چکے ہوتے ہیں، جو بے صبری، بے قناعتی، بے توکلی اور خیالِ غیر سے عبارت ہے اور نورانی حجاب کو طے کر کے مرتبۂ شہود تک پہنچے ہوتے ہیں، جو صفات و شیونات اور اعتباراتِ ذاتیہ سے عبارت ہے۔ تیسرا ایمان اکابر کا ہوتا ہے کہ یہ بزرگ مرتبۂ شہود سے بھی آگے گزر گئے ہوتے ہیں۔ اور کمالِ وصال سے پیوستہ ہوتا ہے۔ ان کا ایمان بھی ایمان غیبی کے رنگ میں ہوتا ہے کیونکہ مشاہدے کی کمال اتصال کے مرتبہ میں گنجائش نہیں۔

اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ ایک شخص اپنا ہاتھ پیٹھ کے پیچھے لے جائے تو غیب ہے اور جب اپنے سامنے آئے تو مشاہدہ ہو جائے گا اور آنکھ کی پتلی پر رکھ دے تو پھر غیب ہو جائے گا۔ پس وصل بے فصل کے مرتبہ میں بھی غیب متحقق ہے۔ اسی

marfat.com

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اس سے پہلے میں ہر دم دل پُر الم سے آہیں بھرتا تھا اور صبر و شکیبائی کے دامن کو تار تار کر رہا تھا۔ اب آہیں بھرنا (بوجہ جلوت) جاتا رہا، بس کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے اور مجھے مجھ سے لے جاتی ہیں۔

آہے چو گرد باد زجای بُرد مرا
از کوی دوست آہ کجا می بُرد مرا ؎[1]

اس کے بعد فرمایا کہ عشق ہونا چاہیئے کیونکہ عشق کے بغیر بھید نہیں کھلتے۔ یہ عشق ہی تو ہے جو معشوق تک پہنچاتا ہے، ہر گلی کوچے میں تشہیر کرتا ہے۔ یہ عشق ہی تو ہے جو گھر بار سے جدا کرتا ہے۔ یہ عشق ہی تو ہے جو اپنوں اور بیگانوں میں رُسوا کرتا ہے

چوں نیست ترا عشق بہ تحقیق ز تقلید
چاکے بگریباں زن و خاکی بسر افگن ؎[2]

۱۳۷

۲۰ شعبانُ المعظّم ۱۳۳۱ھ ـــــ جمعۃ المبارک

۱۳۷

حضور والا کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ مرشدِ برحق اس وقت حافظ شیراز کے دیوان کا مطلع پڑھ رہے تھے:۔

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا !!
کہ عشق آساں نمود اوّل ولے افتاد مشکلہا ؎[3]

اور فرمایا کہ نسبتِ قلب نے ظہور کیا ہے۔ پھر اسی غزل کا یہ دُوسرا شعر پڑھا:۔

---

[1] آہیں بگولے کی طرح مجھے اپنی جگہ سے لیجاتی ہیں۔ افسوس! مجھے کوئے یار سے کہاں لے جاتی ہیں۔

[2] اگر تحقیقی طور پر تیرے پاس عشق نہیں تو تقلید کے طور پر اپنا گریبان چاک کر اور سر پر خاک ڈال دے۔

[3] اے ساقی پیالہ لا اور اُسے گردش دے کہ عشق پہلے آسان دکھائی دیتا ہے لیکن مشکلات میں پھنسا ہے۔

marfat.com

ع ہر کہ خدمت کرد اُو مخدوم شد[1]

یہ خدمت ہی ہے جو ادنیٰ سے اعلیٰ مقام تک پہنچا دیتی ہے اور ادب ایسی چیز ہے جو خاک نشین کو افلاک نشین کر دیتا ہے۔

ع خدمت ترا بہ کنگرۂ کبریا کشد[2]

اس کے بعد فرمایا کہ آجکل جبکہ بڑھاپے کو پہنچ گیا ہوں۔ جسم میں ناتوانی اور قلب میں بہت ضعف ہے اور زہد و ریاضت اور مجاہدہ اذکار و اشغال میں کمی واقع ہو گئی ہے حالانکہ اس سے پہلے جامع مسجد کے حوض کا پانی پی کر قرآنِ کریم کے دس پارے پڑھتا اور دس ہزار نفی و اثبات کا ذکر کرتا۔ اس قوت کے باعث نسبت کا ظہور ہوتا جس کے انوار سے جامع مسجد بھر جاتی تھی بلکہ جس گلی کوچے سے گزرتا وہ انوار سے بھر جاتا اور جس مزار پہ جاتا۔ اس صاحبِ مزار کی نسبت پست ہو جاتی اور میری نسبت غالب آتی۔ اس وقت بس اُس بزرگ کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی نسبت کو پست کر لیتا تھا۔

۱۳۹

۲ر رمضان المبارک ۱۲۳۱ھ ——— اتوار

محفلِ فیض منزل میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ ذکر کرنا چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ بغیر چلنے کے راستہ طے نہیں ہوتا۔ یہ بھی فرمایا کہ ماسوا سے کلی انقطاع کرنا چاہیئے اور کمینی دنیا سے پوری طرح انحراف کرنا (منہ موڑنا) چاہیئے تاکہ فیضِ الٰہی کا دریا دل میں طغیانی پہ آئے اور انوار کا غیر محدود سمندر جوش دکھائے۔ میری مرشد و امام حضرت مرزا شہید نور اللہ مرقدہ المجید فرماتے ہیں کہ جب میں گھر میں جاتا ہوں اور اہلِ خانہ

---

[1] جس نے خدمت کی وہ مخدوم ہوا۔

[2] تیری خدمت کنگرۂ کبریا (قربِ الٰہی) تک کھینچ کر لے جاتی ہے۔

marfat.com

۱۴۰

۳ رمضان المبارک ۱۲۳۱ھ ــــــ پیر

اپنے فیض گنجور کے حضور حاضر ہوا۔ مرشد برحق نے فرمایا کہ:۔

اشرفہ روزِ عرس جناب قرۃ عین الرسول حضرت زہرائی بتول ست رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ بعد ازاں امر پنجتن شیر برنج برائے نیاز ایشاں فرمودند۔ (ص ۱۲۸)

آج رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ کی ٹھنڈک حضرت فاطمۃ الزہرا بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عرس کا دن ہے۔ اس کے بعد کھیر پکانے اور ان کی نیاز دلانے کا حکم فرمایا گیا

اس کے بعد ایک شخص حضور فیض گنجور میں عرض گزار ہوا کہ ولایت افضل ہے یا امامت اور ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے؟ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ ولایت عام ہے اور امامت خاص۔ ہر امام ولی ہے لیکن ہر ولی درجہ امامت تک نہیں پہنچتا۔ کیونکہ ولایت تو حضور مع اللہ سے عبارت ہے اور امامت ایک ایسا منصب ہے جس سے ہر کسی کو سرفراز نہیں فرمایا جاتا بلکہ کامل افراد ہی کو مرحمت فرمایا جاتا ہے، جیسا کہ چاروں خلفاء بارہ امام اور اکابر اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

لہ اس عبارت کو دیکھنے سے بخوبی واضح ہو رہا ہے کہ بزرگانِ دین میں عرس منانا اور اکابر کی نیاز دینا ہمیشہ معمول رہا اور وہابیت کے منظرِ عام پر آنے سے پہلے ان اُمور کا منکر کوئی نہیں تھا۔ وہابی حضرات کا یہ کہنا کہ ایسے امور کے مروّج مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) ہیں، درست نہیں بلکہ یہ محض پروپیگنڈہ ہے' ورنہ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۲۳۱ھ میں ایسا کیوں فرماتے جبکہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کی ولادت بھی اس ارشادِ گرامی کے اکتالیس سال بعد ۱۲۷۲ھ میں ہوئی تھی۔

marfat.com

۱۴۱

۴ رمضان المبارک ۱۲۳۱ھ ——— منگل

بندہ حضورِ والا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت مجلس شریف میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا ذکر آیا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات کی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے وطن کے بارے میں پوچھا انہوں نے فرمایا کہ عراق کا رہنے والا ہوں۔ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ملکِ عراق کے لوگوں میں نفاق ہوتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ درست ہے اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَمِنْ اَھْلِ الْعِرَاقِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ۔ یہ سن کر امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خاموش ہو گئے اور امام صاحب کے واپس لوٹ آنے کے بعد انہیں یقین ہو گیا کہ نعمان بن ثابت (امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) یہی تھے اور جو گفتگو ان سے سرزد ہوئی تھی اس پر افسوس کا اظہار کیا اور آپ کی بہت تعریف کرتے رہے۔

راقم الحروف عفی عنہ، (شاہ رؤف احمد مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتا ہے کہ قرآنِ کریم میں تو یہ آیا ہے کہ مِنْ اَھْلِ الْمَدِیْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ (اہلِ مدینہ سے بعض لوگ نفاق کی طرف لوٹ گئے ہیں) چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہلِ مدینہ سے تھے اسی لئے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے الزامی طریق سے یہ جواب دیا تھا کہ اگر آپ کا خیال درست ہے تو قرآنِ کریم میں بعض اہلِ عراق کا نفاق کی جانب لوٹنا واقع ہوا ہو گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تو بعض اہلِ مدینہ کا نفاق کی جانب لوٹنا بیان فرمایا ہے لیکن آپ اس بات کو اہلِ عراق پر چسپاں کر رہے ہیں تو چاہیئے کہ قرآن کریم میں اہلِ مدینہ کی جگہ اہلِ عراق لکھ دیا جائے

یہ بھی فرمایا کہ :۔

امام شافعی روزی بر مزار پر انوار ایشان   امام شافعی ایک روز امام اعظم کے مزار

پہ ان کی نظر ہی نہیں جاتی۔ حالانکہ آئینہ بھی عین ظلِ آفتاب نہیں ہے بلکہ اس کا اپنا وجود ہوتا ہے اور آفتاب کا ظل اس کے اندر ہے۔ چنانچہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

عکسِ روئے تو چوں در آئینۂ جام اُفتاد[1]
عارف از خندۂ مے در طمعِ خام اُفتاد

مرشدِ برحق نے یہ بھی فرمایا کہ اولیائے کرام میں سے ہر ایک جس مقام تک پہنچا، وہ یہی سمجھا کہ مقصودِ اصلی یہی ہے اور اس سے آگے کچھ نہیں، مثلاً اندھوں کے ایک گروہ کو ہاتھی مل گیا۔ کسی اندھے کا ہاتھ ہاتھی کی ٹانگ پر پڑا، تو سمجھا کہ ہاتھی ستون کی طرح ہوتا ہے۔ کسی کے سونڈ ہاتھ آئی تو سمجھا کہ ہاتھی گویا لاٹھی کے مانند ہوتا ہے۔ کسی کے ہاتھ اس کے دانت آئے تو گمان کیا کہ ہاتھی خشک لکڑی (ڈنڈے) کی طرح ہوتا ہے۔ غرضیکہ کسی کا ہاتھ اس کے کان، پیٹھ یا پیٹ پر آیا تو اس نے اسی شکل سے ہاتھی کو تعبیر کیا اور دوسرے لوگوں کی تعبیرات کا (اپنے مشاہدے کی بنا پر) انکار کیا۔

دوسری مثال یوں سمجھئے کہ اندھوں کی جماعت ایک درخت کے پاس پہنچی، کسی کے اس کا پتا ہاتھ آیا۔ کسی کے شاخ، کسی کے جڑ اور کسی کے پھل۔ پس ہر ایک نے اس کا ذائقہ چکھ کر دیکھا تو ہر کسی کو علیحدہ ذوق اور علیحدہ کیفیت حاصل ہوئی۔ جس نے پتے کو چکھا اس نے پتے کا ذائقہ بیان کیا جس نے اس کا پھل چکھا اس نے پھل کا ذائقہ بیان کیا۔ علیٰ ہٰذا القیاس ہر ایک نے اپنے چکھنے کے مطابق اس درخت کا ذائقہ بیان کیا اور دوسرے کے بیان کردہ ذائقے کا انکار کیا اور کہا کہ درخت کا ذائقہ تو وہ ہے جو میں نے خود چکھا ہے نہ کہ وہ جو تو نے بیان کیا ہے۔ پس۔

---

[1] تیرے چہرے کا عکس جمشید کے جام میں جا پڑا۔ عارف شراب کے ہنسنے سے خام طمع میں جا پڑا۔

marfat.com

مصری کا پربت بھیو چیونٹی پہنچی آئے [1]
اُن مکھ اپنا بھر لیو پربت لیو نہ جائے

اور یہ فارسی شعر بھی اِسی مضمون کی تائید میں ہے۔

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حسن تو بسیار [2]
گل چین بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

اور اسی کے مصداق عربی کا یہ شعر ہے۔

وان قمیصا خیط من نسج تسعۃ [3]
و تسعین حرفا عن معالیہ قاصر

۱۴۲

۵ رمضان المبارک ۱۲۳۱ھ ــــــ بدھ

محفل فیض منزل میں حاضر ہوا۔ ایک شخص نے مرشد برحق سے مراقبات کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں سب سے پہلے مراقبۂ احدیّت کی تلقین کیا کرتا ہوں اور یہ اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک اللہ کے مفہوم کا لحاظ رکھنے سے عبارت ہے کہ میں اُس پہ ایمان لایا ہوں کہ وہ بے مثل اور لاثانی ہے اور کمال کی تمام صفات سے موصوف و متصف اور نقصان و زوال کی تمام صفات سے منزّہ (پاک) ہے۔

اِس کے بعد مراقبۂ معیّت کی تلقین کرتا ہوں اور یہ اس بات سے عبارت ہے کہ اللہ

---

[1] مصری کا پہاڑ بنا اور ایک چیونٹی اس کے پاس آگئی۔ چیونٹی نے اس پہاڑ سے اپنا منہ بھیر لیا لیکن پہاڑ کو نہیں لے جا سکتی۔

[2] نگاہ کا دامن تنگ ہے اور تیرے حسن کے پھول بہت ہیں۔ تیری بہار کا گلچیں دامن کا گلہ کرتا ہے۔

[3] اگر ننانویں حروف کے دھاگوں سے بھی قمیص بنی جائے تب بھی اُس کی بلندی کو بیان کرنے سے قاصر ہوگی۔

marfat.com

ہی جدا تھے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ جب حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں اپنی وفات کے بعد بھی نئی نسبت عطا فرمائی تو خود اپنی زندگی میں کس طرح حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نسبت اخذ کرتے۔

۱۴۳

۶ ر رمضان المبارک ۱۲۳۱ھ ـــــ جمعرات

غلام اس قبلۂ خاص و عام کی مجلس میں حاضر ہوا۔ مرشد برحق نے فرمایا کہ صوفیہ میں سے ایک شخص کا انتقال ہوگیا۔ بارگاہِ خداوندی سے اس پر عتاب نازل ہوا کہ تو ہی تھا جو مجھے لیلیٰ کا درجہ دیتا تھا اور ظاہری معشوق کی طرح ہماری جانب خال و خط کی نسبت کرتا تھا۔

مرشدِ برحق نے یہ بھی فرمایا کہ میں امیروں کی ملاقات کرنے، دنیا طلب کرنے، گانے باجے سننے اور ہمہ اوست کہنے سے بیزار ہوں۔ حالانکہ ہمہ اوست تو حال کی بات ہے لیکن اس زمانے کے صوفیہ اسے قال میں لے آئے ہیں اور حقیقت تک نہ پہنچنے کے باعث اس بات کو چرب زبانی کے ذریعے بڑھا چڑھا کر بیان کرتے اور الحاد و زندقہ میں گرفتار ہوتے ہیں۔ نعوذ باللہ عن ذالک ـــــ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ سب خدا ہے، غیر ہے کہاں۔ میں نے اُسے مجلس سے باہر نکال دیا ـــــ ایک اور آدمی جب گدھے کی آواز سنتا تو جل وعلا کہتا۔ استغفر اللہ عن ذالک نعوذ باللہ۔ یہ کیسا کمال یا حال ہے کہ کلام الٰہی کے سراسر خلاف کیا جاتا ہے۔ اگر یہ بات حق ہوتی تو پیغمبرِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوتی۔ یہ پیغام کس کی طرف سے آیا ہے؟ رَبَّنَا ظَلَمْنَا[1] اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ٥

---

[1] اے رب ہمارے! ہم نے اپنی جانوں پہ ظلم کیا اور اگر تو ہمیں معاف نہ کرے اور ہم پر رحم نہ فرمائے تو ہم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں ہوں گے۔

marfat.com

طلب گار ہوا کہ ہمسایہ کا مکان مجھے عطا فرما دیا جائے۔ الہام ہوا کہ تو ہمسایہ کو تکلیف دینا اور اُسے گھر سے بے گھر کرنا چاہتا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ ایک روز حج کے قصد سے سفر کا ارادہ کیا تو الہام ہوا کہ تو اسی جگہ رہ کیونکہ خلقِ خدا کو تجھ سے فائدہ پہنچ رہا ہے۔

۱۴۵

۸ رمضان المبارک ۱۲۳۱ھ ——— ہفتہ

محفلِ فیض منزل میں حاضر ہوا۔ ایک شخص رعشے کی بیماری میں مبتلا تھا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ اس آیۂ مبارکہ کو اکثر پڑھا کرو بلکہ دوگانہ (نوافل) کے اندر قیام، رکوع اور سجود میں بھی یعنی رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ——— حضور پُرنور میں شعر کا ذکر بھی آیا۔ مرشدِ برحق نے یہ رباعی پڑھی :

مارا بنود دِلے کار آید ازو[ا]	جز نالہ کہ در وی ہزار آید ازو
چنداں گریم کہ کوچہ ہا گل گردد	نی رویہ و نالہ ہای زار آید ازو

۱۴۶

۹ رمضان المبارک ۱۲۳۱ھ ——— اتوار

غلام اس قبلۂ انام کی محفل میں حاضر ہوا۔ حضور پُر نور میں تراویح کا ذکر آیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بیس ۲۰ رکعت تراویح ثابت نہیں ہیں۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ عبداللہ بن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیس ۲۰ رکعت تراویح کی روایت کا ثبوت سرورِ کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچایا ہے۔ اس کے بعد مشکوٰۃ شریف منگائی گئی تو اس کے حاشیے پر یہ مسئلہ لکھا ہوا تھا۔ اس کی عبارت مجلس میں پڑھی گئی۔ اس کے

[ا] ہمارے پاس ایسا دِل نہیں جس سے کوئی کام نکل سکے۔ ہاں نالے تو اس سے ہزاروں نکلتے ہیں۔
میں اس قدر روتا ہوں کہ گلی کوچوں میں کیچڑ ہو جاتی ہے۔ بانس اُگتا ہے تو اُس سے نالہ ہائے زار نکلتے ہیں۔

marfat.com

وہ سارے ہی غریبوں میں تقسیم فرما دیئے۔

۱۴۸

۱۱ رمضان المبارک ۱۲۳۱ھ ــــــ منگل

محفل فیض منزل میں حاضر ہوا۔ مرشد برحق نے فرمایا کہ حلقہ کے وقت ذکر نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اپنے پیر و مرشد کی جانب متوجہ ہو کر بیٹھنا چاہیئے کیونکہ مرشد کی توجہ ذکر سے زیادہ مفید ہے۔ مرشد برحق نے یہ بھی فرمایا کہ حلقہ میں ایک شخص پر توجہ ڈالنا تمام اہل حلقہ کے اندر اثر کرتا ہے کیونکہ توجہ مسہل کی طرح ہے اور تاثیر جو نزدیک والوں میں ہوتی ہے یاقوتی (مقوی) کے مانند ہے۔ پس مسہل کے بعد یاقوتی مفید ہوتی ہے۔

۱۴۹

۱۲ رمضان المبارک ۱۲۳۱ھ ــــــ بدھ

جناب عالی کے حضور حاضر ہوا۔ مرشد برحق نے فرمایا کہ میرے خدا نے اللہ تعالیٰ کے سچے وعدے ہیں:۔

خاکؔ نشینی ست سلیمانیم[1]
عار بود افسر سلطانیم

۱۵۰

۱۳ رمضان المبارک ۱۲۳۱ھ ــــــ جمعرات

محفل فیض منزل میں حاضر ہوا۔ مرشد گرامی قدر نے وصیت فرمائی کہ میرے جنازے کے سامنے خوش الحانی اور دلکش آواز میں یہ رباعی پڑھی جائے:۔

مفلسانیم[2] آمدہ در کوی تو ! شیئاً للہ از جمال روی تو
دست بکشا جانب زنبیل ما ! آفریں بر دست و بر بازوی تو

---

[1] میرے لئے زمین پر بیٹھنا ہی سلیمانی ہے۔ میرے لئے بادشاہی تاج باعث شرم ہے۔
[2] تیرے کوچے میں ایک مفلس آیا ہے۔ خدا کے لئے اپنے خوبصورت چہرے کا صدقہ عطا فرما۔ میری زنبیل کی جانب ہاتھ بڑھا تیرے دست و بازو پہ آفرین ہے۔

نے فرمایا کہ مدارا دنیا کو دین کے لئے صرف کرنا ہے اور مداہنت دین کو دنیا کے لئے برباد کرنے
کا نام ہے عیاذاً باللہ سبحانہٗ عن ذالک

اس کے بعد حضور پُرنور میں سرورِ کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذِکر پاک آیا
آپ نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کے لئے ایک دعائے مستجاب ہوتی ہے کہ ایک مرتبہ وہ اللہ جل مجدہٗ
سے جو مانگیں مرحمت فرمایا جائے گا۔ تمام پیغمبروں نے اپنی اپنی دعا کو اسی جگہ صرف کر چھوڑا ہے
لیکن میں نے دنیا میں وہ دعا نہیں مانگی اگرچہ رنج و غم اٹھائے اور مشکلات کے زہر جیسے کڑوے
گھونٹ پیئے ہیں، بلکہ مَیں نے اپنی دعا کو عقبیٰ پر موقوف کر دیا تھا جو شفاعت کبریٰ کے رنگ میں
ظاہر ہو گی۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے ایسی
بشارت دی ہے کہ اگر اس کا اظہار کروں تو میری امت کے لوگ اطاعت و عبارت کو بھی
چھوڑ بیٹھیں گے ـــــ مرشدِ برحق نے یہ بھی فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ
وسلم کا وجود مبارک تمام جہان کے لئے رحمت ہے۔ کفار کو کفر کا اور فساق کو فسق کا دنیا
میں عذاب دیا جانا موقوف ہو گیا ہے۔ آپ کے بعد مسخ اور فسخ نہیں رہا اور شیطان کے
منہ پر فرشتہ ہر وقت طمانچہ مارتا رہتا تھا۔ یہ بھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے
ظہور کے بعد موقوف ہو گیا۔ خزانہ قارون جو اس کے سر پہ لادا ہوا تھا وہ بھی اُس کے
سر سے اُونچا کر دیا گیا ہے۔

اس کے بعد آپ کی خدمت میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھنے کا ذکر
آیا۔ پس مرشدِ برحق نے فرمایا کہ خبر فیض اثر مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ فَاِنَّ شَیْطَانَ
لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ (جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے واقعی میرا دیدار کیا کیونکہ شیطان میری شکل اختیار
نہیں کر سکتا) یہ اس صورت کے بارے میں ہے جس کے ساتھ فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ
وسلم مدینہ منورہ میں محوِ استراحت ہیں۔ علاوہ بریں اور بھی کتنی ہی شکلیں اور صورتیں ہیں جن میں

marfat.com

ہے لیکن خمس معاف نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے جسم ظاہری کے ساتھ بیداری کی حالت میں صحابہ کرام کی جماعت پر جو حکم جاری فرمایا تھا وہی نافذ ہے اور وصال کے بعد خواب میں رُوح کا حکم بیداری کے حکم کا ناسخ نہیں ہوگا

۱۵۲

۱۵ رمضان المبارک ۱۲۳۱ھ ــــــ ہفتہ

محفل فیض منزل میں حاضر ہوا مرشد برحق نے فرمایا کہ جب میں اپنے اُوپر نظر ڈالتا ہوں کہ میرے اندر کیا کمال ہے جس کے باعث ایک دنیا میری جانب رجوع کر رہی ہے تو اپنے اندر کوئی کمال نہیں پاتا۔ جب اپنی اطاعت و عبادت کو دیکھتا ہوں تو ایک بھی روزہ یا نماز بارگاہِ خداوندی میں قبول ہونے کے لائق نہیں دیکھتا اور جب اپنے وجود کا مشاہدہ کرتا ہوں تو اپنے آپ کو بانس کی طرح اندر سے خالی پاتا ہوں۔ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں جو کچھ میرے اندر ہے وہ اُسی کی جانب سے ہے :-

اُو بجز نائی و ماجز نے نیم | اُو دمی بے ما و ما بے وی نیم
نَے کہ ہر دم جلوہ آرائی کند | فی الحقیقت از دمِ نائی کند

۱۵۳

۱۶ رمضان المبارک ۱۲۳۱ھ ــــــ اتوار

حضور فیض گنجور میں حاضر ہوا مرشدِ برحق نے حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی تواضع کا ذکر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم صف کے ایک کنارے پر کھڑے ہوتے دعوت قبول کر لیتے اور پہلے خود سلام کرتے تھے۔ اس کے بعد مرشدِ گرامی قدر نے درودِ پاک

لہ وہ صاحب نے (بانسری والا) ہے اور ہم نَے کے سوا کچھ نہیں۔ وہ ہمارے بغیر موجود ہے اور ہم اس کے بغیر کچھ نہیں ہیں نَے جو ہر دم رونق دکھاتی رہتی ہے حقیقت میں وہ سب کچھ صاحب نَے کے دم سے کرتی ہے۔

marfat.com

۱۵۴

۱۷ر رمضان المبارک ۱۲۳۱ھ ـــــــــ پیر

محفل فیض منزل میں حاضر ہوا۔ فیض طلب خاں نے اخراجات خانقاہ کے لئے غلہ بھیجا تھا۔ مرشد برحق ناراض ہوئے اور فرمایا کہ میں تو اللہ تعالیٰ کے وعدے پر بیٹھا ہوں۔ میرا امیروں سے کیا تعلق۔ اس کے بعد کسی فاحشہ عورت کے گھر کا کھانا آیا اور بازار سے کسی دوسرے امیر نے بھی کھانا بھیجا تو آپ نے محتاجوں میں وہ کھانا تقسیم فرما دیا اور خود اس میں سے ایک لقمہ بھی نہ کھایا، کیونکہ مرشد برحق کی مبارک عادت ہی یہ ہے کہ کسی کے گھر کا کھانا مطلقاً نہیں کھاتے بلکہ وہی کھاتے ہیں جو اپنے گھر میں پکتا ہو اور دیگر صوفیہ کو بھی (باہر سے آیا ہوا کھانا) کھانے کے لئے نہیں دیتے۔

۱۵۵

۱۸ر رمضان المبارک ۱۲۳۱ھ ـــــــــ منگل

محفل فیض منزل میں حاضر ہوا۔ مرشد برحق نے ارشاد فرمایا کہ آج حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت شیخ الشیخ مولانا محمد عابد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی وفات کا دن ہے اور امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بھی آج کے روز ہی زخمی ہوئے تھے۔ اس کے بعد آپ نے فاتحہ کی غرض سے کھانا پکانے کا حکم فرمایا۔

۱۵۶

۱۹ر رمضان المبارک ۱۲۳۱ھ ـــــــــ بدھ

حضور فیض گنجور میں حاضر ہوا۔ مرشد گرامی قدر نے فرمایا کہ رمضان المبارک کے مہینے میں بڑا فیض وارد ہوتا ہے اور بہت سی برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔ پس اس مہینے میں عبادت و اطاعت کے اندر خوب کوشش کرنی چاہیئے۔ اس مہینے کے دو متبرک عشرے گزر چکے ہیں اور آخری عشرہ ہی باقی ہے۔ خانقاہ کے لوگوں کو چاہیئے کہ اعتکاف کریں کیونکہ پیغمبر خدا

marfat.com

اگرچہ اولیای امم سابقہ باشند و بعد از ایشاں تا آئمہ اثنا عشر ہمیں منصب قائم است۔ پس حضرت محی الدین جیلانی قدس سرہ نیز ازیں دولت عظمیٰ سرفراز شدہ اند و بعد از ایشاں بر سر الف ثانی حق سبحانہ مرا ہم ازیں منصب نائب ایشاں فرمودہ و سرفراز بایں خلعت نمودہ است، لہٰذا دریں ہزار دوم ہر کس کہ بدرجہ ولایت میرسد واسطہ فیض او من باشم بجز توسل من ہیچ ولی بولایت نخواہد رسید۔ (ص۔ ۱۴۰، ۱۴۹)

گزشتہ امتوں کے اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم ہی کیوں نہ ہوں اور اُن کے بعد بارہ اماموں تک یہ منصب قائم ہے حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ بھی اِس دولتِ عظمیٰ سے سرفراز فرمائے گئے ہیں اور ان کے بعد اللہ جلّ مجدہٗ نے مجھے بھی اس منصب سے ان کے نائب کے بطور نوازا اور اسی خلعت سے سرفراز فرمایا ہے۔ پس اِن دوسرے ہزار سالوں میں جو بھی درجہ ولایت تک پہنچیگا اس کے لئے واسطہ فیض میں ہوں اور میرے وسیلے کے بغیر کوئی ولی منصبِ ولایت تک نہیں پہنچے گا۔

پس ان کے توسل کے بغیر کوئی پہنچا بھی نہیں ہے اور اس دوسرے ہزار سال کے اندر میں بھی اُن کے ساتھ شریک ہوں۔

۱۵۷

۲۰ ر رمضان المبارک ۱۲۳۱ھ ——— جمعرات

محفل فیض منزل میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ آج صبح ہی سے اکیسویں رات کے برکات ظاہر ہیں اور شبِ قدر کا احتمال ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ماہِ رمضان المبارک کے اس آخری عشرۂ متبرکہ میں شبِ قدر ضرور ہوتی ہے جس کی تاریخ میں اختلاف ہے لیکن اس عشرہ کی طاق تاریخوں میں سے ہوتی ہے یعنی طاق رات ہوتی ہے جیسے اکیسویں، تئیسویں،

marfat.com

۱۶۰

۲۳ رمضان المبارک ۱۲۳۱ھ ـــــ اتوار

محفل فیض منزل میں حاضر ہُوا۔ ایک شخص نے خبر اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْئٌ کے بارے میں پوچھا۔ مرشد برحق نے ارشاد فرمایا کہ یہ حدیث امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دلیل ہے لیکن جب تک کہ اوصاف ثلاثہ کے اندر تبدیلی نہ آئے۔ دوسری حدیث قلتین ہے جس سے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دلیل پکڑتے ہیں۔ اس شخص نے گزارش کی کہ اوصاف ثلاثہ میں تبدیلی آنا کیا حدیث سے ثابت ہے۔ مرشد گرامی قدر نے فرمایا ہے کہ علماء جو کچھ فرماتے ہیں قرآن و حدیث ہی سے تو فرماتے ہیں اپنے گھر سے تو نہیں کہتے۔

۱۶۱

۲۴ رمضان المبارک ۱۲۳۱ھ ـــــ پیر

محفل فیض منزل میں حاضر ہُوا۔ مرشد برحق نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے شیخ الشیخ یعنی جناب شیخ محمد عابد رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان المبارک کے مہینے میں لوگوں کو تعلیم طریقہ کی اجازت مرحمت فرمایا کرتے تھے۔ میں نے بھی اپنا معمول یہی بنایا ہُوا ہے۔ پس انشاء اللہ تعالیٰ اس مہینے کی ستائیس تاریخ کو میں چند لوگوں کو اجازت دُوں گا۔ اس کے بعد چند ٹوپیاں تیار کرنے کا حکم فرمایا۔

یہ بھی فرمایا کہ خطرات اور آرزوں سے دل کا تصفیہ ہونے اور اخلاق ذمیمہ سے نفس کا تزکیہ ہونے کے بعد آدمی اجازت کے قابل ہو جاتا ہے لیکن اس بارے میں چند دیگر قیود بھی ہیں، (۱) بازاری آدمی نہ ہو ـــــ (۲) سوم چہلم وغیرہ میں نہ جاتا ہو ـــــ (۳) امیروں اور طریقے کے مخالفوں سے ملاقات نہ رکھتا ہو ـــــ (۴) صوفیہ کے دس مقامات اُسے حاصل ہوں یعنی صبر، توکّل، قناعت وغیرہ۔

خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ غرض نسبت ایسی ہونی چاہیئے کہ پاس

marfat.com

کہ اس کے اندر اسم مبارک اللہ کا مفہوم پیدا ہونے لگے اور وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے ساتھ موصوف (بلحاظ عکس) ہونے لگے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

۱۶۳

۲۶ رمضان المبارک ۱۲۳۱ھ ــــــ بدھ

حضورِ والا میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ جو لوگ حق تعالیٰ کی طلب میں یہاں آئے ہوئے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ ذکر، نگہداشتِ خواطر اور وقوفِ قلبی میں مشغول رہیں اور ایک لحظہ و لمحہ بھی توجہ الی اللہ سے غافل نہ رہیں۔ اپنے دن رات کے تمام اوقات کو آباد رکھیں۔ روزانہ قرآن کریم کے دو پارے پڑھیں اور صبح و شام سو سو بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ، سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ پڑھیں اور سو بار کلمۂ توحید ــــــ سو بار تسبیح (سُبحان اللہ) ــــــ سو بار تحمید (الحمدُللہ) پڑھیں۔ سوتے وقت ایک ہزار بار سرورِ کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پہ درُود بھیجیں اور صبح و شام اپنے پیرانِ کبار کی ارواح کے لئے فاتحہ پڑھیں اور حق تعالیٰ سے عاجزی کے ساتھ دُعا مانگیں کہ الٰہی! سُورۂ فاتحہ کی برکت اور پیرانِ شجرہ کے واسطے سے، جو تو نے اپنے اِن خاص بندوں کو عنایت کیا وہ مجھے بھی عطا فرما ــــــ

فقیر نے اپنے حالات پر مشتمل ایک درخواست آپ کے خدمت میں پیش کی تھی۔ اُس کی پشت پر آپ نے جو دستِ خاص سے رقم فرمایا اُسے تبرک کے طور پر پیش کرتا ہوں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت سلامت! یہ بندۂ ناچیز اتنی لیاقت کہاں رکھتا ہے کہ کوئی شخص طریقہ کی طلب میں یہاں تشریف لائے۔ یہ ذاتِ ستّار کی ستّاری اور عزیزوں کی عیب پوشی ہے کہ اس ناشائستہ کی جانب توجہ فرماتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان سب کو بہتر جزا مرحمت فرمائے۔ یہ کمترین جو سگِ کوئے مجدّد ہے، یہی چاہتا ہے کہ اُس

marfat.com

قیومیت گردیدہ اند و خلفاء
آنحضرت در اکثر اقالیم رسیدہ
اند عالم از فیض و نسبت شریفہ
مملو شدہ است زاد اللہ ارشادہ
الیٰ یوم القیامتہ۔ (ص - ۱۴۲)

قیومیت پہ فائز کئے گئے ہیں اور آپ
کے خلفاء اکثر ممالک میں پہنچے۔ دُنیا
آپ کے فیض اور نسبت شریفہ سے
بھری پڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت تک
یہ ہدایت بڑھائے۔

۱۶۶

۲۹ رمضانُ المبارک ۱۲۳۱ھ ـــــ ہفتہ

محفل فیض منزل میں حاضر ہُوا۔ اس وقت آپ معارفِ مجددیہ بیان فرما رہے تھے جو بڑے بلند پایہ ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ امت میں سے کسی نے یہ مقامات بیان نہیں فرمائے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ مقامات اور ان کے اسرار کے بارے میں اور اکابر متقدمین کے مکشوفات و مقامات میں ایسا اختلاف ہے جیسے یہ ترکیب واقع ہوئی ہے کہ اس میں سیبویہ اور اخفش کا اختلاف ہے۔

۱۶۷

عیدُالفطر ۱۲۳۱ھ ـــــ اتوار

دوگانۂ عید الفطر کے بعد یہ غلام حضور پُر نور میں حاضر ہُوا۔ حضرت ایشاں قبلہ درویشاں جن پر میرا قلب و رُوح فدا ہے، انھوں نے اس نالائق راقم الحروف (حضرت شاہ رؤف احمد نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ) کو کلاہ اور تعلیم طریقہ کی اجازت سے سرفراز فرمایا۔ سب سے پہلے پیرانِ نقشبندیہ قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم کی ارواح کے لئے فاتحہ پڑھی۔ اس کے بعد اکابر قادریہ کی ارواح کے لئے فاتحہ پڑھی گئی نور اللہ مرقدہم بعد ازاں مرشدانِ چشتیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ارواح کے لئے اور تینوں طریقوں کی اجازت مرحمت فرما کر بہت دُعائیں دیں اور ارشاد فرمایا کہ طریقۂ انیقہ نقشبندیہ کے پیرانِ

marfat.com

خاتمۂ کتاب

یہاں شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وہ ملفوظاتِ عالیہ پیش کیے جاتے ہیں جو دن اور تاریخ کے ساتھ مقید نہیں ہیں۔ وباللہ التوفیق

۱۶۸

ایک روز مرشدِ برحق نے مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہ شعر پڑھے:۔

بادہ از ما ہست شد نی ما ازو	قالب از ما ہست شد نی ما ازو
ما چو زنبوریم قالب ہا چو موم	خانہ خانہ کرد قالب را چو موم
بادہ در جوشش گدائی جوشِ ما	چرخ در گردش گدای ہوشِ ما

مرشدِ گرامی قدر نے یہ بھی فرمایا کہ میری بیعت خاندانِ قادریہ میں ہے لیکن ذکر و شغل میں نے طریقہ نقشبندیہ کے مطابق کیا ہے اور طالبین کو بھی طریقہ نقشبندیہ کے مطابق راہِ سلوک طے کرواتا ہوں کیونکہ میں نقشبندیہ مجددیہ ہوں اور اکابرِ چشتیہ بھی میرے پیر ہیں۔ ان کے بعد جس طریقے (سلسلے) کے اکابر بھی قبول فرمائیں وہ میرے لئے باعثِ فخر اور نعمتِ عظمیٰ ہے خاندانِ قادریہ کا ایک شخص آپ کی خدمت میں طریقہ انیقہ نقشبندیہ حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ حضرت خواجہ خواجگان، پیرِ پیران، خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ ہمارے طریقے میں سماع نہیں ہے ——— ہماری طریقے میں ذکر جہر نہیں ہے ——— ہمارے طریقے میں وجد نہیں ہے ——— ہمارے طریقے میں تواجد نہیں ہے ——— اور ہمارے طریقے میں آہ و نعرہ نہیں ہے ——— ہمارے طریقے میں حضور و یادداشت اور بے خطرگی ہے ——— حضور کا مطلب

marfat.com

چشتیہ، سہروردیہ، کبرویہ اور مداریہ کی اجازت سے مشرف فرمایا گیا اور چند حضرات کو احقر نے داخلِ سلسلہ بھی کیا۔

آنجناب (حضرت شاہ درگاہی علیہ الرحمہ) کے وصال کے بعد طلب کا شعلہ بھڑک اٹھا اور آتشِ عشق دوچند ہو گئی۔ وجہ یہ تھی کہ مذکورہ جملہ احوال لطیفۂ قلب کے احوال ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات بے نہایت ہے اور اس کی راہ کا کوئی کنارا نہیں ہے۔ پس ایسے شخص کا تلاش کرنا ضروری ہے جس کی توجہ کے باعث مزید ترقی ہو۔ میں نے چاہا کہ طریقۂ مجددیہ کے خلفاء میں سے کوئی ایسا شخص مل جائے جو پوری طرح طریقہ مجددیہ رکھتا ہو تاکہ اس کی خدمت میں حاضر ہو کر اس شرف والی نسبت کو مکمل کروں اور درجۂ کمال تک پہنچاؤں۔ چنانچہ عنایت الٰہی سے جو کچھ میں چاہتا تھا وہ میں نے پا لیا اور بمصداق حضرت مرزا شہید نور اللہ مرقدہ المجید:

از برائی سجدۂ عشق آستانی یافتم[1]
سرزمینی بود منظور آسمانی یافتم

توفیق مرحمت فرمانے والی ذات نے مجھے مرشدِ برحق (شاہ غلام علی دہلوی علیہ الرحمہ) کی بارگاہ میں پہنچا دیا اور جو دلی مراد تھی وہ خدائے ذوالمنن نے مرشدِ کامل کے ذریعے پوری فرما دی۔ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا کی ہدایت کے لئے قائم و دائم رکھے۔

مرشدِ برحق نے ابتدا میں مراقبۂ احدیت صرفہ کے ذریعے راہِ سلوک طے کرنے کے لئے فرمایا اور خاندانِ نقشبندیہ مجددیہ میں ان کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا۔ مرشدِ گرامی قدر نے فرمایا کہ اسمِ ذات (اللہ) سے جذب پیدا ہوتا ہے اور نفی و اثبات سے سلوک میسر آتا ہے جو تہذیبِ اخلاق کا نام ہے اور مراقبات کے ذریعے باطنی نسبت میں قوت پیدا ہوتی ہے اور قرآنِ مجید کی تلاوت سے انوار زیادہ ہوتے ہیں اور درود شریف پڑھنے سے سالک کو سچے

---

[1] سجدۂ عشق کے لئے مجھے آستانے کی ضرورت تھی۔ میں زمین ڈھونڈتا تھا لیکن مجھے آسمان مل گیا ہے۔

کہ وہ بھی دلالی کرتا ہے۔ پوچھا کہ میں نے تو آپ کو فلاں شہر میں دیکھا تھا کہ آپ زاہد تھے۔ آپ کے ساتھ کیا واقعہ گزرا ہے کہ یہاں تک پہنچے اور اس مصیبت میں مبتلا ہوئے۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے ایک روز مچھلی پکائی اور چاہا کہ اُس کا اچھا حصہ میں کھاؤں اور باقی حصے دُوسروں کو دُوں۔ اس خیال سے مجھ پہ یہ وبال آیا ہے کہ یہاں آیا اور اس مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہوں۔

یہ بھی فرمایا کہ کھانا تین انگلیوں سے کھانا چاہیئے کہ مسنون ہے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہُوا ہے وکان یاکل بثلث اصابع ویلعقھن اذا فرغ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تین انگلیوں سے کھانا کھاتے تھے اور کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لیتے تھے۔ اسے بزاز نے روایت کیا ہے —— وقال ان یلعق الاصابع برکتہ یعنی اگر انگلیوں کو چاٹا جائے تو اس میں برکت ہے۔ اس کی طبرانی نے روایت کی ہے ——
یہ بھی فرمایا کہ برکت کا معنی بڑھنا ہے اور اس جگہ توفیق کی زیادتی مراد ہے کہ اس کھانے کے ذریعے عبادت واطاعت کی زیادہ توفیق ملے گی۔

یہ بھی فرمایا کہ جو یہ چاہے کہ پیغمبرِ خدا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت زیادہ ہو جائے تو اُسے چاہیئے کہ احادیث پر عمل کرے اور جو جزئی مسائل احادیث میں نہیں ملتے اُن میں اس مذہب کے مطابق عمل کرے جو وہ رکھتا ہے یعنی اگر حنفی ہے تو مسائل حنفیہ کے مطابق عمل کرے اور اگر شافعی ہے تو مسائل شافعیہ کے مطابق اور ایسا نہ ہو کہ اس کے مذہب میں کوئی مسئلہ خواہ حدیث صحیح کے مخالف ہی کیوں نہ ہو، اُسی پہ عمل کرتا رہے اور کہے جیسا کہ بعض عوام الناس کہتے ہیں کہ ہمارے آباؤ اجداد اسی مذہب پہ تھے، ہم اس کے خلاف کیوں کریں۔ حالانکہ جاننا چاہیئے کہ ہم نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی متابعت پر مامور ہیں نہ کہ اِن مذاہب میں سے کسی مذہب کی متابعت پہ، پس جو مسئلہ حدیث کے مطابق ہو اس پر عمل کرنا چاہیئے اور جو حدیث کے مخالف ہو اس کی پیروی نہیں کرنی چاہیئے اور جزئی مسائل

marfat.com

تو یہ ہے کہ تو جو یہ سمجھا ہے کہ جو کچھ تیرے فہم میں ہے اُس سے آگے کوئی راستہ ہی نہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف تیرے فہم کی حد ہے اور اللہ جل مجدہ کی ذات تو تیرے فہم سے وراً بلکہ وراالوراُ ہے۔

یہ بھی فرمایا کہ حدیث شریف میں جو یہ آیا ہے کہ مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ فَلَیْسَ مِنَّا۔ یہاں غنا سے قلبی غنا مراد ہے یعنی جو قرآن کریم کے ذریعے ماسوا سے مستغنی نہ ہو۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے ——— یہ بھی فرمایا، حدیث شریف میں آیا ہے کہ کھانے پینے کے بعد یہ دُعا پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ[1] یہ اس وجہ سے ہے کہ اسلام اللہ جل شانہ، کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ پس اس نعمتِ عظمیٰ کے ذریعے اس کا شکر بطریقِ اُولیٰ ادا کرنا چاہیئے ——— اور فرمایا کہ صُوفیہ کا قول ہے کہ زمانہ ایک دِن ہے اور ہمارے لئے اس دِن کا روزہ ہے

یہ بھی فرمایا کہ مقاماتِ صوفیہ کے کمال کی انتہا ذوق وشوق اور توحیدِ وجودی کا منکشف ہونا ہے اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ تجلیٔ ذاتی برقی ہو جاتی ہے، چنانچہ کہا ہے۔

دیدار می نمائی و پرہیزی کنی[2]
بازارِ خویش وآتشِ خود تیزی کنی

لیکن خاندانِ عالی شان نقشبندیہ مجددیہ کا کمال دائمی تجلیٔ ذاتی ہے جو سالک کو کمالات کے وقت حاصل ہوتی ہے ——— مرشدِ گرامی قدر نے یہ شعر بھی پڑھا۔

کار کن کار، بگزار گفتار[3]
کہ بجز کار ہیچ ناید کار

---

[1] اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔

[2] تو اپنا جلوہ بھی دکھاتا ہے اور (سامنے آنے سے) پرہیز بھی کرتا ہے (یوں) اپنے بازار کو گرم اور ہماری آگ کو تیز کرتا ہے۔

[3] کام کر اور باتیں بنانا چھوڑ دے کیونکہ کام کے سوا کوئی چیز کام نہیں آئے گی۔

marfat.com

۱۶۹

ایک روز مجلس شریف میں اقطاب کا ذکر آیا۔ مرشد برحق نے فرمایا کہ کارخانۂ ہستی اور اس کے ماتحت جتنی چیزیں ہیں ان کے اجراء کا کام اللہ تعالیٰ قطبِ مدار کو عطا فرماتا ہے اور رشد و ہدایت کی ذمہ داری نیز گمراہوں کو ہدایت دینا قطبِ ارشاد کے سپرد کیا جاتا ہے ——— اس کے بعد فرمایا کہ حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ قطب مدار تھے اور بڑی شان کے مالک تھے۔ انہوں نے دعا مانگی تھی کہ اے اللہ! مجھے بھوک نہ لگے اور میرا لباس پرانا نہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس دعا کے بعد باقی تمام عمر میں انہوں نے کھانا نہیں کھایا اور ان کا لباس پرانا نہ ہوا بلکہ اسی لباس نے وصال تک کفایت کی۔

۱۷۰

ایک روز مرشدِ برحق نے فرمایا کہ بعض بزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اقوال کا نام شریعت ہے۔ آپ کے احوال کو طریقت کہتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہی مقصود ہو جائیں۔ لیکن حضرت مجددِ الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے نزدیک شریعت کا مقام آخری دونوں چیزوں سے اعلیٰ ہے۔ شریعت کی جانب اڑنے کے لئے طریقت و حقیقت دو پروبال ہیں جن کے ذریعے اڑا جاتا ہے۔ طریقت و حقیقت دونوں صفاتی تجلی سے نشو و نما حاصل کرتی ہیں جبکہ شریعت کی نشو و نما ذاتی تجلی سے ہوتی ہے۔

۱۷۱

ایک روز حضور پُرنور میں حضرت مجددِ الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے مکتوبات قدسی

marfat.com

حضرت شیخ مجدد قلم ربانی اند۔ (ص۔ ۸۴۰)	حضرت شیخ مجدد اللہ تعالیٰ کی قسم میں۔

مرشدِ کامل نے فرمایا کہ ابو سعید اپنے پہلے پیر سے اپنی چشتیہ نسبت لے کر آئے تھے اور اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں سے اشارا کیا اور رؤف اپنی نسبت چشتیہ لے کر آئے اور اپنی تین انگلیاں کے ساتھ اشارا کیا اور پھر فرمایا کہ شاید رؤف میں ان سے زیادہ ہو۔

۱۷۳

ایک روز بوقتِ خلافت عمامہ باندھنے اور خرقہ پہنانے کا ذکر آیا۔ مرشدِ برحق نے فرمایا کہ عمامہ عنایت کرنا حدیث سے ثابت ہے چنانچہ طبرانی میں روایت آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کسی کو والی (گورنر) نہیں بناتے تھے مگر اس کے سر پر عمامہ باندھتے اور دائیں جانب تک شملہ لٹکا دیتے تھے —— حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن ابی شیبہ میں روایت وارد ہے کہ غدیر کے روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے سر پر عمامہ باندھا تھا اور اس کا شملہ پیچھے کی جانب لٹکایا تھا بنا نہ اور ابی یعلی الموصلی سے روایت وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۳۲ھ / ۶۵۲ء) کے سر پر عمامہ باندھا اور شملہ پیچھے کی جانب چار انگشت یا بالشت کے قریب رکھا اور فرمایا کہ یہ طریقہ عرب سے زیادہ قریب اور احسن ہے۔

۱۷۴

ایک روز حضورِ پُر نور میں یہ راقم سطور عرض گزار ہوا کہ رامپور سے خط آیا ہے، جس کے ذریعے معلوم ہوا کہ بندہ کے رہائشی مکان کی دیوار بارشوں کی زیادتی کے باعث گر گئی

marfat.com

کہ ہمارے امام طریقت یعنی خواجہ خواجگان، خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے طریقے میں مجاہدہ نہیں ہے، ہم ذکر جہر نہیں کرتے، چلّے کاٹنے نہیں بیٹھتے۔ سماع نہیں سنتے کہ بدعت ہے ——— اس کے بعد فرمایا کہ چلّہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے اور ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چلّہ کاٹا تھا لیکن ایک حدیث شریف سے چلّے کا مفہوم برآمد ہوتا ہے کہ :- ——— مَن اخلص اللہ اربعین صباحاً ظھرت من قلبہ ینابیع الحکمۃ (جس شخص نے چالیس دن اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص کے ساتھ گزارے اس کے دل سے حکمت چشمے پھوٹ نکلتے ہیں۔

راقم (شاہ رؤف احمد مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتا ہے کہ صاحب فتوح الاوراد نے دوسری حدیث بھی نقل کی ہے جو یہ ہے :- ——— من انقطع الی اللہ اربعین صباحاً مخلصاً متعاھداً لنفسہ لخفۃ المعدۃ یفتح اللہ علیہ علوم الدینیۃ - یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے چالیس روز اخلاص کے ساتھ گزارے اور اپنے نفس سے معاہدہ کرلے کہ معدہ کو ہلکا رکھے گا۔ (یعنی برائے نام کھائے گا) تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دینی علوم (کا دروازہ) کھول دے گا۔ اخلص اللہ اور انقطع الی اللہ کے الفاظ سے اس جانب اشارہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اخلاص اور انقطاع اصول کا (بنیادی) درجہ رکھتے ہیں۔ مرشد برحق نے اس حدیث کا ذکر نہیں فرمایا تھا۔ شاید یہ ضعیف ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس کے بعد مرشد کامل نے فرمایا کہ بزرگان چشت اہل بہشت کے وصایا میں چلّے کی قید وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا ہے کہ سالانہ ایک چلّہ [illegible] چاہیئے۔ اور ہر کسی کے گھر کا کھانا نہ کھائیں اور ہر ایک کو کھانا کھلائیں [illegible] رات کو اپنی معراج سمجھیں قرض نہ لیں، اپنے مشائخ کے عرس کریں۔ اور اپنے [illegible] کی رعایت کے باعث ان

۲۲۰

اپنے مرشدِ کامل یعنی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ نے افسردگی کا سبب پوچھا تو انہوں نے سارا ماجرا کہہ سنایا حضرت نظام الدین اولیاء نور اللہ مرقدہٗ نے نگاہِ عنایت سے اپنی زبان مبارک اُن کے منہ میں ڈالی اور انہوں نے زبان کا لعاب چوس لیا۔ (بس پھر کیا تھا) اللہ تعالیٰ نے انہیں شکرستانِ سخنوری کا طوطیٔ فصاحت بیاں اور گلستانِ نکتہ سنجی کا بلبلِ ہزار داستان بنا دیا۔ اس کے بعد مرشدِ برحق نے یہ شعر پڑھا۔

مشکین سلاسل زلف نما برلسنہ الصبا
فتراک دستہ سنبل داکروہ فی دامانہ

۱۸۱

ایک روز حضورِ عالی میں نفس رحمانی کا ذکر آیا۔ مرشدِ کامل نے فرمایا کہ سالک پر جو نفحات الٰہیہ وارد ہوتے ہیں، انہیں نفس رحمانی سے تعبیر کیا جاتا ہے ——— ایک شخص بارگاہِ مرشد میں عرض گزار ہوا کہ برد یقین کیا چیز ہوتی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک مقام ہے جو کمالاتِ نبوت کے دوران حاصل ہوتا ہے اور اس کا معنی ٹھنڈک ہے یعنی اس مقام پہ یقین کی ٹھنڈک اور راحت حاصل ہوتی ہے اور محتاجِ استدلال چیزیں کشفی ہو جاتی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے عقیدے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت نیز قیامت کا آنا، منکر نکیر کے سوالات، صراط، میزان اور جنت و دوزخ وغیرہ دلائل سے ثابت ہیں لیکن یہاں حجت و برہان کی ضرورت نہیں رہتی اور یقین خود ہی دلائل و براہین کا مرتبہ حاصل کر جاتا ہے۔ اسی کو اس خاندانِ عالی شان (نقشبندیہ مجددیہ) میں بردِ یقین کا نام دیتے ہیں۔

marfat.com

ٹھنڈی ٹھار اور نورانی ہوگئی ۔

۱۸۴

ایک روز مرشدِ کامل نے فرمایا کہ جو شخص آدھی رات کے بعد ہزار بار "یارب یارب" کہے اس کی ہر مشکل آسان ہو جائے گی خواہ کسی قسم کی ہو۔ جو مانگے وہی پائے گا اور جو دعا کرے قبول ہو گی ——— یہ بھی فرمایا کہ:

شبے گفتم یا رسول اللہ، آوازِ لبیک شنیدم۔ و روزے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مرا عبداللہ فرمودند۔ روزے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مرا مژدہ دادند کہ تو عبدِ مومن ہستی۔ حق تعالیٰ چنیں فرماید۔ (ص۔ ۱۸۱، ۱۸۲)

ایک رات میں نے کہا، یا رسولؐ اللہ! میں نے لبیک کی آواز سنی، ایک روز آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے عبداللہ کہا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز مجھے خوشخبری سنائی کہ تُو عبدِ مومن ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ ایسا ہی فرماتا ہے۔

۱۸۵

ایک روز حضورِ والا میں حضرت ماموں صاحب اور خاندانِ مجددیہ کے سراج، دودمانِ احمدیہ کے چراغ، بارگاہِ خداوندی کے مقبول یعنی حضرت شاہ سراج احمد نور اللہ مرقدہٗ کا ذکر آیا۔ مرشدِ کامل نے اُن کی شان میں فرمایا کہ سبحان اللہ! ان کی ذات کے کیا کہنے وہ ہمارے لئے باعثِ فخر تھے۔ اگرچہ نسبت فقط دل میں رکھتے تھے لیکن مقربینِ بارگاہ الٰہیہ سے تھے اور قرب کی راہ اسی طریقے پر منحصر نہیں ہے جس کے ذریعے طالبین کو راہِ سلوک طے کروائی جاتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی جانب جانے کے اتنے راستے ہیں جن کا کوئی

marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نماز کی حالت میں تھے کہ آپ کے گھر میں آگ لگ گئی۔ سارا گھر جل گیا یہاں تک کہ آگ مصلّے تک آ پہنچی لیکن انہیں خبر تک نہ ہوئی، حالانکہ لوگ آوازیں دے رہے تھے کہ امام صاحب آگ لگ گئی ہے، آگ لگ گئی ہے۔ جب نماز کے بعد امام صاحب سے پوچھا تو فرمایا مجھے آخرت کی آگ کا خیال آیا ہوا تھا۔

۱۸۷

ایک روز مرشدِ کامل نے خانقاہ کے صُوفیوں سے کثرتِ ذکر و نوافل اور تہجد و اشراق کے لیے فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ جان کی بازی لگانی چاہیئے تاکہ معاملہ گوشش سے آغوش تک آ جائے اور یہ بھی فرمایا کہ میں تو کسی کو نہیں دیکھتا جس نے آستانۂ محبّت پہ سرِ نیاز جھکایا ہُوا ہو۔

۱۸۸

ایک روز یہ بھی فرمایا کہ اگلے اکابر طالبین سے خدمت کے لئے بھی فرماتے تھے کیونکہ خدمت باطنی ترقی کا ذریعہ ہے اور ثوابِ آخرت کا وسیلہ و سبب بھی ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ ایک شخص نے اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر گزارش کی کہ مجھے کسی خدمت کا حکم فرمائیے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کے اندر سنہ ۳۳ھ / ۶۵۳ء میں ہوئی لیکن احمد صالح ۵۰ھ / ۶۷۰ء بتلاتے ہیں۔ حادثہ کربلا میں شہزادگان حسین میں سے صرف آپ ہی زندہ رہے تھے۔ اس لئے جملہ حسینی سید آپ ہی کی اولاد میں۔ نہایت عالم و فاضل اور عابد و زاہد تھے۔ امت کے امام، تابعین کے سردار اور گلشنِ رسول کے سدا بہار گل ہیں۔ امتِ محمدیہ کا آپ گراں قدر سرمایہ اور ہدایت کے لئے روشنی کا مینار ہیں۔ آپ کا وصال سنہ ۹۹ھ / ۷۱۰ء میں ہوا جبکہ دارا شکوہ نے سال وفات سنہ ۹۵ھ / ۷۱۳ء لکھا ہے۔

۱۹۰

ایک روز نسبت کمالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ نسبت (نقشبندیہ مجددیہ) اپنی کمال لطافت اور بیرنگی کے باعث احاطۂ ادراک میں نہیں آتی۔ جو اس کمال سے مشرف ہوتے ہیں وہ بھی خود کو محروم اور لاحاصل ہی پاتے ہیں۔ اس مقامِ کمال تک پہنچنے والوں کا انجام بھی جہالت نکارت ہے۔ حضرت قبلہ مرزا صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ واللہ ثم واللہ! میں اپنے آپ کو سنگریزے کی طرح کمال سے خالی پاتا ہوں جو لوگ میرے نزدیک آتے ہیں، توجہ حاصل کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ہر توجہ سے کثیر فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسلمان جھوٹ نہیں بولتا۔ اسی لئے شاید نسبت کا کوئی اثر میرے اندر موجود ہو۔

مرشدِ برحق دعا میں چند کلمات کا اضافہ کر کے الحمد شریف کو یوں پڑھا کرتے تھے:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ بِھِدَایَتِکَ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ بِعِنَایَتِکَ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بِکَمَالِ فَضْلِکَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ وَھُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝

اور آپ یہ دعا بھی پڑھا کرتے تھے:- سُبْحَانَ اللّٰہِ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَاءَ نَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ اَضْعَافَ مَا سَبَّحَ لَکَ الْمُسَبِّحُوْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَضْعَافَ مَا حَمِدَ لَکَ الْحَامِدُوْنَ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَضْعَافَ کَبَّرَ لَکَ الْمُکَبِّرُوْنَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَضْعَافُ مَا ھَلَّلَ لَکَ الْمُھَلِّلُوْنَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اَضْعَافَ مَا مَجَّدَ لَکَ الْمُمَجِّدُوْنَ وَالشُّکْرُ لِلّٰہِ اَضْعَافَ

marfat.com

مرشدِ برحق نے یہ بھی فرمایا کہ مرشدی مولائی حضرت مرزا صاحب قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ صوفی کو چاہیئے کہ اس بات کا خیال رکھے کہ لوگ اسے جو ایذا پہنچاتے ہیں اس کا اثر دل میں کتنی دیر رہتا ہے۔ اگر ایک دو گھڑی رہے تو خیر ہے اور اگر پوری رات رہے تو اسے از سرِ نو توبہ کرنی چاہیئے، کیونکہ اس کے باطن میں نسبت کے نور نے ابھی بالکل اثر نہیں کیا ہے۔

۱۹۱

ایک روز مرشدِ کامل نے کمالاتِ نبوّت کی نسبت اور اس اونچے مقام کی بے رنگی کے بارے میں کہ ادراک کا دامن وہاں پہنچنے سے کوتاہ ہے اور اس منزل تک پہنچنے کے لئے جہالت اور نکارت کے سوا کوئی اور راستہ نہیں ہے، یہ شعر پڑھے۔

بس[۱] بے رنگست یار دل خواہ ای دل	قانع نشوی بہ رنگ ناگاہ اے دل
اصل ہمہ رنگہا ازاں بے رنگست	مَنْ اَحْسَنُ صِبْغَۃَ اللّٰہ اے دل

۱۹۲

ایک روز مرشدِ برحق نے یہ دعائے ماثورہ پڑھی:۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ایسا ہی (مہربان) ہو جا جیسا اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہُوا اے اللہ! ہمارے دِلوں سے وہ حجاب اور پردے ہٹا دے جنہوں نے تیرے مبارک جمال کے مشاہدے سے روکا ہوا ہے۔ اے اللہ! الٰہی مجھے اپنے لئے زندہ رکھ، اپنے لئے موت دینا۔ اپنے لئے محشور کرنا اور مجھے اپنے لئے ایسے بنا دے جیسے تو نے سیّدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے لئے بنایا۔

[۱] اے دِل! وہ دِل پسند یار بڑا بے رنگ ہے۔ جلدی میں کہیں رنگ پہ قناعت نہ کر جانا۔ تمام رنگوں کی اصل یہی بے رنگی ہے۔ اے دِل! اللہ کے رنگ سے خوب صورت کس کا رنگ ہے۔

marfat.com

فرمایا کہ ایک شخص نے ازراہِ تمسخر ان سے کہا کہ آپ کا نام جہانگیر ہے۔ انہوں نے غصے سے فرمایا کہ میں جہانگیر نہیں ہوں بلکہ جانگیر ہوں (یعنی جان لینے والا)۔ وہ شخص اسی وقت مر گیا ——

ایک روز راستے میں ان پہ اژدھا نے حملہ کر دیا۔ انہوں نے اپنی لاٹھی زمین پہ ڈال دی جو حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عصا کی طرح اژدھا بن گئی اور اس نے اپنے حریف کو ہلاک کر دیا۔

۱۹۵

۱۴ محرم الحرام ۱۲۳۱ھ کو مرشدِ گرامی قدر نے راقمِ سطور کو کمالاتِ نبوت کا مراقبہ تلقین فرمایا اور اس سے پہلے چندروز عنصرِ خاک پر توجہ فرماتے رہے اور یہ فقیر اس کا اثر اپنے اندر محسوس کرتا رہا۔ چنانچہ یہ گزارش آپ کے حضور پیش کر دی گئی ہے۔ محرم کے آخر میں مرشد کامل کی طبیعت بخار کے باعث ناساز ہو گئی۔ بخار بڑھتا ہی جاتا تھا۔ راقم الحروف جب بھی حاضر ہوتا تو دیکھتا کہ شدتِ مرض کے اندر بھی اللہ تعالیٰ کے ذوق و شوق میں مصروف ہیں۔ شدتِ بخار کے باعث جتنا بھی اضطراب بڑھتا اسی قدر آپ کو لذت اور راحت محسوس ہوتی تھی۔ کبھی فرطِ اشتیاق میں دونوں بازوں کو کشادہ کر کے اپنے خیال میں محبوبِ حقیقی کو آغوش میں لیتے اور کبھی اپنے آپ کو اس کی بارگاہ میں حاضر جان کر لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ[1] فَقَدْ طَالَ مَا قَضَیْتَ کے الفاظ زبان پہ لاتے اور بے ہوش ہو جاتے۔ کبھی کبھی اس مرض میں یہ شعر پڑھتے۔

لولاك لما قتلت واللّٰه
واللّٰه لما قتلت لولاك[2]

---

[1] میں تیری بارگاہ میں دل وجان سے حاضر ہوں تو نے اپنا فیصلہ لمبا کر دیا ہے۔

[2] اگر تو نہ ہوتا تو خدا کی قسم میں قتل نہ ہوتا۔ خدا کی قسم میں قتل نہ ہوتا اگر تو نہ ہوتا۔

marfat.com

دُو روز بعد میرے دِل میں آتشِ دوزخ کا خوف طاری ہُوا کہ بے حد مغموم ہو گیا دیکھا کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے آئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دوزخ کی آگ سے نہ ڈرو کیونکہ جس کو میری محبت ہے وہ دوزخ میں نہیں ڈالا جائے گا۔

ابتدائے مرض میں جبکہ بخار کا ابھی پہلا دن تھا تو معارف آگاہ، جامع علومِ عقلی و نقلی یعنی مولوی بشارت اللہ صاحب حاضرِ خدمت ہوئے جو مرشدِ برحق کے اجل خلفاء سے ہیں۔ مرشدِ کامل ان کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور اپنے دَولت خانہ سے حضرت قبلہ مرزا صاحب کے مزارِ پُر انوار تک ان کے استقبال کے لئے گئے۔ پھر انہیں اپنے دَولت کدے پر لائے اور بہت نوازشات فرمائیں اور کہا کہ خدا کا شکر ہے، تم یہاں سے جتنی نسبت لے گئے تھے اس سے زیادہ لائے ہو۔ مَیں تم سے راضی ہوں اور اپنی کلاہِ رضا بھی انہیں مرحمت فرمائی حالانکہ قبل ازیں کسی کو آپ نے اپنی کلاہِ رضا عنایت نہیں فرمائی تھی۔

۱۹۸

۱۰ صفر ۱۲۳۱ھ کو مرشدِ گرامی قدر نے مولوی محمد عظیم صاحب اور مولوی شیر محمد صاحب کو کمالات اولوالعزم کے مراقبے کی تلقین فرمائی نیز اس نالائق کار۔ بندۂ گنہگار کو بھی اسی کمالات اولوالعزم کے مراقبے کی تلقین فرمائی گئی۔

۱۹۹

۱۹ صفر المظفر ۱۲۳۱ھ ——— بُدھ

یہ غلام حضورِ فیض گنجور میں حاضر ہوا۔ مرشدِ برحق اس وقت صحیح بُخاری شریف کا درس دے رہے تھے۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں سبحان اللہ اور الحمد للہ وغیرہ پڑھتا ہوں اور ان کا ثواب سرورِ کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی رُوح پُر فتوح کی نذر کر دیتا ہوں ایک روز سہواً مجھ سے یہ چیزیں ترک ہو گئیں تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے

۲۰۰

فرمایا کہ ایک روز میں نمازِ عشاء سے پہلے سو گیا۔ دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہوئے اور نمازِ عشاء سے پہلے سونے سے منع فرمایا کہ ایسا کرنے والے پر وعید فرمائی ------ اس کے بعد مرشدِ کامل نے راقم سطور کو ۱۲۳۲ھ کے ماہ صفر کے آخر میں جمعۃ المبارک روز بعد نمازِ جمعہ رامپور جانے کی اجازت مرحمت فرمائی اور پیرانِ عظام نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ کی ارواح کے لئے علیحدہ علیحدہ فاتحہ پڑھی اور دوبارہ چاروں طریقوں کی اجازت مرحمت فرمائی اور رخصت کیا۔ اس وقت مجھ ناچیز پر حقیقتِ قرآنی کی وجہ ظاہر فرمائی تھی جب رامپور میں آیا تو سات ماہ تک اپنے غریب خانہ پر رہا اور اپنے اوقات کو ذکر و مراقبہ سے معمور رکھا۔ صبح و عصر کے بعد حلقہ ہوتا اور طالبین کو توجہ دیتا۔ اس عرصے کے اندر مرشدِ برحق کے مکتوباتِ گرامی اس کمترینِ درویشاں کے نام آتے رہے جن میں بندہ کے باطنی حالات اور یارانِ طریقت کے ورود کے متعلق استفسار فرمایا جاتا۔

پھر اسی سالِ مذکور کے ماہِ شوال میں پروانہ بھیج کر راقم سطور کو طلب کیا گیا۔ چنانچہ حکمنامے کو سر آنکھوں پر رکھ کر دہلی تشریف گیا اور مرشدِ کامل کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ مرشدِ برحق بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں تیرے باطن کی ترمیم کرتا ہوں۔

چند روز کے بعد اخوت پناہ، عرفان دستگاہ، مولوی بشارت اللہ بہرائچی و سراپا نور مرزا عبدالغفور و معرفت نشان، شیخ خلیل الرحمٰن سلمہم اللہ تعالیٰ اور سب کی اس خاکِ پا راقم الحروف کو لطیفۂ قلب سے توجہ فرمائی اور کئی ماہ تک بندہ کو بھی حقیقتِ کعبہ تک ان تینوں اکابر کے ساتھ رکھا اور توجہ فرماتے رہے۔ اس کے بعد مولوی بشارت اللہ صاحب کو بہرائچ کی طرف رخصت فرمایا۔ مرزا عبدالغفور صاحب کو خورجہ کے لئے رخصت کیا اور اکیلے اس بندہ ناچیز کو حقیقتِ کعبہ سے آخری مقامات تک توجہات فرمائیں جو

marfat.com

عرضِ مُترجم

الحمد للہ حمداً کثیراً کہ یہ سراپا معصیت اور بے کمالی کا مرقع آج درالمعارف جیسے علم وعرفان کے جواہر پارے کو فارسی سے اُردو کا لباس پہنانے میں کامیاب ہوگیا یہ خدائے ذوالمنن کا کرم، رحمتِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظرِ عنایت اور بزرگانِ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا فیضان ہے کہ اس مجموعے کا اُردو ترجمہ اچھوتے انداز میں آرہا ہے اور مزید کتنی ہی معلومات اپنے دامن میں سمیٹ کر لارہا ہے۔

ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنا کیسی دشوار گزار گھاٹی ہے اس کا اندازہ صرف وہی حضرات کر سکتے ہیں جنہیں اس مرحلے سے گزرنا پڑا ہو۔ کیونکہ ہر زبان کا اپنا ادب اور اپنا اسلوبِ تحریر وتقریر ہے، اِس لئے مترجم کے لئے کتنے ہی مقامات پر الفاظ کو چھوڑ کر مفہوم کا ساتھ دینا ہی مناسب ہوتا ہے۔ احقر نے توبساط بھر یہی کوشش کی ہے کہ ترجمہ ہر لحاظ سے مناسب انداز میں منصۂ شہود پر آئے لیکن اس مقصد میں کہاں تک کامیابی ہوئی اس کا اندازہ قارئین کرام ہی کر سکتے ہیں۔

امید ہے کہ قارئین اِس سراپا معصیت کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے اور ناشر کی معرفت اپنے مفید مشوروں اور راقم الحروف کی غلطیوں سے مطلع فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حقیر سراپا تقصیر بندے کی اس ناچیز کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے اسے میرے لئے توشۂ آخرت، کفارۂ سیئات اور ذریعۂ نجات بنائے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

گدائے درِ اولیاء،
محمد عبدالحکیم اختر
مجددی مظہری شاہجہانپوری۔ لاہور

۱۲ر شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ
۸ر جولائی ۱۹۷۹ء

marfat.com

نوری مطبوعات

۱۵۵۔ بزرگانِ لاہور
مرتبہ: پیر غلام دستگیر نامی

سُنّی بہشتی زیور کامل (۱۲ حصے)
حضرت مفتی محمد خلیل خان برکاتی

تعلیمات اعلیحضرت
مصنف: محمد میکائیل رضوی

سراج العوارف نور کی بارش
مصنف: شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں

دِل کی بیماریوں کا نبوی علاج
مصنف: بابر بن دلاور

موت کا آنکھوں دیکھا حال
پیرزادہ سید محمد عثمان نوری

موت سے کفن دفن تک
ہر گھر کی ضرورت یہ کتاب ہے

رنگ و روشنی سے علاج
مصنف: بابر بن دلاور

فیضِ نقشبند
ملفوظات شاہ غلام علی مجددی دہلوی

بیماریوں کا روحانی علاج
قرآن سے بیماریوں کا علاج دریافت کریں۔

مواعظ القرآن والحدیث
مختلف موضوعات پر مستند تقاریر کا مجموعہ

ایمان و قرآن (تمہید الایمان بآیات قرآن)
اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی

قرآن مجید، اسلامی، تاریخی، ادبی و طبی کتب کے ناشر و تاجر

داتا دربار کا قدیم اشاعتی ادارہ

نوری کتب خانہ، نزد جامع مسجد نوری، بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور

marfat.com